جہنّم میں لے جانیوالی مجلسیں

www.KitaboSunnat.com

مؤلف: فضیلۃ الشیخ عدنان طرشہ

مترجم: ابوالقاسم محمود احمد تبسم

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جہنم میں لے جانیوالی مجلسیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دار الابلاغ محفوظ ہیں

نام کتاب .... جہنم میں لے جانیوالی مجلسیں

تالیف .... فضیلۃ الشیخ عدنان طرشہ

مترجم .... ابو القاسم محمود احمد تبسم

اشاعت دوم .... اکتوبر 2005ء

تعداد .... ایک ہزار

قیمت ....

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

لاہور۔ دار الاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ کتاب سرائے 7320318۔ شرکۃ الامتیاز 7311178۔ مکتبہ دار الہدیٰ 7639557۔ اردو بازار لاہور۔ الکریم کیسٹ لائبریری 6365526۔ فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ 631204۔ مکتبہ رحمانیہ بھوانہ بازار۔ راولپنڈی۔ تجلیات علیہ کشمیری بازار۔ 5535168۔ اسلام آباد۔ المسعود اسلامک بکس 2261356۔ پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔ حیدر آباد۔ مکتبہ دعوت المستقیم 0333-2607284 کراچی۔ مکتبہ نور حرم 4965724۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، اندلس اسلامک بک شاپ 4381912۔ مکتبہ دار القرآن، علمی کتب خانہ اردو بازار۔ (دار الابلاغ، لاہور 0300-4453358)

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہنم میں لے جانیوالی مجلسیں

www.KitaboSunnat.com

مؤلف: فضیلۃ الشیخ عدنان طرشہ

مترجم: ابوالقاسم محمود احمد تبسم

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

Mob.0300-4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن-لاہور
نمبر........................

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

آئینہ کتاب

❀ حرف آغاز ۱۴
❀ تقریظ: شمع کتاب وسنت کی کرنوں سے ہماری مجالس منور ہوں! ۱۷
❀ مقدمہ: ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں ۱۹
❀ مینارِ نبوت اور مجالسِ انسانیت ۲۰
❀ چند آدابِ مجلس ۲۰
❀ سننِ مجالس ۲۲
❀ مجلس سے اٹھتے وقت ۲۲
❀ ہم نشین کیسا ہو؟ ۲۳
❀ رفقاء کی انواع و اقسام ۲۴
❀ بہترین مجالس ۲۵
❀ اللہ کریم کی اپنے بندوں کے متعلق پیار بھری باتیں ۲۶
❀ پیغمبر کی تڑپ ۲۸
❀ مقصدِ تالیف ۲۹

فصل : ۱

زبان، نعمتِ رحمان

❀ حرکتِ زبان ایک اور احسان ۳۱
❀ حسناتِ لسان ۳۳
❀ آفاتِ لسان ۳۶
❀ کلمہ و لفظ ۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- پہلے تولو پھر بولو ۳۸
- لمحۂ فکریہ ۴۰
- ایک ایک لفظ اتنا اہم کہ ۴۰
- ہائے افسوس !! ۴۲

فصل : ۲

غیبت ایک قباحت

- غیبت کی تعریف ۴۵
- غیبت کی عمومیت ۴۷
- حسن بصریؒ کا قول ۴۷
- اسبابِ غیبت ۴۹
- عوام میں غیبت کے اسباب ۵۰
- تسلی تشفی ۵۰
- ساتھیوں کے ساتھ ۵۰
- فخر و تصنع ۵۱
- ہنسی کھیل ۵۱
- تمسخر واستہزاء ۵۱
- اہلِ دین اور خواص میں غیبت کے اسباب ۵۱
- تعجب و حیرت ۵۲
- رحمت و شفقت ۵۲
- اللہ کی خاطر غیظ و غضب ۵۳
- کون سی غیبت جائز؟ ۵۳
- اظہارِ ظلم ۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ برائی کی روک تھام ۵۴
❀ فتویٰ چاہنا ۵۴
❀ مسلمانوں کا تحفظ ۵۵
❀ کھلم کھلا گناہ کرنے والے کی غیبت ۵۶
❀ کوئی عیب علامتِ پہچان ہو تو ۵۷
❀ عمدہ فوائد ۵۸
❀ غیبت کا علاج ۵۹
❀ مختصر علاج ۵۹
❀ ایک دانش مند کا قول ۶۰
❀ تفصیلی علاج ۶۱
❀ کفارۂ غیبت ۶۵

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۳

غیبتِ قلب

❀ امام نوویؒ کا قول ۶۸
❀ بدگمانی کا ایک واقعہ ۶۹
❀ عمدہ فوائد ۷۱

فصل : ۴

غیبت اور تلبیسِ ابلیس

❀ جب راہِ حق چھوٹ جائے ۷۶
❀ عَالِم تباہ عَالَم تباہ ۷۷
❀ امام غزالیؒ کا تجزیہ ۷۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ حالتِ معاشرہ ۷۸

❀ غلط بیانی کرتے ہیں ۷۸

❀ خود را فضیحت، دیگراں را نصیحت ۷۹

❀ تلبیسِ ابلیس ۸۰

❀ نکتہ چینی ...... سب سے آسان ۸۱

❀ امام ابن حبانؒ کا قول ۸۱

❀ کلامِ شاعر ۸۲

❀ شیطان کا ہدف ۸۳

❀ ایمان مضبوط ہو تو شیطان کیا کرے؟ ۸۴

❀ امام شافعیؒ کا قول ۸۵

❀ اگر آپ کہیں کہ ۸۵

❀ تو میں کہوں گا کہ ۸۵

❀ امام نوویؒ کا قول ۸۸

❀ ابن بطالؒ کا قول ۸۸

❀ ایک اعتراض اور جواب ۸۹

❀ برائی کی روک تھام کے لیے غیبت ۸۹

❀ کیا آپ کا بھی یہی مقصد ہے؟ ۹۰

❀ عجب صورت حال ۹۱

❀ امام شافعیؒ کا قول ۹۲

❀ حدیث کے بعد کیا رہ گیا؟ ۹۲

❀ عمدہ فوائد ۹۴

❀ امام شافعیؒ کا قول ۹۴

❀ غیبت اور غضبِ الٰہی ۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ مشاہدہ و حالات بھی گواہ ۹۶
❀ اسوۂ حسنہ ۹۷
❀ امام نوویؒ کی تشریح ۹۸
❀ عیب پوشی واجب ہے ۱۰۰
❀ عزت مسلم کا دفاع ۱۰۱
❀ اسوۂ رسول ﷺ ۱۰۱
❀ امام غزالیؒ کا قول ۱۰۲
❀ فوائد کا نچوڑ ۱۰۴
❀ کامیاب نسخہ کیمیاء ۱۰۵
❀ جلتی پر تیل ۱۰۵
❀ نتیجہ خوش کن ۱۰۶
❀ خالق کی رضا یا مخلوق کی!!؟ ۱۰۶
❀ ایک آپ بیتی ۱۰۷
❀ اللہ تیری شان!! ۱۰۸
❀ مجھ سے نہ رہا گیا ۱۰۸
❀ وار کامیاب رہا ۱۰۹
❀ فیصلہ نبوی اٹل ہے ۱۱۰

فصل : ۵

فضول باتوں والی مجالس

❀ بولو تو کیسا؟ ۱۱۴
❀ ماحول بگڑ گیا ۱۱۴
❀ ہر لفظ کی قیمت دینا ہوتی تو ۱۱۵

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ انواعِ کلام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۷
❀ کون سا کلام جائز؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۷
❀ کاش! فرمان نبوی سنا ہوتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۸

فصل : ۶

مجالسِ استہزاء

❀ فرامین مصطفی ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۲
❀ اللہ اکبر!!! اتنی بڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۲
❀ عمرؓ کا قول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۳
❀ علمائے دین سے استہزاء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۴
❀ پتہ تو قیامت کو چلے گا جب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۵
❀ خوش طبعی اور مزاح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۶
❀ رسولِ مقدس اور مزاح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۷
❀ عمدہ فوائد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۸
❀ علامتِ منافقین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۰

فصل : ۷

بہتان تراشی والی مجالس

❀ عجیب ہٹ دھرمی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۵
❀ خود پسندی سے عقل جام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶
❀ فتویٰ پیغمبر ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷
❀ قدرُ اللہ کے ہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۹
❀ ''لوگ ہلاک ہوگئے'' کہنے والا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ۱۴۲
❀ ماحول کا اثر ۱۴۲
❀ شریعت و حدود کا فائدہ ۱۴۳
❀ حدود کی تاثیر ۱۴۴
❀ برائی پر ابھارنے والا ایک سبب ۱۴۴
❀ مؤمن کی شان ۱۴۶

فصل : ۸

مجالسِ لعن طعن

❀ لعنت اور قتل ۱۵۰
❀ عجیب سنگدلی ۱۵۲
❀ غصہ اور آگ ۱۵۲
❀ دماغ ہی الٹ گئے ۱۵۳
❀ شیطان نیکی کے رنگ میں ۱۵۴
❀ مجالسِ لعن ۱۵۴
❀ نہ شفاعت نہ شہادت ۱۵۵
❀ جائز لعنت ۱۵۶
❀ عینک کے شیشے ہی سیاہ ہوں تو! ۱۵۷
❀ اصل حقیقت ۱۵۸
❀ حسد اور چند اقوال ۱۶۰
❀ جانوروں پر لعنت ۱۶۱
❀ تعیین یا نشاندہی کر کے لعنت کرنا ۱۶۲
❀ امام نوویؒ کا قول ۱۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مجالسِ طعن ۱۶۳
- علماء اور شیوخ پر لعن ۱۶۵
- کہاں اہل علم اور کہاں جاہل؟ ۱۶۷
- فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ۱۶۹
- ابلیس اور ابن آدم ۱۷۰
- خواہش کے غلام ۱۷۱
- خطا سے کون بچ سکا؟ ۱۷۲
- اصلی مفلس ۱۷۴
- الٹی گنگا بہہ پڑی ۱۷۵
- اندھی تقلید سببِ طعن (علماء کے لیے) ۱۷۶
- معصوم کون؟ ۱۷۷
- ہر اجتہاد باعثِ اجر ۱۷۸
- خلاصہ کلام ۱۷۹
- شیطان سے بچ کر ۱۸۰
- عمدہ فائدہ ۱۸۰
- عالم نہیں تو علم دین نہیں ۱۸۱
- دشمنوں کی رضا کیوں؟ ۱۸۲
- قیامت تک اس دین کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے ۱۸۲

فصل : ۹

خاتمہ مجالس

- پہلی وصیت ۱۸۵
- دوہرا اجر ۱۸۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- دوسری وصیت ۱۸۸
- تیسری وصیت ۱۸۹
- وصیتوں کی وصیت ۱۹۲

فصل : ۱۰

خاتمہ عمدہ فوائد

- اقوالِ سلف ۱۹۶
- زبان پر قابو ۱۹۸
- امام غزالیؒ کا قول ۱۹۹
- اقوالِ حکماء ۲۰۰
- دیکھو پیغمبر کیا فرما رہے ہیں؟ ۲۰۱
- خاموشی میں نجات ۲۰۲
- گھر ہی کافی ۲۰۳
- ساتھی کا انتخاب ۲۰۵
- انتخاب میں خطا ۲۰۵
- سستی کے نتائج ۲۰۶
- غلطی پر آنسو ۲۰۸
- فوائد کا نچوڑ ۲۰۹
- حرفِ اختتام ۲۱۱
- مراجع و مصادر ۲۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

مجلسوں بھرا زندگی کا یہ سفر کہیں ناکام نہ ہو جائے!

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں کہ جو تن تنہا پیدا ہو کر اکیلا ہی زندگی کے تمام امور سر انجام دے اور تن تنہا یکتا و اکیلا ہی زندگی گزار کر دنیا سے چلا جائے۔ انسان تمدنی زندگی گزارتا ہے۔ وہ اپنے خاندان میں پرورش پاتا ہے' محلہ و بستی کے اجتماعی ماحول میں پل بڑھ کر جوان ہوتا ہے' مدرسہ اور سکول و کالج میں پڑھتا ہے' مختلف لوگوں کے درمیان کارخانوں' فیکٹریوں یعنی زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مختلف اداروں میں رہ کر اجتماعی زندگی گزارتا ہے اور معاش تلاش کرتا ہے۔ یعنی کہ اس کی زندگی شروع سے لے کر آخر تک تمدنی و شہری ہے' وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ فراغت کے لمحات میں' چھٹیوں میں' شادی بیاہ میں' یا مرگ و حادثات کے موقع پر بھی مجلسی زندگی گزارتا ہے۔ اگر شادی ہو تو تب اسے ایک بڑی بھری مجلس میں شریک ہونا پڑتا ہے اور اگر کہیں خاندان میں یا باہر جاننے والوں عزیزوں' دوستوں' تعلق داروں میں حادثہ و مرگ ہو جائے' تو بھی اسے ایک مجلس میں شریک ہونا پڑتا ہے۔

اگر انسان کی زندگی کو بغور دیکھا جائے تو وہ پیدائش سے لے کر موت تک مختلف مجالس کا مجموعہ ہے۔ طرح طرح کی مجلسوں میں شرکت اور مختلف لوگوں کو ڈیل کرنا' ان سے برتاؤ کرنا' ان کے خیالات سے مستفید ہونا اور اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرنا' اس کی ساری زندگی کے گرد گھومتا ہے۔ حالانکہ عام طور پر چند لوگوں کا مل بیٹھ کر باتیں کرنا' یا وعظ و نصیحت سننے کے لیے اکٹھے ہونا ہی ''مجلس'' سمجھا جاتا ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان زندگی کے مختلف مراحل و مدارج میں ہر وقت کسی نہ کسی مجلسی مرحلے سے ضرور گزر رہا ہوتا ہے۔ زندگی کے اس سفر میں اس کو دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:

① نیک و صالح، اچھے کردار کے مالک اور مثبت سوچ و فکر کے حامل لوگوں سے۔

② منفی سوچ و فکر، مشکوک کردار، حاسد، بد بخت، بداخلاق، بدنصیب و بدکردار اور برے لوگوں سے۔

زندگی میں ان سے ہونے والی ملاقاتوں میں وہ جس گروہ سے متاثر ہو جائے ان کے رنگ میں رنگ کر ان کی طرح بن کر ان کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے...... اور پھر ان کی طرح ہی سوچتا ہے اور عمل کرتا ہے۔

زندگی میں انسان کا جن گروہوں سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ ان میں سے کسی ایک سے متاثر ضرور ہوتا ہے، ان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

① رحمان کے بندے ② شیطان کے بندے۔

مجلسی زندگی میں رحمان کے بندے...... اسے نیکی کی رزم گاہوں سے متعارف کروا کر صالح کردار کا حامل انسان بننے، معاشرے کا مثالی فرد بننے، نیک پرہیزگار و متقی اور اللہ کا پسندیدہ بندہ بننے کا درس، لائحہ عمل اور نصب العین دیتے ہیں، کہ جس پر چل کر انسان اللہ کا پسندیدہ بندہ بن کر، دنیا میں کامیاب زندگی اس طرح گزارتا ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ آخرت میں اس کو حور و غلمان اور دودھ شہد والی جنتوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

شیطان کے بندے......انسان کو ہمیشہ برائی کے راستوں سے متعارف کرواتے، حسد، کینہ بغض اور گناہ کے مختلف ذرائع و عوامل سے متعارف کروا کر اسے معاشرے کا ناپسندیدہ اور بدکردار بنا دیتے ہیں اللہ کے ہاں قابل عتاب بندہ بن کر دنیا میں نفرتوں پر مبنی، ناکام مگر بظاہر شیطانی تدبیروں سے آراستہ و پرکشش زندگی اس طرح گزارتا ہے کہ دنیا بھی تباہ اور آخرت میں اللہ کریم اس پر عذاب کا کوڑا برسا کر دہکتی...... بڑھکتی...... شعلے مارتی...... چمڑیوں کو ادھیڑ کر رکھ دینے والی...... اور دلوں تک پہنچ جانے والی ''جہنم'' ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا مقدر و ٹھکانہ بنا دیتا ہے۔ جہاں وہ جل کر کوئلہ بن کر بلکہ سڑ کر بھی نہ تو مرتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ جیتا ہے...... گویا جی جی کے مرتا ہے اور مر مر کے جیتا ہے اور عذاب کے گھونٹ پیتا ہے...... اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

ہماری اس کتاب میں ایسی ہی باتوں اور امور قبیحہ کی نشاندہی ہے کہ جو روزمرہ کی یاروں' دوستوں' عزیزوں' رشتہ داروں' کاروباری شراکت داروں وغیرہ کے ساتھ مل بیٹھ کر گفتگو کرنے کی مجلسوں میں سرانجام دیئے جاتے ہیں' جبکہ ہم ان سے یکسر غافل اور بے خبر ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم نے ''جہنم میں لے جانے والی مجالس'' سے بچنا ہے لیکن ہمیں کیسے پتہ چلے کہ کون سی ایسی مجالس ہیں جو ہماری اخروی بربادی کا باعث وسبب بن سکتی ہیں؟ تو یہی اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے!!

اللہ کریم کی رحمت سے دارالابلاغ کے پلیٹ فارم سے اس سے قبل بھی اس موضوع پر ایک کتاب بعنوان ''مجالس خواتین'' منصۂ شہود پر آ کر خواتین کی رہنمائی کا باعث بن چکی ہے' اس موضوع پر ہماری یہ دوسری قابل ستائش اور مثالی کتاب ہو گی جو کہ قاری کی زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دے گی۔ ان شاء اللہ۔

میرا ذاتی تجزیہ یہ ہے کہ اس موضوع پر اس سے زیادہ اثر انگیز...... آدمی کو ڈرانے والی...... اور عمل کا جذبہ پیدا کر کے...... اللہ کریم کی قربت حاصل کرنے کی کوشش پر...... آمادہ کرنے والی کتاب میں نے...... آج تک نہ دیکھی تھی اور نہ پڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں غیر موزوں مجالس کی نشاندہی کرنے والی اس اعلیٰ ومفید کتاب سے راہنمائی حاصل کر کے عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ یا رب العالمین۔ اور اسے اپنی جناب میں قبولیت کا درجہ عطاء فرما کر' راقم کے لیے' اور خاص طور پر راقم کے والد محترم کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

خادم کتاب وسنت

محمد طاہر نقاش

۱۴ اگست ۲۰۰۴ء لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

شمع کتاب وسنت کی کرنوں سے

ہماری مجالس منور ہوں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْمَحَامِدِ، وَالثَّنَاءُ عَلَیْهِ أَفْضَلَ مَا أَثْنٰى عَلَیْهِ عَابِدٌ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

حمد وصلاۃ کے بعد:

عصر حاضر میں ہماری مجالس ومحافل اخلاقی پستی کا شکار اور مہلک امراض میں گرفتار ہیں۔ ان محفلوں کو ان بیماریوں نے گھیر رکھا ہے جن کی طرف معالجین قلب کی نظر اصلاح نہیں پڑتی اور وہ بتدریج تنزلی کی راہ پر گامزن ہیں۔ بلکہ ان بیماریوں نے مجلسوں کو بے بس کرنے کے بعد اصلاح پسند طبقے پر بھی اپنی گرفت مضبوط کر رکھی ہے۔ مصلح افراد بھی ان امراض کے خطرناک سیلاب میں بہہ کر اپنا مقصد بھلا بیٹھے ہیں اور ہر بیمار مجمع سے مانوس ہو چکے ہیں۔ جب رہنما اور رہبر ہی راستہ بھول جائے تو کارواں اپنی منزل پر کیسے پہنچ سکتا ہے!؟ ان نام نہاد مصلحین نے اخلاقی گراوٹ میں مبتلا مجلسوں کی بیماری وگمراہی میں اضافہ کر دیا ہے اور گروہ بیماراں کے ساتھ صبح وشام آمدورفت کو اپنا معمول بنا لیا ہے۔

ہماری ان مجلسوں اور محفلوں کے امراض بہت زیادہ ہیں جن میں سے اکثر کا تعلق زبان اور دل کے ساتھ ہے۔ ان کی اصلاح اور علاج کے لیے ہر ممکن تگ ودو اور کوشش وکاوش کرنے کے لیے مستعد ہو جانا ہر صاحب ایمان پر واجب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک مختصر اور عمدہ کتاب:

((مَجَالِسُنَا اِلٰی اَیْنَ ......؟))

''ہماری مجالس کی منزل کس جانب؟......''

انہیں بیماریوں کا علاج ہے، جسے استاد محترم ''عدنان طرشہ'' نے بہت ہی خوبصورت اسلوب اور عصر حاضر سے مناسبت رکھنے والے انداز بیان سے تحریر کیا ہے۔ اسے شرعی دلائل کے زیور سے آراستہ کرکے اور عمل پر ابھارنے والا جذبہ اس کے اندر سمو کر اسے بہت دلکش بنایا ہے اور اہل علم کے اقوال سے مزین کرکے اسے چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اس میں مذکور موضوعات اتنے نفیس عمدہ اور مفید ہیں کہ ہر مجلس و محفل میں پیش کئے جانے کے قابل ہیں، یہ اس لائق ہیں کہ ان کے ساتھ خطبے دیئے جائیں اور ہر مربی و معلم ان کی روشنی میں اپنے زیر تربیت حلقہ کے افراد کی تربیت کرے۔ کیونکہ انہوں نے بے شمار فوائد سے بھرپور مباحث ذکر کرنے کے بعد عمدہ فوائد کو بیان کیا اور پھر ان فوائد کا بھی نچوڑ بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اور ہر اس کتاب کو نفع بخش بنائے جس سے اصلاح امت کی جھلک نظر آئے۔ میں بارگاہ الٰہی میں دست بدعاء ہوں کہ ہمیں ہر فتنہ و شر سے محفوظ فرمائے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی شمع سے نکلنے والی نورانی کرنوں سے ہماری مجالس کو منور فرمائے۔ آمین۔ یقیناً اسی اللہ، خالقِ کائنات کی ہستی ہی ایسی ہے جو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی مکرم ﷺ پر ان کی آل اور اصحاب پر بے شمار رحمتوں کی برکھا برسائے۔ آمین!

بقلم

صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ

عفا اللہ بمنہ وکرمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ، فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ، فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

دنیا میں اس دھرتی پر آنکھ کھولنے والا کوئی بھی انسان اس جہان کے لوازمات سے مستغنی نہیں ہو سکتا' انہی لوازمات میں لوگوں کی مجلس اختیار کرنا بھی شامل ہے۔ ہر انسان کو کبھی نہ کبھی ان مجالس میں بیٹھنے کا موقع ضرور ملتا ہے۔ ان انسانی محفلوں اور مجلسوں سے صرف وہی شخص بچ سکتا ہے جو سمندر کے درمیان' کسی جزیرے پر تن تنہا زندگی کے شب و روز گزار رہا ہو' اور جو شخص لوگوں میں مل جل کر رہتا ہے اس کے لیے ان سے گریز کرنا ناممکن ہے۔

لوگوں کی یہ مجلسیں کئی طرح کی ہیں' ان کی انواع واقسام بہت ہیں' جس کے ساتھ مشیت ربانی میں خیر و بھلائی کی نوید شامل حال ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر بہت بڑا انعام بھی کرنا چاہتا ہو' تو اسے نیک مجالس میں حاضری کی توفیق دے دیتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اصلاح و بھلائی والی محفلوں میں شریک ہونے کا موقع فراہم کرتا ہی رہتا ہے۔ جب کبھی اسے چار و ناچار مجبوراً کسی دوسری قسم کی مجلس میں بھی بیٹھنا پڑ جائے تو وہ اس سے بھی عبرت و نصیحت کا سبق حاصل کر کے استفادہ کرتا ہے' جیسے کہ ایک شاعر نے کہا:

عَرَفْتُ الشَّرَّ لَا لِلشَّرِّ لٰكِنْ لِتَوَقِّيهِ وَمَنْ لَّا يَعْرِفِ الشَّرَّ مِنَ النَّاسِ يَقَعْ فِيهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے شر اور برائی کو پہچانا ضرور لیکن اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کے لیے نہیں بلکہ میں نے تو اس سے بچنے کے لیے اس کی معرفت حاصل کی' اور جو لوگ شر کو پہچانتے نہیں وہ اس میں واقع ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ ایسی مجلس میں پھنس جانے سے وہ اس کی کیفیت و نوعیت سے واقف ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لیے ان میں حاضر نہ ہونے اور ان سے بچتے رہنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے' اور اس بری مجلس میں شمولیت سے یوں استفادہ کرتا ہے کہ اسے ایک تجربہ' سوچ اور فکر مل جاتی ہے' جس کے ذریعے وہ اچھی اور بری مجالس' نیک اور بد محافل میں موازنہ' فرق اور تمیز کر سکتا ہے۔

مینارِ نبوت اور مجالسِ انسانیت

ہمارے پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کی اصلاح مدنظر رکھتے ہوئے ایسے فرمودات و ارشادات سے ہمیں نوازا ہے جن کے ذریعے ہم مجالس اور ان میں شریک ہونے والے ہم نشین اور رفقاء کی انواع و اقسام سے واقف ہو سکتے ہیں' آپ نے ان کے فوائد و نقصانات بھی بیان فرما دیئے ہیں' جب کہ آپ نے تو اس معاملے کو اتنی ہمیت دی کہ ان کے آداب اور سنن سے بھی لوگوں کو روشناس اور متعارف کروایا۔

چند آدابِ مجلس

آپ نے مجلس کے کئی ایک آداب و قواعد بتلائے ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

آپ نے فرمایا:

((لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ))[1]

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الاستئذان : باب لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه (حدیث۔ ٦٢٦٩) و صحیح مسلم' کتاب السلام : باب تحریم اقامة الانسان من موضعه المباح (حدیث ۔ ٢١٧٧)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا نہ کرے (کہ اسے کھڑا کرکے) پھر وہاں خود بیٹھ جائے''

عبداللہ بن عمرؓ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی شخص ان کا احترام کرتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا تو وہ وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

((اِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ)) [۱]

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مجلس یعنی بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا ہو اور پھر اس کی طرف واپس لوٹے تو وہ اس چھوڑی ہوئی جگہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو جہاں (حاضرین کی مجلس ختم ہو رہی ہوتی وہاں نیا) آنے والا شخص پہنچتا تو (لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی بجائے) وہیں بیٹھ جاتا۔[۲]

اور رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ جب دو شخص ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہوں تو تیسرے شخص کے لیے درمیان میں بیٹھنا ناجائز ہے الا یہ کہ وہ اجازت دے دیں' آپؐ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا)) [۳]

''کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ دو بیٹھنے والوں کے درمیان جدائی ڈالے' ہاں ان کی اجازت ہو تو درست ہے۔''

اور آپ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو کسی مجلس یا حلقے (دائرے) کے وسط میں

---

۱ صحیح مسلم' کتاب السلام' باب اذا قام من مجلسہ ثم عاد فھو احق بہ (حدیث۔ ۲۱۷۹)

۲ سنن ابی داود' کتاب الادب : باب فی التحلق (حدیث۔ ۴۸۲۵) جامع الترمذی' کتاب الاستئذان : باب (۲۹) (حدیث۔ ۲۷۲۵)

۳ سنن ابی داؤد' کتاب الادب : باب فی الرجل یجلس بین الرجلین بغیر اذنھما (۴۸۴۵) و جامع الترمذی' کتاب الادب : باب ماجاء فی کراھیۃ الجلوس بین الرجلین (حدیث۔ ۲۷۵۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ کر بیٹھ جاتا ہے۔

سننِ مجالس

مجلسوں کے متعلق پیارے پیغمبر ﷺ نے کچھ مسنون کام بھی بیان فرمائے ہیں جن کو ہر مجلس و محفل میں عملی جامہ پہنانا ضروری ہے' آپ ؐ نے فرمایا:

((مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً))[1]

''جو شخص بھی کسی جگہ میں بیٹھتا ہے اور وہاں اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حسرت وافسوس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔''

اور آپ ؐ نے یہ بھی فرمایا:

((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ))[2]

''جو لوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھیں نہ تو وہ اس میں اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے پیغمبر پر درود بھیجیں تو یقیناً ان پر حسرت اور گناہ ہے' اللہ چاہے گا تو ان کو عذاب دے گا اور اگر چاہے تو ان کو معاف بھی کر سکتا ہے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر مجلس میں اللہ کا ذکر کرنا اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا ایک مسنون طریقہ ہے اور اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

مجلس سے اٹھتے وقت

رسول اکرم ﷺ نے مجلس سے اٹھتے وقت ایک دعاء پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ

---

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب: باب کراهية ان يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله (حدیث۔ ۴۸۵۶)

[2] جامع الترمذی' کتاب الدعوات : باب ما جاء فی القوم يجلسون ولا يذكرون الله (حدیث۔ ۳۳۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَلَهُ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ))[1]

"جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا' اس میں اس کا شوروغل اور بے فائدہ باتیں زیادہ ہوگئیں' پھر اس نے اپنی اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لی' تو اس کے بعد اس مجلس میں ہونے والے (سابقہ) تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے' دعاء یہ ہے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ))

"پاک ہے تو اے اللہ!...... تیرے لیے ہی سب حمد ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کر رہا ہوں۔"

اس دعاء کو "کفارہ مجلس کی دعاء" کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ مجلس میں ہونے والی ایسی باتیں جو آخرت کے لیے نفع بخش نہ ہوں' تمام کی تمام معاف کر دی جاتی ہیں۔

ہم نشین کیسا ہو؟

جس جلیس' رفیق اور ہم نشین و دوست کی صحبت اختیار کرنا مسلمان پر واجب ہے اس کی راہ نمائی بھی پیارے پیغمبر علیہ السلام نے خود ہی فرما دی ہے' آپؐ نے فرمایا:

((اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ))[2]

"آدمی اپنے دوست کے مذہب پر شمار ہوتا ہے لہٰذا تمہیں اچھی طرح دیکھ بھال کر ساتھی (دوست) اختیار کرنا چاہیئے۔"

اور آپؐ نے اس فرمان کی توجیہ بھی بیان فرما دی:

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الدعوات: باب ما یقول اذا قام من مجلسه (حدیث۔ ۳۴۳۳)

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب: باب من یؤمر ان یجالس (حدیث۔ ۴۸۳۳)' و جامع الترمذی' کتاب الزهد: باب (۴۵) (حدیث ۲۳۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))[1]

''آدمی اسی کے ساتھ (حشر میں) ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔''

آپؐ نے ہماری رہنمائی کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

((لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ))[2]

''مومن کے سوا کسی کا ساتھی (دوست) نہ بن اور تیرا کھانا صرف وہی کھائے جو پرہیزگار ہو۔''

رفقاء کی انواع واقسام

آپؐ کے ان فرامین کا سبب دراصل یہ ہے کہ ہم نشین اور رفیق کئی طرح کے ہوتے ہیں' اس لیے آپؐ نے بعض کی دوستی اختیار کرنے پر برانگیختہ کیا اور ترغیب دلائی اور بعض کی رفاقت وصحبت سے ڈرایا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس بیٹھنے سے بھی منع کیا اور اس سے دور رہنے کی تلقین کی اور وہ اختلاف اس فرمان نبوی سے معلوم ہوتا ہے:

((مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَ السَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً))[3]

''نیک ہم نشین اور برے ساتھی (یعنی پاس بیٹھنے والے) کی مثال کستوری بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو تجھے (بطور

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الادب : باب علامة الحب فی اللّٰہ (حدیث۔ ۶۱۶۸'۶۱۶۹) و صحیح مسلم' کتاب البروالصلة : باب المرء مع من احب (حدیث۔ ۲۶۴۰'۲۶۴۱)

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب من یومر ان یجالس (حدیث۔۴۸۳۲)' و جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب ماجاء فی صحبة المؤمن (حدیث۔ ۲۳۹۵)

[3] صحیح البخاری' کتاب الذبائح و الصید : باب المسك (حدیث۔ ۵۵۳۴) صحیح مسلم' کتاب البروالصلة : باب استحباب مجالسة الصالحین ومجانبه قرناء السوء (حدیث۔ ۲۶۲۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفے کے سونگھنے کے لیے) خود ہی دے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا اور یا (کم از کم) تو اس سے اچھی خوشبو پا لے گا (جب تک اس کے پاس رہے گا اس کی خوشبوئیں تیرے دماغ کو معطر کرتی رہیں گی) جب کہ بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا (کم از کم) تجھے اس کے پاس بری بُو سونگھتے رہنا پڑے گا۔"

بہترین مجلس

ہمارے ہادی و رہنما پیغمبر ﷺ نے اپنی امت کے لیے افضل و اشرف مجلسیں بھی بیان فرما دی ہیں اور ہمیں ترغیب دلائی ہے کہ ایسی مجلسیں قائم کریں یا ایسی مجلسوں کو ڈھونڈ کر ان میں شامل ہوں' تاکہ دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر کے دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکیں۔ فرمان مصطفی ﷺ ہے:

((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ)) [1]

"جو لوگ بھی کسی جگہ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں رحمت ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے' اطمینان و سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ رب العزت ان کا تذکرہ ان ہستیوں میں کرتے ہیں جو اس کے پاس موجود ہیں۔"

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ باہر آئے تو اپنے کچھ صحابہ کرام کو ایک دائرے کی شکل میں بیٹھے دیکھا' پوچھا:

((مَا اَجْلَسَكُمْ))

"کس مقصد کے لیے یہاں بیٹھے ہو؟"

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء : باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر (حدیث۔ ۲۷۰۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر رہے ہیں اور ہم اس کی ایک عظیم نعمت پر اس کا شکریہ بجا لا رہے ہیں جو اس نے ہمیں اسلام کی شکل میں عطاء فرمائی اور ہم پر احسان فرمایا' آپؐ نے پھر پوچھا:

((آللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟))

''کیا اللہ کی قسم! تمہارا یہاں بیٹھنے کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے؟''

انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! ہم اسی لیے یہاں بیٹھے ہیں' یہ سن کر زبان نبوت سے یہ ارشاد صادر ہوا:

((اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ))

''خبردار! میں نے تمہیں تہمت زدہ سمجھ کر تم سے قسم نہیں لی بلکہ اس کا سبب جبریل کی آمد تھی' جس نے مجھے آ کر یہ مژدہ اور خوش خبری سنائی کہ بلاشبہ اللہ عزوجل تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔''[1]

اللہ کریم کی اپنے بندوں کے متعلق پیار بھری باتیں

ایک دفعہ پیارے رسول ﷺ نے ایک طویل حدیث بیان فرمائی جس میں اللہ کی ہستی کا اپنی یاد میں مصروف رہنے والوں کے متعلق تبصرہ سنایا کہ کس طرح اس نے ایسے لوگوں کے لیے خاص طور پر فرشتے بھی مقرر فرما دیئے اور پھر باوجود سب کچھ جاننے کے ایسے بندوں کے متعلق پیار کی باتیں کرتا رہتا ہے' آپؐ نے فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ برگزیدہ فرشتے زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں' ذکر الٰہی کی مجالس ومحافل تلاش کرتے ہیں' جب کوئی مجلس ذکر پاتے ہیں تو ان کے ہمراہ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں کے ساتھ ایک دوسرے کو ڈھانپتے چلے

[1] صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء : باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر (حدیث۔ ۲۷۰۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں اور اس قدر کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں کہ اس مجلس سے لے کر آسمان دنیا تک کا مکمل خلا ان سے بھر جاتا ہے۔ جب وہ مجلس ختم ہوتی ہے تو وہ آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے حالانکہ اسے ان کے متعلق خوب علم ہوتا ہے (لیکن اپنے مؤمن بندوں کے لیے پیار کی باتیں کرتا ہے جنہوں نے اسے یاد کرنے کے لیے خاص طور پر وقت نکالا' اب اللہ بھی ان کے لیے خصوصی باتیں کرتا ہے' پوچھتا ہے کہ اے فرشتو!) تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں رہنے والے تیرے چند بندوں کے پاس سے آئے ہیں' وہ تسبیحات' تکبیرات' تہلیلات اور تحمیدات میں مصروف تھے' وہ سبحان اللہ...... اللہ اکبر...... لا الہ الا اللہ ......اور الحمد للہ کے وظائف کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کر رہے تھے۔ اللہ پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں' کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں' اے پروردگار! اللہ کہتا ہے کہ اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو بھلا ان کی کیا کیفیت ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ وہ تیری پناہ کے بھی طلب گار ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے میری پناہ کے طالب ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اے پروردگار! تیری آگ سے' اللہ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ تو اللہ فرماتا ہے کہ اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو پھر ان کی کیا کیفیت ہو؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش بھی مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا﴾

''میں نے ان کو بخش دیا اور جو انہوں نے مانگا ان کو عطاء کر دیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی تھی میں نے ان کو پناہ عطاء فرما دی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار! ان میں ایک ایسا گناہ گار بندہ بھی تھا' جو وہاں سے گزر رہا تھا اور وہ ویسے ہی ان کے ساتھ بیٹھ گیا' اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ:

((هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ))

''وہ قوم ہی ایسی ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوسکتا۔''[1]

پیغمبر کی تڑپ

رسول اکرم ﷺ ذکر والی مجلسوں میں بیٹھنے پر بہت حرص کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کی ہم نشینی وصحبت اختیار کرنے کی تڑپ رکھتے تھے جو اپنے رب کو پکارتے رہتے تھے۔ آپؐ یہ ارشاد سناتے:

لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيلَ' وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً))[2]

''میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہوں جو نماز فجر سے طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ اولاد اسماعیل سے تعلق رکھنے والے چار غلاموں کو آزاد کروں اور نماز عصر سے غروب آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہنا بھی مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔''

آپؐ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب ایسے لوگوں کے پاس سے گزرتے جو اللہ کا

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الدعوات : باب فضل ذکر اللہ عز و جل (حدیث۔ ۶۴۰۸) و صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء : باب فضل مجالس الذکر (حدیث۔ ۲۶۸۹) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب العلم: باب فی القصص (حدیث۔ ۳۶۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر کر رہے ہوتے یا قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہوتے تو آپ ان کے ہمراہ تشریف فرما ہو جاتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کو عملی جامہ پہناتے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ (الکھف: ۱۸/ ۲۸)

''اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب رہتے ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو (یعنی ان میں خود کو بھی شامل رکھو) اور تمہاری نگاہیں ان سے تجاوز کر کے کسی اور طرف نہ جائیں۔''

امام ابن کثیرؒ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر! آپ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا کریں جو صبح شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں' لا الٰہ الا اللہ' الحمد للہ' سبحان اللہ' اللہ اکبر کے وظیفے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہتے ہیں' خواہ وہ بندگان الٰہی فقیر ہوں یا مالدار' طاقتور ہوں یا کمزور۔[1]

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العرش نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے ساتھ صحبت و مجالست اور ہم نشینی اختیار کریں اور یہی حکم ہر مخاطب مسلمان کے لیے بھی ہے۔

مقصد تالیف

گزشتہ تفصیل سے قارئین کرام کو افضل و اشرف اور بہترین مجالس کا علم ہو چکا ہے' جب اس دار فانی میں ایسی اعلیٰ و نفیس ترین مجلسیں موجود ہیں تو انہی کی طرح انسانوں کی آزمائش کے لیے بے شمار دوسری مجالس بھی موجود ہیں' جن کو بدترین اور گھٹیا کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں۔ انہی مجالس کے متعلق اور ان میں رو پذیر ہونے والی برائیوں کی بابت لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے میں نے یہ رسالہ ''مَجَالِسُنَا إِلَى أَيْنَ؟'' تالیف کیا ہے' جس

[1] تفسیر ابن کثیر ج۳ص ۸۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دور حاضر کی مختلف مجلسوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا گیا ہے' یہ مجالس مختلف اغراض و مقاصد کے لیے منعقد ہوتی ہیں' کبھی کسی کی عیادت و بیمار پرسی سبب ہوتی ہے اور کبھی عید کی یا کسی کی پیدائش وغیرہ پر مبارک باد کے لیے انہیں قائم کیا جاتا ہے یا کبھی کسی مسافر کو الوادع کرتے وقت یا اس کی سفر سے واپسی پر مجلسیں لگائی جاتی ہیں' یا بسا اوقات ان کے علاوہ دوسرے اجتماعی آداب و عادات بھی پیش نظر ہوتے ہیں جن میں ہر انسان توجہ رکھتا ہے اور اسے ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے' کبھی ان کو دلی خوشی سے سرانجام دیتا ہے اور کبھی بے دلی اور مجبوری کے ساتھ چاروناچار منعقد کرتا ہے۔

ان مجلسوں میں باہمی گفتگو کا ذریعہ چونکہ زبان ہے اس لیے میں نے اس رسالے کی ابتداء میں پہلی فصل زبان کے متعلق مرتب کی ہے' پھر اس کے ساتھ ساتھ زبان سے نکلنے والا لفظ اور کلمہ موضوع بحث بنایا ہے' بعد ازاں دوسری فصلوں میں مختلف عنوانات قائم کرکے کئی ایک مجلسوں پر گفتگو کی ہے۔ مثلاً: مجالس غیبت' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لبادے میں غیبت کے لیے قائم کی جانے والی مجالس' فضول باتوں والی مجالس' ٹھٹھا و مذاق اور استہزاء کی مجالس' بہتان تراشی کی مجالس اور لعن طعن والی مجالس وغیرہ۔

پیچھے پیش کیے جانے والے ایک شعر کی طرح میں بھی محترم قارئین کرام سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجالس شر کے متعلق غوروفکر کریں' ان کو پہچان لینے کے بعد ان سے محفوظ رہنے کا انتظام کریں' میں خود بھی پر امید اور اللہ کا شکرگزار ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مجھے اس عظیم غرض کی حقیقی تصویر کشی کے لیے توفیق نصیب ہوئی ہے' اللہ علیم وقدیر سے میں دعاء گو ہوں کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو نفع عطاء فرمائے' یقیناً وہی اس قابل ہے کہ اس سے امیدیں وابستہ کی جائیں اور وہی دعاء قبول کرنے والی ہستی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مؤلف

عدنان طرشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱

زبان' نعمتِ رحمان

زبان' باری تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے' تمام علوم کا آلہ یہی ہے' یہی دل کی ترجمانی کرتی ہے اور اس کے پیغام دوسروں تک پہنچاتی ہے' اللہ تعالیٰ نے گوشت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں بیش بہا فوائد اور کثیر منافع ودیعت کر رکھے ہیں' ان میں سے ایک عظیم اور بیش قیمت نفع کلام اور گفتگو کی صلاحیت وقابلیت ہے۔

حرکتِ زبان ایک اور احسان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زبان کو صرف اور صرف گوشت والا عضو بنایا ہے' کسی قسم کی ہڈی اس میں شامل نہیں کی تاکہ اس کو حرکت دینا آسان ہو' اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ یہ حرکت کی بالکل پروا نہیں کرتی' نہ تھکتی ہے نہ اکتاہٹ محسوس کرتی ہے جب کہ اس کے برعکس دوسرے تمام جسمانی اعضاء کو اگر زبان کے مانند حرکت دی جائے تو وہ اتنی طاقت نہیں رکھتے۔[1]

اللہ خالق کائنات نے اپنی حکمت کاملہ کے تحت زبان کو اس امتیازی خوبی سے اس لیے نوازا ہے کہ بندہ ہر وقت مسلسل ذکر الٰہی کرنے کے لیے اس کو کام میں لا سکے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت کے مطابق ہو بہو عمل کر کے دکھایا' عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

[1] دیکھیے ابن قیم کی "البیان فی اقسام القرآن: ۱۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ))[1]

"نبی مکرم ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔"

ذکر الٰہی کا ایک ایک کلمہ جس کو بولنے کے لیے بندہ اپنی زبان کو حرکت دیتا ہے' اس قدر اجر و ثواب کا حامل ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی شخصیت کے لیے اس کا اندازہ کرنا بھی ناممکن ہے' مثال کے طور پر دیکھیے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ' ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ' حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ))[2]

"دو کلمے زبان پر بہت ہلکے' میزان (نامہ اعمال کا ترازو) میں بہت بھاری اور رحمان کو بہت محبوب و پسندیدہ ہیں اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ یعنی اللہ پاک ہے اور اسی کے لیے ہر طرح کی تعریف (حمد) ہے' اللہ عظمتوں والا (ہر نقص سے) پاک ہے۔

میں ذکر الٰہی' اس کے شرف و مقام اور فضیلت کو موضوع کلام نہیں بنا رہا کیونکہ اس کے متعلق تو کوئی خاص طور پر ایک مستقل الگ کتاب ہونی چاہیے' البتہ میں یہاں اس ذکر الٰہی کو دراصل بطور دلیل و برہان کے بیان کر رہا ہوں کہ کلام کے لیے حرکت زبان کو کس قدر عظیم اہمیت حاصل ہے اور اس گزشتہ حدیث سے بہت بڑی دلیل ہمیں مل گئی کہ اگر زبان سے کچھ بہترین الفاظ ادا کر لیے جائیں تو رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ کے ہاں کیسی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر اس فصل کا میں نے عنوان یہی رکھا بلکہ اس تمام کتاب میں اس کا بیان ہے۔

---

[1] صحيح مسلم' كتاب الحيض: باب ذكر الله تعالىٰ فى حال الجنابة وغيرها (حديث۔ ۳۷۳)

[2] صحيح البخارى' كتاب الأيمان والنذور: باب اذا قال والله لا اتكلم اليوم......الخ حديث۔ ٦٦٨٢) و صحيح مسلم' كتاب الذكر والدعاء : باب فضل التهليل والتسبيح و الدعاء (حديث۔ ٢٦٩٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اور کلمہ ضرور کوئی نہ کوئی نتیجہ و ثمرہ ظاہر کرتا ہے جو کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی برا۔ ان نتائج و ثمرات کے متعلق میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حسنات لسان

میں سب سے پہلے ان ثمرات پر گفتگو کروں گا جو ذکر الٰہی کے لیے زبان کو حرکت دینے کے نتیجے میں برآمد ہوتے ہیں' یہ بہترین قسم کے عمدہ ثمرات و نتائج ہیں' اسی سلسلے میں ہم کچھ ایسی احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں جو ان ثمرات کی عمدگی و بہتری پر دلیل ہیں۔

آپ ؐ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ))[1]

''جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھتا ہے تو (ایک دفعہ پڑھنے کے سبب) اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔''

آپ ؐ نے یہ بھی فرمایا:

((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ))

''کیا تم میں سے کوئی شخص روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟''

آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ بھلا ہم میں سے کوئی شخص ہزار نیکیاں کس طرح کما سکتا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا:

((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ أَلْفُ حَسَنَةٍ وَ تُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيْئَةٍ))

''یعنی وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہہ لے' اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا اس کے ایک ہزار گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں۔''[2]

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الدعوات : باب (۵۹) (حدیث۔ ۳۴۶۴' ۳۴۶۵)

[2] صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء : باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء (حديث۔ ۲۶۹۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں أَوْ یُحَطُّ کے بجائے وَیُحَطُّ کا لفظ ہے یعنی نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں اور گناہ بھی مٹائے جاتے ہیں۔ (دونوں اجر ملتے ہیں)۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص درج ذیل کلمات روزانہ سو دفعہ زبان سے ادا کرے گا اس کے لیے دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر اجر لکھا جائے گا' سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں گی' سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ شام تک سارا دن شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل اعمال لے کر نہیں آئے گا' الا یہ کہ کسی نے اس سے بھی زیادہ عمل کر رکھا ہو' وہ کلمات یہ ہیں:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے حقیقی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''[1]

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

''یعنی جس شخص نے دن میں سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''[2]

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس وجنوده (حدیث۔ ۳۲۹۳) و صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء : باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء (حدیث۔ ۲۶۹۱)

[2] صحیح البخاری' کتاب الدعوات : باب فضل التسبیح (حدیث۔ ٦٤٠٥) و صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء : باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء (حدیث۔ ۲۶۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ))[1]

''جس شخص نے کتاب اللہ میں ایک حرف پڑھا' اس کو اس کے سبب ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس گنا بڑھا کر لکھی جاتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف بھی (مستقل) حرف ہے' لام بھی ایک حرف ہے اور میم بھی ایک الگ حرف ہے۔''

زبان ایک ایسا انمول تحفہ اور قیمتی آلہ ہے جس کے ذریعے آدمی لاکھوں نیکیاں کما سکتا ہے' لاکھوں گناہوں سے نجات پا کر لاکھوں درجات بلند ہو سکتا ہے۔ حتی کہ خرید و فروخت کے لیے بازار میں داخل ہوتے وقت بھی وہ یہ تمام نتائج حاصل کر سکتا ہے۔ اپنی زبان کو چند الفاظ و کلمات کے لیے حرکت دے اور لاکھوں نیکیاں کما لے' جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت درج ذیل کلمات کہہ لے اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں' اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کر دیئے ہیں' کلمات یہ ہیں:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ یکتا و تنہا اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اس کے لیے حقیقی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر طرح کی حمد و تعریف ہے' وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور وہ خود ازل سے زندہ ہے' کبھی اسے موت نہ آئے گی' اسی کے ہاتھ میں ہر خیر و بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر

[1] جامع الترمذی' کتاب فضائل القرآن: باب ما جاء فیمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الاجر (حدیث۔ ۲۹۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"[1]

اس مفہوم کی احادیث تو بہت زیادہ ہیں لیکن میں اپنے مطلوب اور مقصود پر دلیل بناتے ہوئے جو چند احادیث بیان کر چکا ہوں وہ کافی وافی ہیں۔

اللہ رب العزت نے زبان کو اس لیے بھی پیدا کیا ہے کہ بندہ اسے دعوت الی اللہ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ جیسے جلیل القدر کاموں میں استعمال کرنے پر قادر ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ زبان کے بنانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جن امور معیشت کی طرف ہر انسان محتاج ہے ان کو اس زبان کے ذریعے بآسانی نمٹایا جا سکے۔

آفاتِ لسان

جب آپ نے یہ معلوم کر لیا کہ زبان کو ذکر ربانی کے ساتھ حرکت دینا بہت سارے بہترین نتائج کا موجب ہے تو آیئے اب یہ بھی معلوم کر لیجیے کہ زبان کو گھٹیا اور بری گفتگو کے ساتھ حرکت دینا بھی کئی ایک نتائج کا سبب بنتا ہے' لیکن یہ نتائج بہت برے' مضر اور نقصان دہ ہوتے ہیں' کیونکہ دوسرے اعضائے جسم کی طرح زبان بھی خیر و شر اور نیکی و بدی دونوں کاموں کے لیے استعمال ہو سکتی ہے اور جتنا اسے اجر و ثواب کمانے کا سبب بنایا جا سکتا ہے اسی کے بقدر اسے گناہ و عقاب کمانے کا بھی سبب بنایا جا سکتا ہے اگر امور خیر میں یہ کارآمد ہو تو ثواب اور اگر امور شر میں استعمال ہو تو عقاب۔

جس طرح زبان کے فضائل اور خوبیاں بے شمار ہیں بعینہٖ اس کی آفات اور نقصانات بھی بے حد ہیں' ان کا بھی کوئی شمار نہیں' مثلاً: بے فائدہ گفتگو' باطل میں دخول' لڑائی جھگڑا' خصومت و تنازع' چیخنا چلانا اور بلا احتیاط گفتگو کرنا' فحش کلامی' بیہودہ گوئی' گالی گلوچ' انسان و حیوان یا جمادات میں سے کسی پر لعنت ڈالنا' طعن زنی' باطل اشعار اور

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الدعوات: باب ما یقول اذا دخل السوق (حدیث۔ ۳۴۲۸' ۳۴۲۹) اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع الصغیر' ج ۶۲۳۱' اور صحیح سنن الترمذی ح ۲۷۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیقی، ناحق مزاح، ٹھٹھا و مذاق اور تمسخر، راز افشاء کرنا، جھوٹا وعدہ، قول وقسم میں جھوٹ اور غیبت و چغلی وغیرہ۔

بہر کیف زبان ایک وسیع و عریض میدان ہے اور اسی طرح اس کا عمل دخل ہے، جو شخص لذت زبان کے لیے بے لگام ہو جائے اسے شیطان ہر وادی و گھاٹی میں اپنی مرضی سے بھگائے پھرتا ہے اور اسے ہانکتا ہانکتا گر جانے والی گہری کھائی اور نیچے سے کھوکھلے کنارے کی طرف لے جاتا ہے اور آخر کار اسے ہلاکت کے گڑھے میں چھلانگ لگانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ لوگوں کو آگ میں ان کے مونہوں اور ناکوں کے بل گرانے والی چیز یہی زبانوں کی کاٹیں اور ان کے بول ہوں گے۔ زبان کے شر سے وہی نجات پا سکتا ہے جو اسے شریعت کی لگام ڈال کر جکڑ لے، صرف وہیں اس کی لگام کھولے جہاں دنیوی و اخروی منفعت وفائدہ محسوس ہو اور جہاں بھی دنیا و آخرت کے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو اسے روک لیا جائے، زبان کا استعمال کہاں قابل تعریف اور کہاں قابل مذمت ہے اس کا علم حاصل کر لینا بھی ایک پیچیدہ اور مشکل مرحلہ ہے اور پھر اس کی معرفت کے مطابق عمل کرنا اس سے بھی مشکل اور دشوار ہے۔ انسان کا سب سے بڑا نافرمان عضو یہی زبان ہے، اسے کھلا چھوڑ دینے میں کوئی تھکاوٹ نہیں، اسے حرکت دینے میں کوئی مشقت نہیں، مخلوق اس کی آفات و بلیات اور شر و فساد سے احتراز کرنے میں بہت متساہل اور سست ہے اور اس کی چالوں اور جالوں کا شکار ہونے سے نہیں ڈرتی، انسان کو گمراہ کرنے کا سب سے بڑا شیطانی آلہ یہی زبان ہے۔[1]

کلمہ و لفظ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۵۰/ ۱۸)

”انسان کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتا مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار ہوتا

---

[1] دیکھئے امام غزالی کی ”احیاء علوم الدین“ ج۳ص ۱۰۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

ہر وہ لفظ اور کلمہ جس کو انسان بولتا ہے اس کی وجہ سے جب حساب ہو گا تو نتیجہ یا تو اس کے حق میں ہو گا یا اس کے خلاف۔ قرآن کریم میں بہت ساری آیات اسی امر کی تاکید کر رہی ہیں' اور دلالت کر رہی ہیں کہ ایک ایک لفظ اور ایک ایک کلمہ بہت اہمیت و حیثیت کا حامل ہے اور جیسا ہو گا ویسا ہی اس کے لیے بدلہ تیار رہے' اچھا ہوا تو اچھا بدلہ' برا ہوا تو برا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰهُمْ ۚ بَلٰى، وَ رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ﴾ (الزخرف : ۴۳/ ۸۰)

"کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو سنتے نہیں' کیوں نہیں ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے بھی ان کے پاس ان کی سب باتیں لکھ رہے ہیں۔"

پہلے تولو پھر بولو

زبان کے نتائج پیش نظر رکھتے ہوئے ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ عمدگی سے کلام کرے اور عقل و فکر کی روشنی میں ہر لفظ منہ سے نکالنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لے کہ یہ حرام ہے یا مکروہ' برا ہے یا اچھا' ہر حرام اور مکروہ لفظ سے اجتناب کرے تاکہ وہ اعمال کے اندراج والے اس رجسٹر اور کتاب میں درج نہ ہو جو عنقریب قیامت کے دن اس کو پڑھنے کے لیے دی جائے گی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَلْقٰهُ مَنشُورًا اِقْرَأْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ (الاسراء: ۱۷/ ۱۳۔۱۴)

"اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو بصورت کتاب اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز وہ کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جائے گا کہ اپنی کتاب پڑھ لے' تو آج خود ہی اپنا محاسبہ کرنے والا کافی ہے۔"

جب انسان "پہلے تولو پھر بولو" کے مطابق عمل کرے گا تو اپنی زبان سے صرف اور صرف کلمۂ خیر نکالے گا' اپنی زبان کو بے لگام نہیں رہنے دے گا اور بلا سوچے سمجھے اسے استعمال نہیں کرے گا۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ))[1]

"جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات ہی کہے یا خاموش رہے۔"

یہ حدیث بہت صراحت اور فصاحت سے ہمیں حکم دے رہی ہے کہ انسان اپنی زبان کو صرف اچھی باتوں کے لیے استعمال کرے۔ اس کے لیے کوئی دوسری بات کہنا شایان شان نہیں بلکہ بہتری اور سلامتی اس میں ہے کہ چپ رہے' سلامتی و حفاظت کے مد مقابل کوئی چیز نہیں۔ انسان کو اپنے تمام الفاظ اور کلمات کے نتائج کا علم نہیں ہے' دیکھئے رسول اللہ ﷺ کیا فرما رہے ہیں:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهَا يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))[2]

"(بسا اوقات) آدمی ایسا کلمہ کہتا ہے جس کے نتیجہ اور گناہ کو وہ جانتا نہیں ہوتا' اس کی وجہ سے وہ آگ میں مشرق و مغرب کی دوری سے بھی زیادہ گہرائی میں گر پڑتا ہے۔"

---

[1] صحيح البخاري' كتاب الرقاق : باب حفظ اللسان (حديث۔ ۶۴۷۵' ۶۴۷۶)
صحيح مسلم' كتاب الايمان : باب الحث على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت الا عن الخير (حديث۔ ۴۷' ۴۸)

[2] صحيح البخاري' كتاب الرقاق : باب حفظ اللسان (حديث۔ ۶۴۷۷)
صحيح مسلم' كتاب الزهد : باب حفظ اللسان (حديث۔ ۲۹۸۸) واللفظ له۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحہ فکریہ......

جب ایک کلمہ اور لفظ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ غلط استعمال سے جہنم کی گہرائی کا سبب بنے تو ان حرام جملوں بلکہ لمبی لمبی گفتگو کے متعلق کیا خیال ہے جس کو لوگوں نے عام معمول بنا رکھا ہے' اپنی ان مجالس میں ایسی گفتگو کرتے تھکتے نہیں جن میں نہ کوئی خیر ہے اور نہ بھلائی مثلاً غیبت' چغلی' لعن طعن اور استہزاء و تمسخر وغیرہ۔ ایسی بے شمار آفات لسان میں وہ مبتلا ہیں جو لوگوں کو ہلاکت کے گہرے گڑھوں میں لے جا رہی ہیں۔ ان کا حساب و کتاب تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں کیونکہ وہ یہ گمان قائم کیے بیٹھے ہیں کہ بھلا کلام پر کیا مؤاخذہ و محاسبہ ہوگا؟!!! ہائے افسوس! کیا انہوں نے یہ فرمان مصطفیٰ ﷺ نہیں سنا جو آپؐ نے معاذؓ کو فرمایا تھا' معاذؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! کیا ہماری گفتگو پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا:

((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ))[1]

"اے معاذ! تجھے تیری ماں گم پائے' لوگوں کو تو ان کے مونہوں کے بل یا ان کے ناکوں کے بل آگ میں گرانے والی چیز ان کی زبانوں کی کاٹیں اور بول ہی ہیں۔"

ایک ایک لفظ اتنا اہم کہ......

بعض الفاظ اور کلمات ایسے ہوتے ہیں جو دو گروہوں کے درمیان جنگ بھڑکا دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود لوگوں کی اکثریت آج کے دن کلمہ و لفظ کے خطرات و نقصانات اور ثمرات و نتائج سے بے خبر اور ناآشنا ہے۔ ان کو شعور و احساس تک نہیں کہ ہم کتنے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں' اگر وہ توجہ کریں تو جان سکتے ہیں کہ ایک ایک لفظ

[1] جامع الترمذی' کتاب الایمان : باب ماجاء فی حرمة الصلاة (حدیث۔ ۲۶۱۶)
سنن ابن ماجه' کتاب الفتن : باب کف اللسان فی الفتنة (حدیث۔ ۳۹۷۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنا اہم ہے کہ مسلمان اپنی بیوی کو صرف ایک لفظ سے طلاق دے دیتا ہے' ایک ہی لفظ سے رشتہ ازدواج میں منسلک اور ایک ہی کلمے سے دو خاندانوں کی دوری ہو جاتی ہے۔ بلکہ اہمیت کلمہ کو جاننے کے لیے یہی کافی ہے کہ ایک کافر شخص صرف دو گواہیوں کے ذریعے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیتا ہے اور کافروں کی صفوں سے مسلمانوں کی صفوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ دونوں گواہیاں زبان سے ادا کئے جانے والے ایک چھوٹے سے کلمے کے ساتھ پوری ہو جاتی ہیں...... اور بعض اوقات تو یوں ہوتا ہے کہ آدمی منافق ہوتا ہے' دل میں کفر کو چھپانے کے باوجود مسلمانوں میں اس کا شمار ہوتا ہے' جو فوائد و مصائب ان پر آئیں سب میں برابر کا شریک سمجھا جاتا ہے' آخر کیوں...... اس کا سبب صرف وہی ایک کلمہ ہے جو اس نے مسلمانوں کے سامنے زبان سے ادا کر رکھا ہے...... رسول معظم ﷺ بھی زبان سے نکلنے والے کلمات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ))[1]

''بے شک بندہ (کسی وقت) ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو رضائے الٰہی کا باعث ہوتا ہے' وہ شخص اسے اتنی اہمیت نہیں دے رہا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اسے اس کلمے کی بدولت بہت بلند درجات تک پہنچا دیتا ہے اور اس کے برعکس کوئی بندہ اللہ کی ناراضگی پر مشتمل کوئی کلمہ زبان سے نکال بیٹھتا ہے' وہ اسے کچھ حیثیت نہیں دیتا اور اس کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتا لیکن وہ اسی کی بدولت جہنم میں گر جاتا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الرقاق : باب حفظ اللسان (حدیث ۶۴۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہائے افسوس!!!

لیکن لوگ کیسے خبردار ہوں وہ تو اپنی غفلت میں حیران و سرگرداں ہیں......؟ کلام اور گفتگو کے معاملے میں سستی و کاہلی کا شکار ہیں۔ زبان کی لگام اسی قدر ڈھیلی کر چکے ہیں کہ اپنی گفتگو کو کوئی اہمیت نہیں دیتے' بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اپنی کی ہوئی بات کا پابند نہیں سمجھتا' اپنے قول و قرار کا احترام نہیں کرتا' وعدہ دے دیتا ہے لیکن خلاف ورزی کرتا ہے' کسی سے عہدو پیمان کر لیا لیکن پھر خود اسے توڑ دیا' کسی سے مضبوط اتفاق کر لیا لیکن پھر اختلاف بھی خود کیا' بلکہ کوئی شخص خود آپ سے کوئی بات کرے' آپ اسی بات میں اس کی تصدیق کرتے ہوں لیکن وہ آپ کی تکذیب کر رہا ہوتا ہے...... یہ عظیم خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی روش اور طریقے پر ہمیشہ قائم رہنا وہ نتیجہ مرتب کرے گا جو حدیث پاک میں یوں آیا ہے:

((وَاِیَّاکُمْ وَالْکَذِبَ فَاِنَّ الْکَذِبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکْذِبُ وَیَتَحَرَّی الْکَذِبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ کَذَّابًا))[1]

''جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ برائیوں کی طرف راہ دکھلاتا ہے اور برائیاں آگ تک لے جاتی ہیں اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں لگا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے کذاب (بہت جھوٹا شخص) لکھ دیا جاتا ہے۔''

یہ نتیجہ اس انجام سے ہٹ کر ہے جو اس کی شفاعت کی صورت میں سامنے آتا ہے

[1] صحیح البخاری' کتاب الادب : باب قول الله تعالٰی (یایها الذین امنوا اتقوا الله ......) (حدیث۔ ۶۰۹۴)

صحیح مسلم' کتاب البر والصلة : باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله (حدیث۔ ۲۶۰۷) واللفظ له۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منافقین کی صفات سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ! إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))[1]

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: ① جب بات کرے تو جھوٹ بولے ② جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے ③ اور جب اسے امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔"

مسلم کی روایت میں تو یہ بھی موجود ہے:

((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))[2]

"کہ خواہ وہ روزے رکھتا رہے، نمازیں پڑھتا رہے اور خود کو مسلمان سمجھتا رہے۔ (وہ ہوگا منافق ہی)۔

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان : باب علامات المنافق (حدیث۔ ۳۳)
صحیح مسلم، کتاب الایمان : باب خصال المنافق (حدیث ۵۹)

[2] مسلم، حوالہ سابق (حدیث۔ ۵۹/ ۱۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۲

غیبت' ایک قباحت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۱۲)

''اور تم میں سے کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے' کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے' اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔''

غیبت کی تعریف

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے پوچھا: اے اللہ کے پیغمبر! غیبت کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ))

''یعنی تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جیسے وہ ناپسند کرتا ہوں۔''

پھر آپؐ سے پوچھا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب واقعی موجود ہو جو میں بیان کر رہا ہوں تو؟ تو آپ نے فرمایا:

((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ))[1]

---

[1] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة : باب تحریم الغیبة (حدیث۔ ۲۵۸۹)
سنن ابی داوٗد' کتاب الادب: باب فی الغیبة (حدیث۔ ۴۸۷۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی اگر اس میں تیرا بیان کردہ عیب ہوگا تو پھر تو اس کی غیبت کر رہا ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر تم اس پر بہتان تراش رہے ہو۔"

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک قاعدہ بتلا دیا ہے، جس سے ہم غیبت کی تعریف سمجھ چکے ہیں، اور وہ یہ ضابطہ اور کلیہ ہے جسے اپنے سامنے رکھنا ہر اس شخص پر واجب ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے متعلق بات کر رہا ہو۔ جو شخص اپنے بھائی کے متعلق بات چیت کر رہا ہو اور اس میں موجود کسی عیب پر گفتگو میں مشغول ہو، اور اسے یہ بھی علم ہو کہ اگر اس میرے بھائی تک میری ان باتوں کی خبر پہنچ گئی تو وہ برا منائے گا۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنی زبان کو بند کر لے اور اپنے بھائی کے اس عیب کو بیان نہ کرے۔ اگر اس کے متعلق بات چیت بہت ضروری محسوس ہو تو پھر کوئی اچھی بات ہی کہے اور اگر وہ یہ سب کچھ جان کر بھی اپنی خواہش کی تکمیل کرے اور بھائی کے عیب بیان کرتا رہے تو اسے جان لینا چاہیئے کہ وہ قرآن مجید کی روشنی میں غیبت کرنے والا شمار ہے، اپنے رب کا نافرمان ہے اور اپنے بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ))

"ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت حرام ہے۔"[1]

غیبت کے ضمن میں کسی کی عزت پامال کرنا بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ))[2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة : باب تحریم الظلم المسلم وخذله واحتقاره (حدیث۔ ۲۵٦۴)

[2] سنن ابی داوٗد، کتاب الادب: باب فی الغیبة (حدیث۔ ۴۸۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب مجھے معراج کے لیے آسمانوں پر لے جایا گیا تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں پر خراش ڈال رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبریل نے بتایا کہ: یہ لوگ لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور ان کی عزتوں میں واقع ہوا کرتے تھے (یعنی ان کی عدم موجودگی میں ان کی بے عزتی کرتے تھے)۔

غیبت کی عمومیت

رسول اکرم ﷺ کا بیان کردہ قاعدہ و ضابطہ بہت عمومیت کا حامل ہے' آپؐ نے فرمایا کہ تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو' غیبت کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا ارشاد ہے جس میں کافی عموم ہے کیونکہ بھائی کا ہر عیب بیان کرنا اور کسی بھی طریقے سے بیان کرنا اس میں شامل ہے۔

آپ اس بھائی کا جو بھی عیب بیان کریں جسے اس طرح بیان کرنا وہ مکروہ اور ناپسند سمجھتا ہو غیبت ہے' خواہ اس عیب کا تعلق اس کے بدن سے ہو یا نسب سے ہو یا اخلاق و کردار سے' اس کے اقوال و افعال سے ہو یا دین و دنیا کے کسی اور معاملے سے۔ حتیٰ کہ اس کے کپڑے میں کوئی عیب نکالا جائے یا گھر میں اس کے ذرائع آمدورفت میں' حتی کہ بعض متقدمین کا کہنا ہے کہ اگر تم نے یوں کہا کہ "فلاں شخص کا کپڑا لمبا ہے یا چھوٹا ہے" تو یہ بھی غیبت ہے کیونکہ تم نے اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کیا ہے جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا۔

حسن بصریؒ کا قول

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ کسی شخص کا مذموم تذکرہ تین طرح کا ہوتا ہے: ① غیبت ② بہتان ③ افک اور ان سب کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے۔ غیبت اس عیب کے بیان کرنے کو کہتے ہیں جو بھائی میں موجود ہو' بہتان اس عیب کے بیان کرنے کو کہتے ہیں جو اس میں موجود نہ ہو اور افک اس عیب کے بیان کرنے کو کہتے ہیں جس کی تمہیں کہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کے بارے میں خبر ملی ہو۔

اور پھر غیبت صرف زبان پر بند نہیں بلکہ جس طریقے سے بھی کسی کو یہ معلوم ہو کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا نقص بیان کر رہے ہو' وہ غیبت کے زمرے میں داخل ہے۔ امام نوویؒ کہتے ہیں کہ خواہ تم اپنے بھائی کا ذکر اپنے الفاظ سے کرو یا لکھ کر یا کسی رمز و اشارے سے کرو یا آنکھ' ہاتھ اور سر کے کسی اشارے سے اپنے بھائی کا ذکر کرو' یہ سب غیبت میں شامل ہے اور اس کا ضابطہ و کلیہ یہ ہے کہ جس طرح سے بھی تم کسی شخص کو اپنے مسلمان بھائی کا کوئی نقصان و عیب معلوم کراؤ وہ غیبت ہے اور حرام ہے۔[1]

اور اگر تم کسی معین شخص کا ذکر نہ کرو البتہ سننے والا تمہاری بات سے اس معین شخص کو سمجھ لے جس کے بارے میں تم گفتگو کر رہے ہو تو یہ بھی غیبت ہے' ہاں! اگر تمہارے کلام سے سننے والے کو اس کی سمجھ نہ آ سکے تو پھر غیبت نہیں مثلاً تم یوں کہو کچھ لوگوں نے یوں کہا' کچھ لوگوں نے یوں کیا' رسول اکرم ﷺ بھی جب کسی شخص کو کوئی ناپسندیدہ قول کہتے سن لیتے اور مکروہ کام کرتے دیکھتے تو فرماتے:

((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا))[2]

''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یوں یوں باتیں کرتے ہیں۔''

یا فرماتے: ((مَا بَالُ رِجَالٍ))

یا کہتے ((مَا بَالُ اَحَدِكُمْ)) وغیرہ۔

یہ بات بھی غیبت میں سے ہے کہ تعجب کے طور پر غیبت کی طرف کان لگائے جائیں' بسا اوقات یہ کان لگانا غیبت میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے مثلاً: تعجب کرنے والا کہے کہ کیا جو کچھ تو کہہ رہا ہے واقعی درست ہے؟ یا کہے میں نے تو اس سے پہلے کبھی ایسی بات نہیں سنی تھی...... یا کہے کہ کیا اس طرح کی کوئی اور بات بھی ہے؟ وغیرہ اس طرح کا جو بھی کلام بطور تعجب کے کہا جائے' اس سے غیبت بیان کرنے والا مزید ہوشیار ہو جاتا ہے اور مزید باتیں بتاتا ہے تاکہ اپنے سامعین کے علم میں اضافہ کرے اور ان کا تعجب پہلے

---

[1] دیکھئے نووی کی ''الاذکار'' ص ۳۰۰۔

[2] سنن ابی داؤد' کتاب الادب : باب فی حسن العشرة (حدیث۔ ۴۷۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اور بڑھتا چلا جائے اور پھر بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر اس کا رد کرتا ہے اور کلام میں تکلف پیدا کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ حاصل کرتا ہے۔ پھر بہتان تراشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور وہ ایسی باتیں بتاتا ہے جو اس کے مسلمان بھائی میں نہیں ہوتیں۔

پھر خواہ غیبت ہو یا بہتان دونوں طریقوں سے افک تک سلسلہ پہنچ جاتا ہے' کیونکہ جب اس بات کو سننے والے وہاں سے اٹھ کر دوسری مجلسوں میں پہنچتے ہیں تو اس سنی ہوئی غیبت یا بہتان کو وہاں تک پہنچا دیتے ہیں۔ سارے کا سارا گناہ درحقیقت اس غیبت کرنے والے کا ہوتا ہے جس میں اوروں کو بھی شریک ہونا پڑتا ہے۔ افک سے مراد یہ ہے کہ آدمی نے خود تو اپنے اس بھائی میں وہ عیب نہ دیکھا ہو البتہ کسی شخص نے اسے سنا ہو اور پھر اسے آگے پہنچائے اور دوسروں کو بھی آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے واقعہ افک (عائشہؓ کی براءت والا) میں شریک لوگوں کے متعلق فرمایا:

﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۵)

''جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑا معاملہ (اور جرم) تھا۔''

اسبابِ غیبت

غیبت پر ابھارنے والے اسباب اور وجوہات متعدد ہیں' ان میں سے بعض کا تعلق عوام کے ساتھ ہے اور بعض کا تعلق اہل دین (دین کے ساتھ شغف رکھنے والا طبقہ) اور خواص کے ساتھ ہے۔ چونکہ شیطان ہر ایک کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لیے یہ خاص افراد کا طبقہ بھی اس سے متاثر ہوتا ہے' عوام میں تو غیبت بہت کثرت سے رائج ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید ہی کوئی اس سے محفوظ رہا ہو۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں مجموعی طور پر گیارہ اسباب بیان کئے ہیں اور ان کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک سبب ہے کینہ وبغض رکھنا' اس طرح کسی پر غیظ وغضب کا ہونا اور کسی سے حسد رکھنا بھی اس کے عیوب و نقائص بیان کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہاں کچھ اسباب کو ہم ذرا تفصیل سے ذکر کر رہے ہیں۔

عوام میں غیبت کے اسباب

ا۔ تسلی وتشفی

جب آدمی کسی کے خلاف دل میں غصہ وغضب رکھے ہوئے ہو' خواہ کسی بھی وجہ سے اس پر غصہ ہو تو پھر اس کے عیوب اور برے افعال ذکر کر کے اپنا غصہ ٹھنڈا کرتا ہے اور اپنے دل کو تسلی دینے کیلئے لوگوں کے سامنے اس کی برائیاں اور خرابیاں بیان کرتا ہے۔

۲۔ ساتھیوں کے ساتھ

ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے ہم عصروں' رفقاء اور ساتھیوں کا ساتھ دینا پڑتا ہے' دوستوں کے ساتھ خوش معاملگی کے لیے اور گفتگو میں ان کی پوری پوری مدد کرنے کے لیے ان کی ہر بات میں شامل ہونا پڑتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ میرے ساتھی لوگوں کی عزتوں اور عصمتوں کے متعلق بدزبانی کر رہے ہیں اور اگر میں نے ان کا انکار کیا یا ان کا ساتھ نہ دیا یا مجلس کو منقطع کر دیا یا اٹھ کر چلا گیا تو وہ مجھے اچھا نہیں سمجھیں گے اور مجھ سے نفرت کریں گے' تو پھر وہ ان کا ساتھ دیتا ہے اور بھرپور تعاون کرتا ہے۔ وہ اپنے اس کام کو خوش معاملگی اور حسن معاشرت کا حصہ تصور کرتا ہے' اپنے اس معاملے کو حق مجلس خیال کرتا ہے' کبھی اس کے رفقاء اور ہم نشین کسی سے ناراض ہو جاتے ہو تو ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی سمجھتا ہے تاکہ خوشی و ناخوشی میں ان کا شریک کار رہے اور صرف اس مقصد کے تحت وہ دوسروں کے عیوب و نقائص اور برائیاں بیان کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ فخر و تصنع

بعض لوگ تکلف سے فخر کرتے ہیں او بغیر کسی حقیقت کے تصنع اور بناوٹ کے طور پر دوسروں کو حقیر اور خود کو اعلیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً: ایسا شخص کسی کے بارے میں کہتا ہے' فلاں تو جاہل ہے' اس کی سمجھ اور فہم کی صلاحیت کمزور ہے' اس کا کلام ضعیف اور ناقص ہے ایسی باتیں کرنے سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجھے اس سے فضیلت حاصل ہے یا مجھے اس سے علم میں فوقیت حاصل ہے یا پھر وہ ڈرتا ہے کہ کہیں اسے میرے جیسا مقام و احترام حاصل نہ ہو جائے' تو اس مقصد سے وہ اس کی خرابیاں بیان کرتا ہے۔

۴۔ ہنسی کھیل

بعض لوگ ہنسی کھیل کے طور پر محض خوش طبعی کے لیے اور وقت کو مسکراہٹوں میں گزارنے کے لیے غیبت کرتے ہیں' دوسروں کے عیوب اور ایسی کمزوریاں بیان کرتے ہیں جو اہل مجلس کے ہنسنے اور مسکرانے کا باعث ثابت ہوں اور حکایت بیان کرنے کا انداز اپناتے ہیں۔ دراصل اس کی بنیاد ان کے دلوں میں چھپا ہوا تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے۔

۵۔ تمسخر و استہزاء

بعض اوقات دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور ازراہ تمسخر و مذاق ان کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں' کبھی تو کسی کی موجودگی میں ایسا ہوتا ہے اور کبھی کسی کی عدم موجودگی میں بطور غیبت کے ایسا کیا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد بھی تکبر اور دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے۔

اہل دین اور خواص میں غیبت کے اسباب

شیطان ہر ایک کو اس کے رنگ میں آ کر گمراہ کرتا ہے' دین سے لگاؤ رکھنے والے طبقے کو انہی کے ذہن کے مطابق وسوسے دلاتا ہے۔ چنانچہ غیبت کے سلسلے میں اہل دین اور خاص لوگ درج ذیل اسباب کی بنا پر ارتکاب جرم کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ تعجب و حیرت

دین کے کسی معاملے میں کوئی شخص غلطی کر بیٹھے یا اس کام کا انکار کر دے تو دین دار طبقہ اس کا انکار کرنے کا چونکہ جذبہ رکھتا ہے اس لیے وہ ازراہ انکار تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور علیحدگی میں اسے سمجھانے کے بجائے لوگوں میں اس کے کام پر تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس کا کام کتنا عجیب اور حیران کن ہے۔"

اس شخص کا نام لے کر لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ بسا اوقات یہ اظہار تعجب درست ہوتا ہے اور اسے اس برائی پر واقعی حیرت ہو رہی ہوتی ہے لیکن اس کا حق یہ تھا کہ اس کا نام لیے بغیر تعجب ظاہر کرتا۔ لیکن شیطان اسی تعجب کے جھانسے میں اس کی زبان سے اس شخص کا نام نکلوانے کے لیے وسوسہ پیدا کر چکا ہوتا ہے اور یوں اسے غیبت کے گناہوں میں نادانستہ طور پر پھانسنے کا سبب بنتا ہے۔

۲۔ رحمت و شفقت

بعض نیک دل لوگ کسی کی مصیبت و تکلیف کو دیکھ کر غم زدہ ہو جاتے ہیں اور اس پر شفقت و رحمت کا اظہار کرنے کے لیے دوسروں کے سامنے اس کا نام لے کر کہتے ہیں کہ مثلاً فلاں شخص مسکین ہے' اس کے حالات و آزمائش نے مجھے غم زدہ کر رکھا ہے۔ ایسا شخص اپنے دعوے میں واقعی سچا ہوتا ہے لیکن یہ غم اور اس پر رحم و شفقت کا جذبہ اسے نام کو ذکر نہ کرنے سے غافل کر دیتا ہے اور وہ غیر شعوری طور پر اس کا نام لے کر غیبت کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس کا غم' اظہار رحم اور تعجب خیر و بھلائی کے کام ہیں لیکن شیطان اسے محسوس ہوئے بغیر شر و برائی کی طرف ہانک لے جاتا ہے۔ یہی اظہار غم نام لیے بغیر بھی ممکن تھا لیکن شیطان اس کے ثواب کو ضائع کرنے کے لیے اس کا نام منہ سے نکلوا دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اللہ کی خاطر غیظ وغضب

بہت سے نیک دل لوگ کسی شخص کو برائی کرتے دیکھ کر یا سن کر غیظ وغضب اور غصے میں آ جاتے ہیں' جو یقیناً ایک اچھا کام ہے لیکن وہ اپنے غضب کا اظہار کرتے ہوئے اس کا نام بھی ذکر کر دیتے ہیں' حالانکہ اس پر واجب یہ تھا کہ اپنے اس غیظ وغضب کا اظہار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طریقوں سے کرتا' خفیہ طور پر اس کی اصلاح کرتا اور کسی کو اس کے گناہ سے مطلع نہ کرتا' اس کا نام چھپا لیتا اور برے لفظوں سے اسے یاد نہ کرتا۔

یہ تینوں کام ایسے ہیں جن کی طرف اہل علم حضرات توجہ نہیں کرتے' عوام بے چاروں کا تو کہنا ہی کیا...... وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہمارا تعجب' ہمارا جذبہ رحمت وشفقت اور غیظ وغضب اللہ کی خاطر ہے تو اب اس دوسرے شخص کا نام لینے میں کیا حرج ہے؟...... یہ نظریہ اور سوچ بالکل غلط ہے۔

کون سی غیبت جائز؟

آپ یہ جان چکے ہیں کہ غیبت کی حرمت کتاب وسنت سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے لیکن یاد رکھئے علمائے امت نے غیبت کی بعض صورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ان مواقع پر غیبت کے جواز کو صراحتاً ذکر کیا ہے کہ غیبت کرنے اور دوسرے کے شرعی عیوب اور برائیاں بیان کرنے کو مباح اور جائز قرار دینے والے کچھ ایسے اغراض اور اسباب ہیں جو شریعت میں ثابت ہیں اور ان مقاصد کی طرف بغیر غیبت کے رسائی نہیں ہو سکتی' اس موضوع پر علماء کا کلام مختلف نوعیت کا حامل ہے اور ان کی بیان کردہ استثنائی صورتیں مختلف ہیں۔ ہم اس جگہ ان میں سے صرف چھ اغراض واسباب کے بیان پر اقتصاء اور اکتفاء کریں گے جن کو امام نووی[1] نے بیان کیا ہے اور وہ حسب ذیل ہیں:

[1] صحیح مسلم بشرح النووی' باب تحریم الغیبۃ' ج ۱۶ ص ۱۴۲ اور دیکھئے ریاض الصالحین' باب بیان ما یباح من الغیبۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اظہار ظلم

مظلوم کے لیے جائز ہے کہ سلطان' قاضی اور حاکم کو جا کر اپنا ظلم سنائے' جس شخص کے پاس بھی کچھ اختیارات وحکمرانی ہو یا اُسے انصاف کرنے پر قدرت حاصل ہو' اسے جا کر وہ اپنے ظلم کی داستان سنائے اور ظالم کی غیبت کرے کہ اس فلاں شخص نے مجھ پر یوں ظلم کیا ہے۔

۲۔ برائی کی روک تھام

برائی کی بندش کے لیے اور گنہگار کو درست راہ پر چلانے کے لیے آدمی اس گنہگار کی غیبت اور برائی کا ذکر اس شخص کے پاس کر سکتا ہے جو اس کی برائی پر کنٹرول کر سکتا ہو' وہ اسے کہہ سکتا ہے کہ فلاں شخص یہ برا کام کرتا ہے' اسے روکئے۔ بشرطیکہ اس کا مقصود صرف اور صرف اس کی برائی کو ختم کرنا ہو' اگر یہ مقصد نہ ہو تو غیبت حرام ہے۔

۳۔ فتویٰ چاہنا

آدمی مفتی کے پاس جا کر مسئلہ دریافت کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے کہ مثلاً مجھ پر میرے باپ نے یا بھائی نے یا خاوند نے یا فلاں شخص نے یہ ظلم کیا ہے' کیا یہ اس کے لیے جائز ہے؟ اور میں اس سے کس طرح خلاصی ونجات حاصل کر سکتا ہوں' اپنے حق کا حصول اور ظلم کو کس طرح دور کر سکتا ہوں؟ وغیرہ۔ تو اس حاجت کے لیے بھی کسی کی غیبت جائز ہے لیکن اس صورت میں بھی بہتر اور افضل طریقہ یہ ہے کہ مفتی صاحب سے یوں سوال کیا جائے کہ آپ کا اس شخص یا اس آدمی یا اس خاوند کے متعلق کیا خیال اور رائے ہے جو یہ فلاں کام کر رہا ہے؟ یعنی اس کا نام نہ لیا جائے کیونکہ اس تعین کے بغیر بھی تو غرض حاصل ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی تعیین کر کے سوال کرنا جائز ہے اور اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ روایت ہے کہ ہند بن عتبہ رضی اللہ عنہا جو کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' انہوں نے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اے اللہ کے پیغمبر! ابوسفیان ایک بخیل شخص ہے اور مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے لیے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو' سوائے اس کے کہ میں اس کی لاعلمی میں کچھ لے لوں؟ آپؐ نے فرمایا:

((خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ))[1]

''اتنا مال معروف طریقے سے لے لیا کر جو تجھے اور تیری اولاد کے لیے کافی ہو۔''

۴۔ مسلمانوں کا تحفظ

مسلمانوں کو کسی کے شر سے بچانے کے لیے اور ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے کسی کی غیبت کرنا اور ان کو اس کا عیب یا ظلم اور برائی بتانا۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً: کسی راوی پر یا کسی گواہ کے متعلق جرح کرنا۔ اس کے جائز ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے بلکہ کسی حاجت کے درپیش ہونے کی صورت میں واجب بھی ہے۔

اس طرح کسی شخص کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم کرنے کے لیے یا اس سے شرکت کاروبار کے لیے یا اسے امانت سونپنے کے لیے یا اس کا پڑوس اختیار کرنے کے لیے یا کسی اور اہم معاملے کے لیے تعلق قائم کرنا ہو تو اس کے متعلق لوگوں سے جو اس کے جاننے والے ہوں' مشورہ کیا جا سکتا ہے اور جس سے مشورہ طلب کیا گیا ہو اس پر لازم ہے کہ اس کے حالات پردے میں نہ رکھے بلکہ اگر اس کے عیوب و بداخلاقی اس کے علم میں ہو تو ضرور آگاہ کرے لیکن نیت درست ہونی چاہیئے اور اس کی خیر خواہی مطلوب ہونی چاہیے۔

اسی طرح جب کسی شخص کو دیکھے جو دین میں فقاہت حاصل کرنے کا متمنی ہے اور وہ حصول علم کے لیے کسی بدعتی عالم یا فاسق عالم کے پاس جانا چاہتا ہو اور اس کے بھی گمراہ ہونے کا خطرہ ہو تو ضرور اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے علم کے متمنی کو اس عالم کی بدعت و

[1] صحیح البخاری' کتاب النفقات : باب اذا لم ینفق الرجل فللمرأة ان تاخذ بغیر علمه (حدیث۔ ۵۳۶۴)

صحیح مسلم' کتاب الاقضیة : باب قضیة ھند (حدیث۔ ۱۷۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسق کے متعلق بتا دینا چاہیئے بشرطیکہ نیت اچھی ہو اور اس طالب علم کی خیر خواہی مقصود ہو...... یہاں اس بارے میں ضرور متنبہ رہنا چاہیئے کہ ایسی صورت حال میں عام طور پر ایک غلطی سامنے آتی ہو اور وہ یہ کہ بسا اوقات اس عالم کے متعلق طالب علم کو مطلع کرنے والا شخص حسد کی بنا پر اس کے خلاف باتیں کر رہا ہوتا ہے اور شیطان کے ہتھکنڈے میں آ کر اس حاسدانہ رویے کو دوسرے کی خیر خواہی سمجھ رہا ہوتا ہے' اس لیے اس بات کا خیال بھی بہت ضروری ہے کہ خیر خواہی اور حسد الگ الگ دو چیزیں ہیں۔

اسی طرح ایک صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو کوئی حکومتی عہدہ وغیرہ مل رہا ہو جسے وہ درست طور پر نبھا نہ سکتا ہو یا تو اس لیے کہ وہ اس قابل ہی نہیں یا اس لیے کہ وہ فسق یا غفلت کا شکار ہے یا اس طرح کا کوئی اور سبب ہو تو پھر ایسے شخص کی مکمل صورت حال اس بڑے عہدے والے کے سامنے رکھنی چاہیئے جس کا اس پر حکم چلتا ہو' تا کہ وہ اسے اس عہدے سے ہٹا دے اور کسی اصلاح پسند شخص کو وہ عہدہ دے دے یا اس پہلے شخص کو عہدہ دے لیکن اس کی مکمل خبر رکھے تا کہ بر موقع اس کی غلطیوں پر کنٹرول ہو سکے' اس کے ساتھ دھوکے میں نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اسے سیدھی راہ پر گامزن رہنے کی ترغیب دینے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے یا پھر اس کو معزول کر کے کسی اور کو وہ عہدہ دے دیا جائے تا کہ خطرہ ہی ختم ہو جائے۔

۵۔ کھلم کھلا گناہ کرنے والے کی غیبت

جو شخص اعلانیہ اپنے فسق و بدعت میں مشغول ہو مثلاً: سرعام شراب پیتا ہو یا لوگوں سے بلا وجہ مطالبے کرتا رہتا ہو یا جبراً ٹیکس وصول کرتا ہو یا ظلماً مال اکٹھا کرتا ہو یا باطل اور غلط کاموں کی سرپرستی کرتا ہو' تو اس کے اس کھلم کھلا گناہ کی غیبت جائز ہے البتہ اس کے دوسرے عیوب بیان کرنا حرام رہے گا۔ ہاں اگر کسی دوسرے عیب کے بیان کرنے میں کوئی شرعی مصلحت وغرض ہو تو جائز ہے جیسے کہ ہم نے کئی ایک دوسرے اغراض و اسباب بیان کر دیئے ہیں۔ حسن بصریؒ کہا کرتے تھے کہ تین چیزوں میں مشغول شخص کا ذکر کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبت شمار نہیں بلکہ جائز ہے۔ ① خواہش کی پیروی کرنے والا ② اعلانیہ فسق و گناہ کرنے والا ③ ظالم حکمران...... یہ تینوں شخص چونکہ خود اپنے کام کو تکلف سے ظاہر کرتے ہیں بلکہ اپنے اس کام میں فخر محسوس کرتے ہیں تو جب ان کا مقصد ہی اپنے کام کو ظاہر کرنا ہے اگر لوگ ان کا تذکرہ ان برے کاموں کے ساتھ کرتے بھی رہیں تو وہ کیا برا محسوس کریں گے لہٰذا اسے غیبت شمار نہ کیا جائے گا' البتہ اگر کسی ایسے شخص کا کوئی دوسرا عیب بیان کیا جائے گا تو یہ منع ہے اور گناہ کا باعث ہے۔

۶۔ کوئی عیب علامتِ پہچان ہو تو......

اگر کوئی شخص کسی لقب کے ساتھ پہچانا جاتا ہو اور لقب کسی عیب پر دلالت کرتا ہو تو یہ جائز ہے اور ان القاب کے ساتھ ان کی پہچان کروائی جا سکتی ہے۔ مثلاً: اَعمش (آنکھوں کی کمزوری والا) اَعرج (لنگڑا) اَصَم (بہرا) احول (بھینگا) وغیرہ کیونکہ یہ القاب ایسے اشخاص کی علامت اور پہچان بن جاتے ہیں اور اگر ان کو اس لقب کے ساتھ مشہور ہونے کے بعد کسی کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ اس عیب کا ذکر کر رہا ہے تو وہ برا محسوس نہیں کرتے' البتہ اس عیب کو اس کی حقارت و تنقیص کے طور پر بیان کیا جائے گا تو حرام ہے اور اگر اس عیب کے علاوہ کسی اور طرح سے پہچان ہو سکے تو یہ سب سے بہتر رہے گا۔

علامہ شوکانیؒ نے امام نوویؒ کی بیان کردہ بعض صورتوں پر تعاقب کیا ہے اور ان کو حرمت غیبت سے استثنائی صورتیں شمار نہیں کیا بلکہ ان کو حرام غیبت ہی شمار کیا ہے[1] مگر پھر بھی اکثریت کے قول کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ اگر ان مذکورہ اغراض سے ہٹ کر کوئی شخص کسی کی برائی بیان کرے گا تو یقیناً حرام کام کا ارتکاب کرے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تو آپ کے لیے یہ بات ہی کافی ہے اور وہ دراصل صفیہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے قد کو بطور عیب بیان کر رہی تھیں' تو آپؐ نے فرمایا:

---

[1] دیکھیے ان کی کتاب "رفع الريبة فيما يجوز ومالا يجوز من الغيبة۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ))[1]

''تو نے ایسا کلمہ اور بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملایا جائے تو سارے پانی کو کڑوا کر دے۔''

اللہ اکبر...... صرف ایک کلمہ' ایک بات' سمندروں کا پانی کڑوا کرنے کے لیے کافی ہے...... اس فرمان مصطفیٰ میں خوب غور کیجئے...... ایک کلمہ جب ایسا ہے...... تو ہمارے شب و روز کے سینکڑوں اس جیسے کلمات ہی نہیں بلکہ پورے پورے جملے اور لمبی لمبی باتیں جن کا موضوع ہی دوسروں کے عیوب افشاء کرنا ہوتا ہے اور لوگ زبانوں کی لگام بالکل ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں' صرف وہی بچتا ہے جسے اللہ تعالیٰ احاطے میں لے لے اور ایسے خوش نصیب افراد بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

اور جب اعلانیہ طور پر فسق و فجور کرنے والے کے ان گناہوں اور عیوب کو بیان کرنا حرام ہے جن کو وہ کھلم کھلا نہیں کرتا اور اس کے چھپ چھپ کر کیے گئے گناہ اور عیوب بیان کرنے کی حرمت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے تو ان لوگوں کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے جو ظلم و زیادتی کرتے ہوئے دوسروں پر تہمت لگاتے ہیں اور بے گناہ افراد پر باطل تہمتوں کے تیر چلا کر ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عمدہ فوائد

اللہ رب العزت نے ہر بیماری کی دوا کا بھی انتظام کر رکھا ہے' جس طرح امراض جسمانیہ کا علاج ممکن ہے اس طرح امراض نفسانیہ و روحانیہ بھی قابل علاج ہیں۔ غیبت بھی ایک قلبی اور نفسی بیماری ہے اور اس کا علاج بغیر علم و عمل کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ ان کے متعلق بحث کرتے ہوئے امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ[2] یوں بیان کرتے ہیں:

---

[1] سنن ابی داؤد' کتاب الادب : باب فی الغیبۃ (حدیث۔ ۴۸۷۵)
جامع الترمذی' کتاب صفۃ القیامۃ : باب (۵۱) (حدیث۔ ۲۵۰۲)

[2] احیاء علوم الدین' ج ۳ ص ۱۴۸ اور بعد والے کچھ صفحات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان رکھئے کہ تمام اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا علاج علم وعمل سے تیارہ شدہ معجون ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ ہر بیماری کا علاج اس کا سبب دریافت کر کے اس سبب کے برعکس اور متضاد چیز سے ہوا کرتا ہے۔

غیبت کا علاج

اس لیے ہم بھی پہلے ان اخلاقی بیماریوں کے اسباب کے متعلق چھان بین کریں گے اور ان کو ڈھونڈ کر علاج کریں گے' چنانچہ زبان کی غیبت والی بیماری کے معالجے کے لیے دو طریقے ہیں:

1. مختصر علاج
2. مفصل علاج

مختصر علاج

مجمل طور پر غیبت کا علاج تبھی ممکن ہے جب اس بات کا علم حاصل کیا جائے کہ غیبت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور اس کے دلائل وہ احادیث ہیں جو ہم پچھلی بحث میں بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی علم رکھنا چاہیئے کہ غیبت قیامت کے دن نیکیوں کو ضائع کر دینے والی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے غیبت کرنے والے کی بہت ساری نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی جس کی آدمی نے غیبت کی ہو گی اور اگر غیبت کرنے والے کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس مظلوم کی برائیاں اس کے سر تھوپ دی جائیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے غصے کا بھی نشانہ بنتا ہے۔ اللہ کے ہاں ایسے شخص کو مردار کھانے والے سے تشبیہ دی گئی ہے' بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس چغلی کی وجہ سے آدمی کو آگ میں داخل ہونا پڑے کیونکہ عین ممکن ہے کہ جس شخص کی اس نے غیبت کی ہو گی اس کی ایک برائی اس کے برائیوں والے پلڑے میں آجائے اور اس کا برائیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے یا اس کی ایک نیکی اس مظلوم کو مل جائے اور اس کا نیکی والا ترازو ہلکا ہو جائے اور اسے آگ کا منہ دیکھنا پڑے۔

اس بیماری کا علاج یوں بھی ممکن ہے کہ آدمی اپنی ذات اور شخصیت کے متعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور و فکر کرے اور اپنے عیوب تلاش کر کے انہی کی فکر میں مشغول رہے اور جب بھی وہ اپنا کوئی عیب محسوس کرے گا خواہ کسی طرح کا ہو تو امید ہے کہ وہ حیا کرے گا اور اپنی مذمت نہ کرنے اور بھائی کی مذمت کرنے میں شرم محسوس کرے گا بلکہ ایسا کرنے سے ہو سکتا ہے کہ ذہن میں یہ بات پختہ ہو جائے کہ جس طرح میں اپنے اس عیب سے خلاصی پانے میں عاجز ہوں اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرا شخص بھی اس سے نجات حاصل کرنے سے عاجز اور بے بس ہو اور یہ اس وقت علاج ہے جب کہ وہ عیب آدمی کے فعل اور اختیار سے پیدا ہوا ہو اور اگر اس عیب کا تعلق کسی پیدائشی اور خلقی وصف سے ہے تو پھر اس کی مذمت و برائی بیان کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی مذمت بیان کرنا ہو گا کیونکہ کسی صنعت اور کاریگری کی مذمت درحقیقت کاریگر کی مذمت شمار ہوا کرتی ہے۔

ایک دانش مند کا قول

ایک شخص جو حکمت و دانش رکھتا تھا' اسے کسی نے یوں پکارا:

''اے بدصورت چہرے والے!''

یہ لفظ سن کر وہ دانش مند شخص کہنے لگا کہ میرا چہرہ جس طرح میرے لیے پیدا کیا گیا ہے میں اس سے راضی ہوں اور اسے حسین سمجھتا ہوں۔

جب آدمی کو اپنے اندر کوئی عیب نظر نہ آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہیئے' یہ نہیں کہ باوجود بے عیب ہونے کے ایک غلطی کر کے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے عیب میں ملوث کر کے عیب دار بنا لے' کیونکہ لوگوں کی غیبت کرنا اور مردار کا گوشت کھانا بڑے بڑے عیوب و نقائص میں سے ہے...... بلکہ اگر وہ انصاف کرے تو جان لے گا کہ خود اپنے نفس کو ہر عیب سے پاک تصور کرنا دراصل اپنے نفس سے جاہل اور بے خبر ہونے کی دلیل ہے اور یہ جہالت ہی ایک بہت بڑا عیب ہے۔

غیبت سے شفاء حاصل کرنے میں ایک بہت نفع بخش دوا اور علاج یہ بھی ہے کہ آدمی یہ تصور پیدا کرے کہ دوسرا شخص میرے غیبت کرنے سے اسی طرح تکلیف اور دکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسوس کرے گا جس طرح کہ میں کسی کے اپنے متعلق غیبت کرنے سے دکھ اور غم پاتا ہوں تو جب آدمی اپنے متعلق غیبت کیے جانے سے خوش اور راضی نہیں ہوتا تو اسے چاہیے کہ دوسروں کے متعلق بھی اس چیز سے راضی اور خوش نہ ہو جس سے خود راضی نہیں۔

یہ چند ایک مجمل اور مختصر علاج کے طریقے تھے۔

تفصیلی علاج

گزشتہ بحث میں تو ہر طرح کی غیبت کا مجمل طور پر علاج موجود تھا' اب ہم آپ کے سامنے یہ بیان کر رہے ہیں کہ چونکہ غیبت کے اسباب متعدد ہیں' عوام اور خواص بلکہ دیندار طبقے کے غیبت میں پڑنے کے اسباب اور وجوہات مختلف ہیں' اس لیے ہر سبب والی غیبت کا علاج الگ الگ بھی موجود ہے' وہ یہ کہ ہر اس سبب کو ختم کیا جائے جو غیبت کا باعث بن رہا ہو۔ چنانچہ اگر آدمی کے غیبت کرنے کا باعث اور محرک غیظ و غضب اور غصہ ہو تو وہ یہ خیال کر لے کہ جب میں اس شخص کے خلاف اپنے غصے اور غضب کا اظہار غیبت کی صورت میں کر کے خود کو مطمئن کر رہا ہوں تو اس طرح میرے اس غیبت کرنے پر اللہ تعالیٰ کو بھی مجھ پر غضب اور غصہ آتا ہے' تو وہ مجھے اپنے غضب کا مزہ چکھائے گا' کیونکہ اس نے مجھے اس کام سے منع کیا اور میں اس کے منع کرنے کے باوجود اس کے حکم کی توہین کرتے ہوئے اتنی جرأت دکھا رہا ہوں۔ لہٰذا کیوں نہ میں ہی اپنے غصے کو دبا لوں تاکہ اللہ تعالیٰ بھی مجھے اپنے غضب میں مبتلا نہ کرے' اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُّنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ الْحُوْرِ الْعِيْنِ شَاءَ))[1]

"جس نے غصے کو پی لیا حالانکہ وہ اسے نافذ کرنے اور اس کے مطابق عمل

---

[1] سنن ابی داؤد' کتاب الادب: باب من کظم غیظا (حدیث۔ ۴۷۷۷)
جامع الترمذی' کتاب البر والصلۃ: باب فی کظم الغیظ (حدیث۔ ۲۰۲۱)
سنن ابن ماجہ' کتاب الزھد: باب الحلم (حدیث۔ ۴۱۸۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے حوروں میں سے اس کی چاہت کے مطابق اختیار دے دے گا کہ جسے چاہے پسند کر لے۔"

اگر غیبت کرنے کا سبب ساتھیوں کی موافقت اور ان کا ساتھ دینا ہے تو یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت غیرت مند ہے' جب تم مخلوق کی رضا مندی حاصل کر کے اس کو ناراض کرو گے تو وہ تم پر اپنا غضب نازل فرمائے گا اور تم سے غصہ رکھے گا' تو تم کیسے یہ پسند کرتے ہو کہ اپنے غیر کی عزت و توقیر کرو اور اپنے آقا کی تحقیر و توہین کرو' لوگوں کی موافقت کرو لیکن اپنے مالک سے موافقت نہ کرو اور اپنے مالک کی رضاء ترک کر کے دوسروں کی رضاء حاصل کرو؟ ہاں تم اللہ تعالیٰ کی خاطر لوگوں سے ناراض ہو جایا کرو' اس ناراض ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم ان لوگوں کے عیوب ذکر کرنے لگیں جن پر اللہ کا غضب ہوا بلکہ صرف یہ لائق ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کو برے طریقے سے یاد کریں تو ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر ان پر غصہ و ناراضگی رکھیں' خواہ وہ تیرے ساتھ ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ وہ تیرے پروردگار کی نہایت قبیح گناہ کا ارتکاب کر کے نافرمانی کر رہے ہیں اور وہ ہے "غیبت۔"

اور اگر تم کسی کی پیروی کرتے ہوئے غیبت کرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ اگر میں نے یہ کام کیا ہے تو فلاں شخص بھی تو اس طرح کر رہا ہے؟ تو یاد رکھئے! یہ سراسر جہالت ہے کیونکہ تم اس شخص کی اقتداء کا عذر بیان کر رہے ہو جس کی اقتداء و اتباع ناجائز ہے' اس لیے کہ جو شخص حکم الٰہی کا مخالف ہو اس کی اقتداء نہیں کی جا سکتی خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

غور و فکر کرو کہ اگر کوئی شخص آگ میں چھلانگ لگا دے اور تم بھی آگ میں داخل ہونے پر قدرت رکھتے ہو تو اس قدرت کے باوجود تم آگ میں چھلانگ نہ لگاؤ گے اور اس کی موافقت نہیں کرو گے۔ اگر اس کی غلط کام میں پیروی کرو گے تو ساری دنیا کہے گی کہ یہ انسان بے عقل اور بے شعور ہے اس سے بڑا بے وقوف کون ہو سکتا ہے؟ بس اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال کے ساتھ تم آگ کا سبب بننے والے گناہ کا معاملہ بھی سمجھ لو۔

اور اگر تم فخر وفضیلت کی بنا پر غیبت کر رہے ہو اپنے آپ کو زیادہ فضیلت کا حامل ظاہر کرنے کے لیے خود کو پاکیزہ بتلا رہے ہو اور دوسرے شخص کی شان میں خرابی ونقص بیان کر رہے ہو تو یہ یاد رکھو کہ تم نے اپنے بھائی پر خود کو افضل ظاہر کرنے کے لیے جو کچھ کہا اس کی وجہ سے تم اللہ کے ہاں افضل نہیں بن سکے بلکہ تمہاری فضیلت باطل ہو گئی۔ تم اپنے متعلق افضل ہونے کا دارومدار لوگوں کو سمجھ کر بہت بڑے خطرے میں ہو۔ عین ممکن ہے کہ جب ان کو پتہ چلے کہ تم تو لوگوں کی غیبت کرنے والے ہو' تو وہ تجھے افضل کی بجائے بہت ناقص وکمتر سمجھنے لگیں۔ بہرکیف تم اپنے خالق کے پاس والی حقیقی فضیلت کو لوگوں کے پاس خیالی فضیلت کے عوض فروخت کر رہے ہو' اگر تیرے متعلق لوگوں کی یہ رائے قائم ہو بھی جائے کہ تو افضل ہے تو پھر بھی وہ تجھے اللہ تعالیٰ سے کچھ کفایت نہیں کر سکیں گے اور اس کے غضب سے نہیں بچا سکیں گے۔

اور اگر تم حسد کی وجہ سے غیبت کر رہے ہو تو جان رکھو کہ تم دو عذابوں کو اکٹھا کر رہے ہو کیونکہ تم نے ایک دنیاوی نعمت پر حسد کر کے خود کو دنیا میں عذاب کا مستحق بنا لیا اور پھر تم نے اس پر قناعت اور اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ غیبت کی صورت میں آخرت کا عذاب بھی جمع کر لیا۔ تم دنیا وآخرت میں خود کو خسارے والا بنا کر دو سزاؤں کے حق دار بن رہے ہو' تم نے اپنے بھائی کو حسد سے شکار کرنا چاہا لیکن خود شکار ہو گئے اور اس کو اپنی نیکیاں نہ چاہتے ہوئے بھی دے دیں' گویا تو اس کا دوست ہے اور اپنا دشمن ہے کیونکہ غیبت کے ذریعے تم نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا اور اپنا سب کچھ بگاڑ لیا' بلکہ یہ تمہاری غیبت اس کے نفع کا موجب اور باعث ہے کیونکہ اس کی وجہ سے تمہاری نیکیاں اس کی طرف منتقل ہو جائیں گی اور اس کی برائیاں تیری طرف آ کر بجائے نفع کے باعث نقصان ہوں گی۔ اس طرح تم نے حسد کی خیانت کے ساتھ حماقت کی جہالت ملا لی۔ بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ تیرا اس سے حسد کرنا اور اس کے متعلق برے خیالات کا اظہار کرنا اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت و اہمیت اور خوبی بن کر لوگوں میں پھیل جاتا ہے اور اسے پہلے سے زیادہ عزت و وقار حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ کسی نے کہا:

وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ نَشْرَ فَضِيْلَةٍ طُوِيَتْ أَتَاحَ لَهَا لِسَانَ حَسُوْدٍ

''جب اللہ تعالیٰ کسی ایسی فضیلت کو نشر کرنا اور پھیلانا چاہے جو لپیٹی ہوئی ہوتی ہے تو اس کے لیے کسی حاسد کی زبان تیار کر دیتا ہے۔''

اگر تم اس کے گناہ پر اظہار رحمت و شفقت کر رہے ہو تو یہ بہت عمدہ کام ہے لیکن اس طرح شیطان تمہیں نیکی ملتے دیکھ کر حسد کی آگ میں جل بھن کر رہ گیا اور پھر تجھے گمراہ کرنے لگا' آخر اس کا تیر چل گیا اور اس نے تیری زبان سے ایسا کلمہ اور لفظ نکلوا دیا جس سے تیری یہ نیکیاں تجھ سے منتقل ہو کر اس شخص کے پاس چلی گئیں اور تو نے اس پر رحم و شفقت کے اظہار سے جتنی نیکیاں کمائی تھیں ان سے کہیں زیادہ نیکیوں سے تم کو ہاتھ دھونے پڑے۔ اب تو مسکین خود اس قابل ہے کہ تجھ پر رحم کا اظہار کیا جائے کیونکہ تیرا اجر ضائع ہو چکا ہے اور نیکیاں کم ہو چکی ہیں۔

اگر تم اللہ کی خاطر غضب ظاہر کر رہے ہو اس سے غیبت لازم تو نہیں لیکن شیطان نے اس غضب کی آڑ میں تمہیں غیبت پر ابھارا اور اسے نیکی کی طرح مزین کر کے دکھلایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تم نے اس اللہ کی خاطر کیے ہوئے غضب کو (چغلی کر کے) ضائع کر دیا اور خود غضب الٰہی کا شکار ہو گئے۔

اگر تم ازراہ تعجب غیبت پر آمادہ ہونے لگو تو ذرا اپنے اوپر بھی تعجب کر لیا کرو کہ تم کس طرح کسی کے دین یا دنیا (میں چغلی کرنے) کے سبب اپنے آپ کو اور اپنے دین کو تباہی کے گڑھے میں پھینک رہے ہو' تم اپنے اس کام کی بنا پر دنیاوی سزا سے بھی محفوظ نہیں رہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا راز فاش کر دے جس طرح تم نے اپنے تعجب کے ساتھ اپنے بھائی کا عیب فاش کیا۔

بہر کیف! ان تمام اقسام غیبت کا علاج فقط یہ ہے کہ ان امور کی پختگی و یقین سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہچان حاصل کی جائے جو ایمان کے ابواب اور شعبوں میں سے ہیں' جس کا ایمان قوی ہو گا اور ان تمام شعب ایمان پر مضبوط اعتقاد رکھتا ہو گا اس کی زبان بھی لامحالہ غیبت سے رک جائے گی۔

کفارۂ غیبت

بعض علماء کا کہنا ہے کہ غیبت کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنے کام پر شرمندہ و نادم ہو' اللہ کی طرف توبہ و رجوع کرے اور اپنے غیبت و چغلی جیسے کام پر خوب اظہار افسوس کرے' تاکہ اللہ تعالیٰ کے حق سے بری ہو کر اس کے عذاب سے جان چھڑا لے اور پھر اس آدمی سے معافی مانگے جس کی غیبت کی تھی' تاکہ اس پر کیے جانے والے ظلم سے بھی بری الذمہ ہو جائے۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ اس شخص سے معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں صرف اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ لے۔

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کے گوشت کھانے کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس کی اچھے الفاظ میں تعریف کرے اور اس کے لیے خیر و بھلائی کی دعاء مانگے۔

عطاء بن ابی رباحؒ سے کسی نے سوال کیا کہ غیبت سے توبہ کیسے' ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ تو اپنے اس بھائی کے پاس چل کر جا اور اسے کہہ کہ میں نے اپنی باتوں میں تیرے متعلق جھوٹ کہا اور ظلم و برائی کا ارتکاب کیا' اب اگر تو چاہے تو اپنا حق مجھ سے لے لے اور چاہے تو معاف کر دے' کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ' إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ))[1]

---

[1] صحيح البخاری' كتاب المظالم : باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له (حدیث۔ ۲۴۴۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور چیز میں ظلم کیا ہو وہ اس سے آج دنیا ہی میں معاف کر والے' پہلے اس سے کہ وہ دن آئے جس میں دوسرے کو کی گئی ظلم و زیادتی کا بدلہ دینے کے لیے نہ دینار ہو گا اور نہ درہم بلکہ اگر اس ظالم کے نیک اعمال ہوئے تو ظلم کے بقدر اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں، وگناہ پکڑ کر اس پر لاد دی جائیں گی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۳

غیبتِ قلب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

(الحجرات : ۴۹/ ۱۲)

''اے ایمان والو! بہت سارے گمانوں (بدگمانیوں) سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ))[1]

''بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔''

ابن کثیرؒ سورۂ حجرات کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو بہت زیادہ گمان کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس گمان سے اصل مقصود تہمت اور اس خیانت کی ممانعت ہے جو اہل وعیال' اعزہ واقرباء اور دوسرے لوگوں کی عزتوں میں بغیر (کسی صحیح شرعی مقصد اور) محل کے کی جاتی ہے کیونکہ ان میں سے بعض گمان تو خالص گناہ ہی گناہ ہیں' اس لیے احتیاطاً اکثر گناہوں سے بچنا چاہیے۔[2]

---

[1] صحيح البخاري' كتاب الادب : باب "يا ايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن" (حديث۔ ۶۰۶۶)

صحيح مسلم' كتاب البر والصلة : باب تحريم الظن و التجسس (حديث۔ ۲۵۶۳)

[2] تفسیر ابن کثیر' ج ۴ص ۲۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے دل میں بے شمار گمان' خیالات اور شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں اور انسان کو مکمل علم نہیں ہوتا کہ ان میں سے کون کون سے گمان گناہ ہیں۔ تو اب یہ بات مناسب تھی کہ خالق کائنات' انسان کے لیے اکثر گمان اور خیالات منع کر دیتا اور اس کا سبب یہ بھی ہے کہ انسان کی کئی طرح کی حرمت اور اس کا احترام' شریعت نے ثابت کیا ہے' خصوصاً ایک مؤمن کی حرمت تو اللہ تعالیٰ کے ہاں حرمت کعبہ سے بھی کہیں بڑھ کر ہے جس طرح کہ بعض سلف صالحین سے بھی یہی قول ثابت ہے اور انسان کے بس کی بات نہیں کہ برے گمان اور گناہ والے خیالات کی تمیز اور پہچان کر سکے' اس لیے اسے اکثر خیالات اور گمان کرنے سے منع کر دیا' تاکہ جب گمان ہی نہ ہو تو گناہ سے بھی حفاظت ہو اور کسی مسلمان کی حرمت بھی پامال نہ ہو۔

امام نوویؒ کا قول

امام نوویؒ بیان کرتے ہیں کہ دراصل برے گمان منع کئے گئے ہیں۔ خطابیؒ نے اس کی وضاحت میں کہا کہ گمان سے مراد دراصل گمان کو ثابت کر کے اس کی تصدیق کرنا ہے۔ دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے منع نہیں کیا گیا کیونکہ وہ تو غیر اختیاری چیز ہے' خطابیؒ کا مقصد یہ ہے کہ وہ گمان حرام ہیں جن کو مسلسل دل میں جگہ دی جائے اور آدمی ان پر استمرار وہمیشگی کرے اور وہ گمان حرام نہیں جو دل میں پیدا تو ہوتے ہیں لیکن ٹھہرتے نہیں ہیں کیونکہ ان پر کنٹرول کرنے کا ہمیں مکلّف ہی نہیں بنایا گیا' قاضیؒ نے سفیانؒ سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ جس گمان سے گناہ لازم آتا ہے اس میں ہر گمان شامل نہیں بلکہ وہ گمان مراد ہے جس کو زبان پر بھی لایا جائے اگر اس گمان کو کلام کی صورت نہ دی جائے تو کوئی گناہ نہیں۔[1]

آپ دیکھیں گے کہ کچھ لوگ بہت عجیب نفسیات کے مالک ہوتے ہیں وہ کسی بھی شخص کو کوئی کام کرتا دیکھ لیں یا کوئی بات کہتا سن لیں یا کوئی بھی واقعہ دیکھ لیں' اس سے

[1] شرح صحیح مسلم' ج ۱۶ ص ۱۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی نہ کوئی غلط نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں اور وہ کام کرنے والے یا بات کرنے والے کے متعلق بدگمانی کرتے ہیں' اس کا سبب خبث باطن اور دل کی خرابی ہے۔ ایسے شخص کا مزاج مریض ہوتا ہے' ایسی عجیب اخلاقی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے کہ اگر خیر و بھلائی والے معاملات بھی دیکھ لے تو ان میں بھی مختلف تاویلات کر کے غلط اور برا نتیجہ اخذ کرتا ہے کیونکہ وہ غلط نتیجہ اس کی خواہش اور باطن سے موافقت کر رہا ہوتا ہے۔ وہ تمام لوگوں اور اشیاء کو اس سیاہ عینک سے دیکھتا ہے جس کے شیشے خوب سیاہ ہوتے ہیں' تو اسے اپنے سامنے ہر چیز سیاہ رنگ ہی کی دکھائی دیتی ہے۔ جیسے کہ متنبی کا شعر ہے:

وَمَنْ يَّكُ ذَا فَمٍ مُرٍّ مَرِيْضٍ ... يَجِدْ مُرًّا بِهِ الْمَاءَ الزُّلَالَا

''اور جس شخص کا منہ بیماری کی وجہ سے کڑوا ہو جائے وہ میٹھے پانی کو بھی کڑوا سمجھتا ہے۔''

بدگمانی کا ایک واقعہ

اس گھٹیا مزاج کے بعض لوگ برا گمان کر لینے کے بعد اسے سچا سمجھ کر دل میں بٹھا لیتے ہیں اور سالہا سال اسی گمان کے مطابق اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہیں پھر کبھی اسے فرصت اور موقع ملتا ہے جس سے حقیقت حال سامنے آ جاتی ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کا وہ گمان برا اور باطل تھا اور معاملہ اس کے گمان کے برعکس تھا۔

مجھے اب ایک ایسے ہی شخص کا قصہ یاد آ رہا ہے جو بازار میں اپنی باپردہ بیوی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ اس کا حجاب اور پردہ اس آدمی کے رہائشی علاقے کی عورتوں کے لباس سے مشابہت رکھتا تھا۔ اسی اثناء میں ایک بدگمانی کرنے والے شخص نے اسے دور سے دیکھا تو اس کے متعلق اور اس کی بیوی کے بارے میں بہت برا گمان کر لیا۔ اگر اس خاوند کو اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا تو وہ اسے دور ہی سے پکار کر کہہ دیتا کہ ٹھہر جاؤ' یہ میری بیوی ہے جس طرح کہ رسول اکرم اللہ ﷺ نے کیا تھا' آپ اپنی زوجہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ چلے جا رہے تھے کہ دو انصاری شخص پاس سے گزرے۔ جب انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ کو دیکھا تو تیزی سے دور جانے لگے۔ آپ نے ان کو آواز دی اور فرمایا:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِىْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْ قَالَ شَيْئًا)) [1]

''یعنی شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے' مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ یا شر وغیرہ نہ پیدا کر دے۔''

یہ تو رسول اکرم ﷺ تھے جو پاس سے گزرنے والوں کے ذہن صاف کر گئے لیکن وہ بازار میں جانے والا خاوند اپنے اس دوست کے متعلق یہ توقع بھی نہ کر سکتا تھا اور اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس نے میرے متعلق کوئی برا گمان کر رکھا ہے۔ ایک دفعہ اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں کو عرصہ دراز کے بعد ایک جگہ مل بیٹھنے کا موقع ملا۔ باتوں کا سلسلہ چل نکلا اور ایک مناسبت سے اس بازار کے واقعے کی بات نکل گئی' تو وہ برا گمان کرنے والا شخص کہنے لگا کہ میں نے جب اسے اس جگہ بیوی کے ہمراہ دیکھا تو یہ غلط گمان کر لیا تھا کہ (یہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ پھر رہا ہے) اور یہ گمان اس وجہ سے پیدا ہوا کہ اسے اس کی شادی کا علم نہ ہو سکا تھا۔

بندہ پوچھے کہ کیا کسی کی شادی کا علم نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اسے کسی جگہ کسی عورت کے ساتھ دیکھا جائے تو برا گمان کر لیا جائے' ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اس کی بیوی ہو یا بہن یا ماں ہو...... یا پھر یہ کہا جائے کہ ہر مسلمان تہمت زدہ ہے اور اسے تہمت والا سمجھا جاتا ہے تاآنکہ اس کے برعکس ثابت ہو اور وہ پاک صاف ظاہر ہو حالانکہ ایمان کی شان یہ ہے کہ ہر مؤمن مسلمان کو پاکیزہ سمجھا جائے یہاں تک کہ اگر صحیح ثبوت مل جائے تو پھر اسے تہمت لگائی جائے۔

اس شخص کو جب فرصت ملی تو اس نے اپنے برے گمان کی تفتیش کی اور اس سے قبل

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الاعتکاف : باب زیارۃ المراۃ زوجھا فی اعتکافہ (حدیث۔ ۲۰۳۸)
صحیح مسلم' کتاب السلام : باب بیان انہ یستحب لمن رؤی خالیا بامراۃ (حدیث۔ ۲۱۷۵) واللفظ لہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمبا عرصہ وہ اپنے گمان کو صحیح سمجھتا رہا اور اس عرصے میں اس نے اللہ جانے کتنے لوگوں کو یہ بات بتائی ہوگی اور ایک افک (بہتان) کو لوگوں میں رائج کیا ہوگا۔

اسے تو موقع ملا اور اس نے باتوں باتوں میں حقیقت حال معلوم کر لی اور وہ بھی اتفاقاً ایسا ہوا لیکن معاشرے میں کتنے ہی انس جیسے بدمزاج اور بدگمانی کرنے والے افراد موجود ہیں اور ان کو کبھی اپنے گمان کے متعلق تحقیق کرنے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔

شیطان چونکہ آدمی کے رگ و پے میں خون کی طرح سرایت کرکے وسوسے ڈالتا ہے اس لیے وہ لوگوں کی اکثریت پر تسلط اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کو اکثر برے گمان دلاتا رہتا ہے' برا گمان ان کے ہاں بہتر بات سمجھا جاتا ہے اور وہ کسی بھی چیز کو دیکھتے ہی یا سنتے ہی سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی غلط نتیجہ اخذ کرکے یا رائے قائم کرکے برا گمان قائم کر لیتے ہیں' اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ﴾ (یونس: ۱۰/ ۳۶)

''اور ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان کے پیچھے لگتے ہیں' بلاشبہ یہ گمان حق کے مقابلے میں کچھ کارآمد نہیں ہوسکتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔''

عمدہ فوائد

آگاہ رہیے کہ برا گمان بعینہٖ اس طرح حرام ہے جیسے برا قول حرام ہے' جس طرح تم پر یہ حرام ہے کہ تم اپنی زبان سے کسی شخص کو کسی مسلمان کی برائیاں بتاؤ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ تم اپنے دل میں ایسی باتیں بٹھاؤ اور اپنے بھائی کے متعلق دل میں برے خیالات پیدا کرو۔ اس سے میری مراد صرف یہ ہے کہ دل میں کسی کے متعلق برا خیال نہ بٹھاؤ اور کسی کو محض گمان کی بنا پر براامت سمجھنے لگو...... تمہارے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق برا خیال دل میں لاؤ' اِلا یہ کہ واضح دلائل سے اس کی برائی معلوم ہو جائے جس میں کوئی تاویل بھی نہ ہو سکتی ہو...... اگر تم یہ بات سمجھ لو تو یقیناً اپنے دل میں صرف اس خیال کو قائم رکھو گے جسے تم یقین سے جان چکے ہو گے یا تمہیں اس کا مشاہدہ ہو چکا ہو گا اور جس چیز کو تم دیکھ نہ سکے ہو یا اپنے کان سے سن نہ سکے ہو لیکن پھر بھی دل میں وہ خیال پیدا ہو رہا ہے تو یقیناً یہ شیطان کی طرف سے ہے' جو تمہارے دل میں وسوسہ پیدا کر رہا ہے' لہٰذا تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس کی تکذیب کرو اور اس کو جھٹلاؤ کیونکہ وہ سب سے بڑا فاسق ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۶)

''اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں کسی قوم کا نقصان کر بیٹھو۔''

اس آیت کے پیش نظر جب کسی عام فاسق کی تصدیق بغیر تحقیق کے جائز نہیں تو ابلیس کی تصدیق بھلا کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ اگرچہ وہاں کوئی ایسا خیال اور وسوسہ ہو جو فساد یا اصلاح کا احتمال بھی رکھتا ہو' لیکن پھر بھی کسی صورت میں شیطان کی تصدیق جائز نہیں' کیونکہ فاسق کا تو یہی تصور ہوتا ہے کہ میری بات کو سچ مانا جائے لیکن تمہارے لیے اسے سچ ماننا جائز نہیں...... بعض اوقات شیطان کسی اور انداز میں حملہ آور ہوتا ہے' دل میں لوگوں کی برائی کے متعلق ہلکا سا خیال ڈالتا ہے اور پھر اس کے ذہن میں یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ یہ تیری ذہانت و فطانت کی علامت ہے اور تیری سرعت فہم اور ذکاوت کا نتیجہ ہے کہ تو لوگوں کی اس برائی سے باخبر ہو گیا ہے' واقعی مؤمن اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ دیکھا کرتا ہے...... یوں وہ پھسلانے کی کوشش تو کرتا ہے اور جو شخص ان خیالات سے متاثر ہو جائے وہ درحقیقت شیطان کے دھوکے اور تاریکی کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔[1]

---

[1] احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۱۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر تیرے بھائی کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکلے جو برائی پر دلالت کرتا ہو اور تمہیں اس میں کوئی خیر و بھلائی والی چیز کا احتمال محسوس ہو رہا ہو تو اپنے بھائی کے متعلق ہرگز ہرگز برا خیال نہ کرنا۔

بھائیو! میں تمہیں اس شیطان سے بچنے کی تلقین کرتا ہوں جس سے ہمیں ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے بھی ڈرایا تھا اور ہمیں خبردار کیا تھا کہ یہ انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ سب سے پہلے اس کے دل میں شر اور بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ بہت سارے انسان اپنے ظنون اور خیالات میں یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ ان میں سے کون سا گناہ کا باعث ہے' البتہ اتنی استطاعت ہر ایک کے پاس ہوتی ہے کہ وہ یہ شناخت کر لے کہ اس کا گمان خیر کی جانب مائل ہے یا شر کی جانب اس کا رجحان ہے...... اگر تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی کلام دیکھتے ہو یا اس سے کوئی کام سنتے ہو اور تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسے برائی اور شر کے کھاتے میں شمار کرنا چاہیئے۔ تو جان لیجیے کہ یہ شیطان کا تمہارے دل میں ڈالا ہوا خیال ہے لہٰذا فوراً اس خیال کو ہٹایئے اور دور کیجئے' اس کی تصدیق کرنے کی بجائے اس کو جھٹلا دو اور اسے دل میں جگہ پکڑنے نہ دو۔ اگر تم یہ طاقت نہیں رکھتے تو کم از کم اپنے آپ کو اس بات کا ضرور پابند کر لو کہ میں اس خیال کو زبان پر نہیں لاؤں گا تاکہ گناہ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ہر مسلمان سے شریعت کا یہ مطالبہ ہے کہ اس کو اپنے دل پر حفاظت ہو' اسے ہر وقت پاک صاف رکھے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق شکوک اور برے خیالات سے محفوظ رکھے' جب تمہاری یہ پسند اور خواہش ہے کہ تم اپنے بھائیوں کی نگاہوں میں ہر تہمت سے پاک صاف اور بری دکھائی دو اور تم یہ ناپسند کرتے ہو کہ وہ تیرے متعلق کوئی بدگمانی کریں اور تیری خواہش ہوتی ہے کہ وہ تیرے حقوق کی حفاظت کریں' تیری عزت و احترام کا خصوصی خیال رکھیں تو میرے محترم بھائی! بالکل اسی طرح وہ بھی یہی خواہشات اور تمنائیں رکھتے ہیں' جب تمہاری یہ تمنا ہے تو کیا دوسرے لوگوں کی نہیں ہو سکتی؟...... اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تجھ پر لازم ہے کہ لوگوں کے متعلق وہی کردار اپنائے جو تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے متعلق کردار اپنائیں۔ ان کے لیے بھی خیر و بھلائی پسند کر جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے شر و برائی کو ناپسند کر جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (مِنَ الْخَیْرِ)))[1]

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی (خیر و بھلائی) پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الایمان : باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه (حدیث۔ ۱۳)

صحیح مسلم۔ کتاب الایمان : باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه من الخیر (حدیث۔ ۴۵)

نیز دیکھیے سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی (ج ۷۳) علامہ البانیؒ نے کہا کہ من الخیر کی لفظی زیادتی بہت اہم ہے جو حدیث کے اصل مقصود و معنی کو بڑی دقت و باریکی سے متعین کرتی ہے کیونکہ ''الخیر'' کا لفظ تمام دنیوی و اخروی نیکیوں اور طاعات و مباحات کو شامل ہے اور تمام برائیوں کو خارج کر دیتا ہے کیونکہ برائیاں ''الخیر'' کے لفظ میں شامل ہی نہیں لہٰذا مسلمان کے کامل اخلاق کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے اسی طرح کی بھلائی پسند کرے جیسی اپنے لیے چاہتا ہے اسی طرح اپنے بھائی کے لیے ہر اس شر و برائی کو ناپسند کرے جسے اپنے لیے ناپسند کرتا ہے' یہ برائی کو ناپسند کرنے والی بات اگرچہ حدیث کے الفاظ میں شامل نہیں لیکن اس کے مفہوم میں شامل ہے کیونکہ کسی چیز سے محبت کا تقاضا ہے کہ اسی کی الٹ چیز سے نفرت رکھی جائے۔ لہٰذا اکتفاء کرتے ہوئے اس عبارت کو بطور نص ذکر نہ کیا گیا جیسا کہ کرمانی نے بھی یہی کہا ہے اور حافظ ابن حجر نے اسے نقل کرکے اس کو برقرار رکھا ہے۔ دیکھیے (فتح الباری : ج۱ ص ۵۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : 4

غیبت اور تلبیسِ ابلیس

شیطان، لوگوں کو برائی پر اکسانے کے لیے ایک عجیب چال چلتا ہے جس کا شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے متعلق نیک ہونے اور اچھے عمل کرنے کا گمان کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لبادے میں غیبت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ کام بھی نیکی کے حکم اور برائی سے منع کرنے کی ایک صورت ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے اس کام کو اختیار کرنے کا طریقہ نیک نہیں بلکہ شیطانی ہے' شیطان اس غیبت سے بہت محبت کرتا ہے' اس کی ترغیب دیتا ہے اور اس طریقے میں شیطان اپنی مہارت بروئے کار لا کر بہت سارے لوگوں کو ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو بغیر محسوس کرائے سیدھے رستے سے بھٹکا دیتا ہے۔ ان کا (اپنے زعم کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا) یہ طریقہ ان تین درجات میں سے کوئی بھی نہیں جن کو رسول اکرم ﷺ نے مقرر کر چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا:

((مَنْ رَّأىٰ مِنكُمْ مُّنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ))[1]

"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ ختم کرے' اگر یہ طاقت نہیں تو اپنی زبان کے ساتھ' اگر یہ بھی طاقت نہیں تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان (حدیث۔ ۴۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ شیطان کے ہاتھوں گمراہی کے پھندے میں پھنس چکے ہیں۔ اس نے ان کے لیے اعمال باطلہ کو مزین بنا کر پیش کیا جس کی وجہ سے وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ ہمارا یہ کام تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شامل نہیں اور یہ بالکل نیکی نہیں۔ یہ تو اپنی تمام تر علامات و نشانات اور نتائج سے غیبت ثابت ہو رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ اپنی نجی مجالس میں اور راتوں کی محافل میں مسلمانوں کی عزتوں پر حملہ آور ہوتے ہیں' ان کے خلاف باتیں کرتے ہیں' ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی بجائے پردہ چاک کرتے ہیں' پھر خوب قہقہے لگا کر خوش گپیوں کے ساتھ ان باتوں سے لذت حاصل کرتے ہیں اور بزعم خود یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم برائی سے منع کر رہے ہیں۔

جب راہِ حق چھوٹ جائے......

یہ لوگ سیدھا راستہ اور صحیح شاہراہ سے ہٹ چکے ہیں اور اس معاملے میں مومنوں کے منہج و اسلوب اور راستے کو ترک کر چکے ہیں اور یقیناً رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کا ارتکاب کر چکے ہیں' کیونکہ انہوں نے رسول مکرم ﷺ کے حکم کو پامال کیا اور برائی سے اس طرح نہیں روکا جیسے کہ آپ کا فرمان عالی شان تھا بلکہ غیبت و چغلی کا ارتکاب کیا۔ شیطان ان پر اپنا داؤ اور فریب چلا کر کامیاب ہو چکا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جھانسے میں ان کو غیبت کا مرتکب بنا چکا ہے' اس نے ان کو یہ وہم دلا رکھا ہے کہ یہ کام غیبت میں شمار نہیں کیونکہ یہ تو برائی کے خاتمے کے لیے ہی ہے اور گمراہ کو حق کے راستے پر لانے کی ایک صورت ہے' یوں یہ لوگ پھنس جاتے ہیں۔

اس بیماری میں اور شیطانی چال میں پھنس جانے والوں کی اکثریت اس قدر ہے کہ لوگوں میں یہ طریقہ نادانستہ طور پر اچھا عمل بن کر پھیلتا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہی امر مطلوب ہے اور ایک دینی فریضہ ہے' جب بھی وہ ایک دوسرے کے پاس ملاقات کے لیے جاتے ہیں تو خوب غیبت کرتے ہیں...... یہ لوگ برائی کو کیسے روکیں گے اور کس طرح اس گمراہ کو سیدھے راستے پر لائیں گے کیونکہ وہ شخص جس کے متعلق وہ گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں وہ تو ان کی باتوں سے بہت بعد میں کہیں جا کر واقف ہوتا ہے' وہ کون سا ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس موجود ہوتا ہے اس لیے بعد میں کبھی اسے معلوم ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ بسا اوقات تو اسے ان باتوں کا بالکل علم ہوتا ہی نہیں۔

عالم تباہ تو عالم تباہ

پریشان کن امر یہ ہے کہ بعض اوقات ایسے لوگ وہ افراد ہوتے ہیں جن کے متعلق لوگ نیک خیال رکھتے ہیں' ان پر اچھا گمان کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کو دین کا پابند سمجھ کر ان کے ہر کام کو قابل اتباع خیال کرتے ہیں اور اس شیطان کی چال میں ان کو بھی مبتلا دیکھ کر اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے بلکہ اس کو غیبت کے زمرے میں شمار نہیں کرتے' ان کے پاس یہ دلیل ہوتی ہے کہ اگر یہ کام غیبت ہوتا تو یہ دین کا پابند طبقہ کم از کم اس سے ضرور پرہیز کرتا۔ پھر وہ بالآخر اسے دینی فریضہ سمجھ کر ان کی تقلید کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں' ویسے بھی چونکہ یہ طریقہ خواہشات نفس کے قریب تر اور بہت آسان ہوتا ہے اس لیے وہ اس پر ضرور عمل کرتے ہیں اور شیطان کی امنگ اور چاہت کی موافقت کرتے ہیں۔ اہل دین کا غیبت میں مبتلا ہونا اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ یہ خاص طبقہ بھی تو آخر کار انسان ہیں اور ان کے دلوں میں غیبت پر ابھارنے والے وسواس اور خیالات ہوتے ہیں' جس طرح کہ عوامی طبقے میں بھی کچھ اسباب غیبت ہوتے ہیں۔

امام غزالیؒ کا تجزیہ

امام غزالیؒ نے غیبت کے تین ایسے اسباب بیان کیے ہیں جن کا تعلق اہل دین سے ہے' وہ کہتے ہیں:

''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خیال سے غیبت کرنا بہت دقیق' پیچیدہ اور نہ محسوس ہونے والا گناہ ہے کیونکہ اس میں موجود شر اور برائی کو شیطان نیکیوں کے ضمن میں چھپا دیتا ہے۔ اس امر بالمعروف جیسے نیک کام میں تو واقعی خیر و بھلائی ہوتی ہے لیکن وہ اس میں برائی کی آمیزش کر چکا ہوتا ہے۔''[1]

---

[1] احیاء علوم الدین ج ۳ص ۱۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تینوں اسباب کو میں پیچھے اسباب غیبت کی فصل میں ذکر کر چکا ہوں۔

حالتِ معاشرہ

آپ اپنے گرد و پیش کو بنظر غائر دیکھیں تو یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ لوگوں کا ایک بڑا حصہ اس بیماری میں مبتلا ہے' وہی چند افراد محفوظ ہیں جن پر رحمت ربانی سایہ فگن ہے ورنہ اکثر لوگ جب کسی جگہ مجلس قائم کر کے بیٹھتے ہیں یا ملاقات کے لیے ایک دوسرے کے پاس جاتے ہیں تو ان کا کھانا' لوگوں کا گوشت ہوتا ہے۔ ان کی عزتیں' مشروب ہوتا ہے۔ ان کے عیوب' پھل ہوتے ہیں اور ان کے پوشیدہ راز' ان کا حلوہ ہوتے ہیں...... اور پھر وہ اس میں من گھڑت باتوں کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ ملاقات اور شب بیداری کا ایک بڑا حصہ اس کے لیے وقف کرتے ہیں۔ بلکہ آپ دیکھیں گے کہ بعض اوقات سلام دعاء کے فوراً بعد ان کا پہلا کام یہی ہوتا ہے' ابھی بیٹھے نہیں کہ غیبت شروع ہو جاتی ہے۔ اگر تم ان سے پوچھ لو کہ کیا کر رہے ہو تو وہ یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم نیکی کا حکم دے رہے ہیں اور برائی سے منع کر رہے ہیں۔

کمال ہے نیکی کا حکم ہو رہا ہے اور برائی سے روکا جا رہا ہے لیکن جسے حکم دینا اور منع کرنا ہے وہ بے چارہ ان سے دور اپنے گھر میں ہے۔ بعض اوقات وہ اس قدر گہری غفلت میں اور پردے میں رہتے ہیں کہ نہ ان کو اس معاملے کی خبر ہوتی ہے اور نہ وہ برائی سے روکنے والی بات سے واقف ہوتے ہیں۔

غلط بیانی کرتے ہیں

بلکہ ان غیبت کرنے والوں کا یہ کہنا کہ ہم اچھے کام میں مصروف ہیں' یہ ان کی سراسر غلط بیانی ہے۔ وہ تو اپنی مجلس کو جاری رکھنے کے لیے یا کسی خاص فائدے کے حصول کی خاطر رات جاگنے کے لیے اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہوئے اس چغلی کی خرابی میں مشغول ہوتے ہیں۔ یوں وہ مجلس کی فضا کو اس دلی خواہش سے بنائے ہوئے فریضے سے بدبودار بنا رہے ہوتے ہیں' صرف اس لیے کہ یہ کام ان کے دل اور تمنا و چاہتِ قلبی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موافق ہوتا ہے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ سننے والے لوگوں میں اور حاضرین مجلس میں بہت سارے لوگ صرف غیبت کی خاطر بیٹھے ہوتے ہیں' جن لوگوں کے متعلق غیبت ہو رہی ہوتی ہے اُن کو اِن سامعین کی طرف سے زیادہ خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' کیونکہ بعض افراد عجیب وغریب سوالات اور استفسار کے ذریعے ان کے عیوب کو ظاہر کرتے ہیں اور غیبت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں' تاکہ حاضرین مجلس کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل ہو۔ کبھی تو یوں ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں نے اس بے چارے کی برائی کو خود بھی دیکھا نہیں ہوتا بلکہ صرف اور صرف لوگوں سے سن رکھا ہوتا ہے اور یہ اخلاقی بیماری بہت زیادہ ہے۔

خودرا فصیحت' دیگراں رانصیحت

اندازہ کیجئے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے لیے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے بے شمار لوگوں نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے' حالانکہ اگر وہ دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود اپنے آپ کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تو یہ زیادہ نفع بخش اور مفید ثابت ہوتا...... لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو شخص لوگوں کے عیوب میں سرتاپا مگن ہو اور ہر وقت اس کام میں مشغول ہو وہ کیسے اپنے عیوب کی اصلاح کے لیے کچھ وقت نکال سکتا ہے۔ جب تک شیطان نے ان کو اپنے دھوکے میں پھنسا کر ان کی آنکھوں پر ابلیسی پردہ ڈال رکھا ہے اور ان کے دلوں میں اپنی جگہ پکڑ چکا ہے' وہ کیسے اپنی درستگی وتہذیب اور اصلاح کر سکتے ہیں......؟

نوبت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کئی لوگ اس کام سے عشق اور جنون کی حد تک لگاؤ رکھتے ہیں' جیسے ہی ان کے سامنے کسی کا عیب سن کر یا دیکھ کر عیاں ہوتا ہے فوراً اس کی شہرت و چرچا کرتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ان کا تمام مقصود ومطلوب اور سوچ وفکر بس یہی ایک چیز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلبیس ابلیس

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ شیطانی چالوں اور تلبیس ابلیس میں سے ایک یہ چیز بھی ہے کہ جب کوئی شخص برائی ختم کرنے اور اس کا انکار کرنے لگتا ہے تو شیطان اسے یوں پھانستا ہے کہ وہ کسی مجلس میں بیٹھ کر اپنے کام کی تعریف کرتا ہے اور اس پر اظہار فخر کرتا ہے' برائیاں کرنے والوں پر سخت غضب ناک ہو کر ان پر لعنت ڈالتا ہے۔ اس کی یہ باتیں سن کر امید پیدا ہو جاتی ہے کہ کئی لوگ اپنے برے کام سے توبہ کر لیں گے لیکن وہ اس منع کرنے والے سے بہتر ہوتے ہیں' کیونکہ وہ اپنے کیے پر نادم ہو رہے ہوتے ہیں جب کہ یہ واعظ اپنے کیے پر تکبر کر رہا ہوتا ہے...... لیکن یہ سب فائدہ اس وقت ریت کے گھروندے کی طرح گر جاتا ہے جب وہ اپنی باتوں کے ضمن میں مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب آشکارا کرنے لگتا ہے اور جن لوگوں کو علم تک نہیں ہوتا ان کو بھی کسی مسلمان کی برائیاں معلوم کروا دیتا ہے حالانکہ جس قدر ممکن ہو' مسلمانوں کے عیوب پر پردہ ڈالنا واجب ہے۔[1]

جب یہ گزشتہ کلام اس شخص کے متعلق ہے جو برائی کا انکار کرنے کے لیے آیا اور مجلس میں بیٹھ کر اپنے کام کی تعریف کر کے فخر کرنے لگا...... تو اس شخص کے متعلق آپ کیا فیصلہ کریں گے جس کا مقصد یہ بالکل نہیں کہ برائی کا انکار کرے بلکہ وہ تو آیا اور ایک مجمع میں بیٹھ کر برائی والوں کو گالی دینے لگا' ان پر لعنت کرتے کرتے پھر لوگوں کے عیوب ظاہر کرنے لگا۔ اس کا یہ مقصد بالکل نہیں کہ برائی کا انکار کرے' ہمارا گزشتہ کلام اس نیک شخص کے متعلق تھا جس کو دھوکے سے شیطانی چال سے اس برائی میں پھنسنا پڑا اور اب جس شخص کے متعلق بات کر رہے ہیں اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ حاضرین مجلس کو دکھلائے کہ میں برائی سے روکنے والا ہوں اور یوں مجھے لوگ نیک شخص کہیں......؟

---

[1] "تلبیس ابلیس" ص ۱۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکتہ چینی...... سب سے آسان

میرے خیال میں مؤمن تو مؤمن رہے کوئی بھی عقل مند شخص ایسے شخص کو اصلاح پسند نہیں جانے گا کیونکہ اس کا یہ کام کسی طرح بھی اصلاح نہیں کہلا سکتا بلکہ یہ تو ایک خطرناک فساد اور بیماری ہے' جس کا واحد سبب ''اپنے عیوب کو نظر انداز کر دینا'' ہے جیسے کہ اس کی طرف رسول اکرم ﷺ نے بھی اشارہ فرمایا:

((يُبْصِرُ أَحَدُكُم الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ أَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ أَوِ الْجَدَلَ فِيْ عَيْنِهِ مُعْتَرِضًا))[1]

''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں موجود تنکے کو تو دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں (درخت کا شہتیر) تنا یا مضبوط رسی بھی ہو تو نہیں دیکھتا خواہ وہ چوڑائی میں پڑی ہوئی ہو۔''

امام ابن حبانؒ کا قول

یہ گزشتہ صفت اور خصلت عقل مند کی صفات میں سے نہیں بلکہ اس کے واجبات میں سے ہے کہ ایسی باتیں ترک کر دے' اس کی طرف حافظ ابن حبانؒ نے یوں اشارہ فرمایا:

''عقل مند شخص پر واجب ہے کہ لوگوں کے عیوب و نقائص تلاش کرنے اور ان کی ٹوہ میں رہنے سے محفوظ اور سلامت رہے اور اپنے عیوب کی اصلاح میں مشغول رہے تاکہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کی طرف توجہ ہی نہ جائے کیونکہ جو شخص اپنے عیوب کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور دوسروں کے عیوب نہیں ڈھونڈتا وہ اپنے بدن کو راحت دیتا ہے اور اپنے دل کو تھکاتا نہیں' جب بھی وہ اپنے اندر کوئی عیب پاتا ہے تو اپنے بھائی میں موجود اس طرح کے عیب اس

[1] البانیؒ کی ''السلسلة الصحيحه'' (ح ۳۳)۔ صحيح ابن حبان (۱۸۴۸)۔ حلية الاولياء (۴/ ۹۹)۔ مسند الشهاب (۶۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہلکے محسوس ہوتے ہیں اور جو شخص اس کے برعکس لوگوں کے عیبوں میں مصروف رہتا ہے اور اپنے عیب نہیں دیکھتا تو اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے' اس کا بدن تھک جاتا ہے اور اس کے لیے اپنے عیوب ترک کرنا مشکل ترین مسئلہ بن جاتا ہے۔ عاجز ترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو ان میں موجود عیبوں کے ساتھ عار دلائے اور اس سے بھی بڑھ کر عاجز وہ شخص ہے جو لوگوں کو اس عیب کے ساتھ عار دلاتا ہے جو خود اس میں ہوتا ہے اور یقیناً جو شخص لوگوں پر عیب لگاتا ہے وہ بھی اس پر عیب لگاتے ہیں۔''[1]

کلام شاعر

اِذَا اَنْتَ عِبْتَ النَّاسَ عَابُوْا وَاَکْثَرُوْا   عَلَيْكَ وَاَبْدَوْا مِنْكَ مَا كَانَ يُسْتَرُ

''جب تو لوگوں پر کوئی عیب لگائے تو وہ بھی تجھ پر عیب لگائیں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ اضافہ کریں گے (یعنی تجھ پر بھی شدید ترین انداز میں حملہ کریں گے اور عیب لگانے میں شدید مبالغہ کریں گے) اور تیرے چھپے راز افشاء کریں گے۔''

وَقَدْ قَالَ فِیْ بَعْضِ الْاَقَاوِيْلِ قَائِلٌ   لَهٗ مَنْطِقٌ فِيْهِ كَلَامٌ مُحَبَّرٌ

''کسی کہنے والے نے یہ کیسا بہترین قول ذکر کیا ہے اس کی گفتگو بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔''

اِذَا مَا ذَكَرْتَ النَّاسَ فَاتْرُكْ عُيُوْبَهُمْ   فَلَا عَيْبَ اِلَّا دُوْنَ مَا مِنْكَ يُذْكَرُ

''جب تو لوگوں کا ذکر کرے تو ان کے عیوب کو چھوڑ رکھ' ان کا عیب تو کچھ شمار نہ ہوگا مگر صرف تیرا عیب ہی ذکر کیا جاتا رہے گا۔''

فَاِنْ عِبْتَ قَوْمًا بِالَّذِیْ لَيْسَ فِيْهِمُ   فَذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ اَكْبَرُ

''اگر تو لوگوں پر ایسے کام کا عیب لگائے جو ان میں نہ ہو تو یہ اللہ کے ہاں اور لوگوں کے ہاں بھی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔''

---

[1] ابن حبانؒ کی ''روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء'' ص ۱۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی تَلْتَمِسَ لِلنَّاسِ عَیْبًا تَجِدُ لَھُمْ عُیُوْبًا وَلٰکِنَّ الَّذِیْ فِیْكَ أَکْثَرُ

''جب بھی تو لوگوں کا کوئی عیب تلاش کرنا چاہے تو تجھے کئی ایک عیوب نظر آئیں گے لیکن تیرا عیب سب سے زیادہ برا ہے۔''

فَسَالِمْھُمْ بِالْکَفِّ عَنْھُمْ فَإِنَّھُمْ بِعَیْبِكَ مِنْ عَیْنَیْكَ أَھْدٰی وَأَبْصَرُ

''ان کی عیب جوئی سے رک کر ان کو سلامت رکھ کیونکہ وہ تیرے عیب کو دیکھنے میں تیری آنکھوں سے کہیں بڑھ کر دیکھنے والے ہیں۔''

شیطان کا ہدف

جو شخص اپنے عیب چھوڑ کر لوگوں کے عیوب میں مشغول رہتا ہے اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے' اس کا بدن تھک جاتا ہے' پھر بھی اسے اپنے سینے میں کوئی عیب کمی اور تنگی محسوس تک نہیں ہوتی۔ یہ کام اس قدر طبیعت میں رچ بس جاتا ہے کہ اپنے عیوب کو چھوڑنا بھی متعذر اور مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی شیطان کا ہدف اور مطلوب و مقصود ہے۔ وہ یہی محنت کرتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو لوگوں کے عیوب میں الجھائے رکھے' تاکہ وہ اپنے نفس سے اس کی اصلاح اور تزکیے سے دور ہی رہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگوں کے عیوب میں مصروف نہ ہوا تو وہ اپنے عیوب کی طرف توجہ کر کے خود کو عیوب سے پاک کر لیں گے' جب کہ شیطان اس سوچ کے آگے رکاوٹ بنتا ہے' ان کو اپنے نفس سے دور ہی دور کرتا چلا جاتا ہے۔ یوں ان کا اکثر وقت لوگوں کے عیوب میں برباد کر دیتا ہے اور یوں وہ نہ لوگوں کی اصلاح کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی۔ یہی جہالت کی انتہاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۴۴)

''کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔''

لیکن شیطان اپنے مقصد کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس شخص کے پاس گمراہی میں جانے کے لیے استعداد' اہلیت اور قابلیت نہ ہو جسے شیطان اپنی راہ میں استعمال کروا کر نتائج برآمد کراتا ہے' اس لیے یاد رکھنا چاہیے کہ شیطان کا سب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقتور مددگار خود اس کے اپنے نفس میں ہوتا ہے اور وہ ہے اس کی خواہش' اور جو شخص اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے وہ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہے کہ خواہش انسان کو اس قدر گمراہی میں لے جاتی ہے کہ انسان اپنی خواہش کو معبود بنا لیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ﴾ (الجاثیۃ : ۴۵/ ۲۳)

''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔''

تو جب غیر اللہ کو معبود بنانے تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو عیب وچغلی اور لوگوں کے عیوب افشاء کرنا کہاں مشکل رہ جاتا ہے۔

ایمان مضبوط ہو تو شیطان کیا کرے؟

اگر انسان کے پاس گمراہی میں مبتلا ہونے کی استعداد نہیں اور اپنے رب کے اس فرمان کی اطاعت کرتا ہوا خواہش کے پیچھے نہیں چلتا کہ

﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (ص : ۳۸/ ۲۶)

''اور خواہش کے پیچھے نہ چلیے ورنہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔''

جو شخص خواہش سے بچتا ہے وہی مؤمن ہو سکتا ہے۔ جس نے اپنے دل کو ایمان کے نور سے بھر رکھا ہو اور کسی دوسری چیز کے لیے وہاں جگہ بنانے کی گنجائش نہ چھوڑی ہو' تو ایسے ایمان دار شخص پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکتا اور وہ اس پر غالب بھی نہیں آسکتا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ (الحجر : ۱۵/ ۴۲)

''میرے بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہو سکتا۔''

اور فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (النحل :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶/ ۹۹)

''جو مومن ہیں وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں' ان پر شیطان کا کچھ زور نہیں چلتا۔''

امام شافعیؒ کا قول

ایسے لوگوں کے متعلق امام شافعیؒ اشعار کی زبان میں فرماتے ہیں:

اَلْمَرْءُ اِنْ كَانَ عَاقِلًا وَرِعًا أَشْغَلَهُ عَنْ عُيُوبِ غَيْرِهِ وَرَعُهُ

''آدمی اگر عقل مند اور پرہیز گار ہو تو اس کی پرہیز گاری اسے دوسروں کے عیوب سے مشغول (غافل و بے پروا) رکھتی ہے۔''

كَمَا الْعَلِيلُ السَّقِيمُ أَشْغَلَهُ عَنْ وَجَعِ النَّاسِ كُلِّهِمْ وَجَعُهُ

''جس طرح کہ بیمار اور مریض شخص کو اس کی تکلیف تمام لوگوں کی تکلیف سے مشغول (بے خبر) رکھتی ہے۔''

اگر آپ کہیں کہ......

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ بھئی ہم اپنی مجلسوں اور رات کی محفلوں میں جس شخص کے متعلق باتیں کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ برائی کرنے والا شخص ایک عہدے دار اور غلبہ و طاقت والا شخص ہے یا زمین میں جابر اور ظالم بن کر رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ہم اس کو براہ راست نہ نیکی کا حکم دے سکتے ہیں اور نہ برائی سے روک سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس کی عدم موجودگی میں اس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

تو میں کہوں گا کہ......

تو ایسے شخص کے جواب میں یہ کہا جائے گا: ہوسکتا ہے کہ تم اپنی اس بات میں سچ بول رہے ہو' لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم سیدھے راستے سے بھٹک چکے ہو اور اس معاملے میں سنت نبوی کی اتباع نہیں کر رہے ہو' اس لیے مجھ پر واجب ہے کہ تمہارے لیے بعض ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملات کو واضح کر دوں جو تم پر مخفی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲/ ۲۸۶)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت و طاقت سے بڑھ کر تکلیف میں نہیں ڈالتا۔''

اور فرمایا:

﴿لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲/ ۲۳۳)

''کوئی جان اپنی طاقت سے بڑھ کر تکلیف میں نہیں ڈالی جاتی۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ))[1]

''تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے ختم کرے' اگر طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کے ساتھ ایسا کرے' اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

اب دیکھ لیجیے کہ اگر تمہارے پاس ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں اور زبان سے بھی نہیں تو تم اب اس کے مکلّف بھی نہیں ہو لہٰذا صرف دل ہی سے برا سمجھ لو۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ہستی' جن کی زبان سے خواہش کی بنا پر کچھ نہ نکلتا تھا بلکہ ان کی زبان سے نکلنے والے الفاظ مبارکہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی ہوا کرتے تھے' آپ نے برائی کا انکار کرنے کے لیے تین طریقے بتلائے ہیں' صرف ایک نہیں بلکہ تین طریقے' کیونکہ یہ آپ کے علم میں تھا کہ بعض اوقات مؤمن کسی ایسے شخص کو برائی کرتا دیکھے گا جن کے پاس قدرت و اختیارات ہوں گے اور وہ اسے ہاتھ سے منع

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب بیان کون النهی عن المنكر من الایمان (حدیث۔ ۴۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکے گا۔ اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبان ہی سے منع کرو۔ اور بعض اوقات حالات اس طرح رونما ہوتے ہیں کہ زبان سے روکنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ بھی طاقت نہیں تو کم از کم دل سے ضرور برا جانو' یہ تیسرا درجہ ہے اور کوئی ایسا مؤمن نہیں جس کے پاس یہ تیسرے درجے کی طاقت نہ ہو' ہر شخص برائی کو دل سے تو برا جان ہی سکتا ہے۔

جب آدمی کسی شخص کو براہ راست مل کر اس سے بات کرنے کی طاقت نہ رکھے اور خوف محسوس کرے تو اس بات میں تو کوئی خوف نہیں کہ اپنے دل میں برائی ختم کرنے کا خیال پیدا کئے رکھے اور ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو مشغول رکھے' جب کوئی شخص یہ کام کر لے گا تو اس کے درمیان اور اس شخص کے درمیان فرق ہو جائے گا جو برائی کے ساتھ راضی اور خوش ہوتا ہے' برائی دیکھ کر خود بھی اس کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ ایسا نیک تصور دل میں قائم رکھنے سے وہ شخص گناہ سے بری اور صاف ہو جاتا ہے' اس سلسلے میں ایک حدیث مبارکہ یوں وضاحت کر رہی ہے' ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ، فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ ((لَا مَا صَلُّوْا (وَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى) لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ)) [1]

"تم پر ایسے گورنر اور امیر مقرر کئے جائیں گے جن کے کچھ کاموں کو تم اچھا سمجھو گے اور کچھ کاموں کو برا خیال کرو گے' جو شخص ان کے برے کام کو ناپسند کرے گا وہ بری ہو جائے گا اور جو انکار کرے گا وہ سلامت رہے گا' لیکن جس نے اس برے کام کو پسند کیا اور اس کی پیروی کی (تو وہ نہ بری ہو گا اور نہ

[1] صحیح مسلم۔ كتاب الامارة : باب وجوب الانكار على الامراء فيما يخالف الشرع (حدیث۔ ۱۸۵۴) نیز دیکھیے : (۱۸۵۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامت رہے گا) صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے پیغمبر! کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں' جب تک وہ نمازی رہیں' (ایک روایت میں یوں مروی ہے) جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں اس وقت تک ان سے لڑائی جائز نہیں۔

امام نوویؒ کا قول

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے دل سے برائی کو برا سمجھا لیکن ہاتھ اور زبان سے اسے روکنے کی استطاعت نہ رکھتا تھا تو وہ گناہ سے بری ہو جائے گا اور اپنی ذمے داری کی ادائیگی کر لے گا اور جس نے اپنی طاقت کے مطابق برائی کا انکار کیا وہ اس معصیت و نافرمانی سے سلامت رہے گا اور جو برے لوگوں کی برائی سے خوش ہو اور ان کی پیروی کرے گا تو وہ گنہگار اور نافرمان ہو گا۔[1]

ابن بطالؒ کا قول

ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ ہر کسی کے لیے دوسروں کی نصیحت و خیر خواہی اسی قدر لازم ہے جیسی اس کے پاس طاقت موجود ہو۔ جب نصیحت و خیر خواہی کرنے والا سمجھے کہ میری نصیحت کو قبول کیا جائے گا' میرے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس نصیحت کی وجہ سے مجھے کسی پریشانی اور معصیت کا منہ دیکھنا نہیں پڑے گا تو اپنی طاقت کے مطابق نصیحت کرنا اس پر واجب ہے اور اگر اسے یہ خطرہ لاحق ہو کہ مجھے کسی معصیت میں دھکیل دیا جائے گا تو اب اس کی مرضی ہے جیسے چاہے کرے (اب اس پر ہاتھ اور زبان سے کچھ واجب نہیں البتہ اگر کرے تو جائز ہے نہ کرے تب بھی جائز ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ زبان سے انکار برائی کرنے والے کے سامنے اور اس کی موجودگی میں ہوتا ہے اگر اس طرح ہو جائے تو برائی سے منع کرنا بہت بہترین کام ہو گا لیکن یہ ہر وقت ممکن نہیں بلکہ بعض اوقات تمہارے بقول وہ برائی کرنے والا صاحب

---

[1] ریاض الصالحین : باب فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار یا ظالم قسم کا انسان ہوتا ہے' ایسی صورت میں زبان سے اسے منع کرنا دشوار اور مشکل ہوتا ہے اور پھر ہمیں یہ بھی اندیشہ ہو کہ زبان کے ساتھ برائی کا انکار شاید مصیبت کا باعث بن جائے لیکن دل کے ساتھ اس برائی کا انکار تو کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرے گا' کیونکہ اس کا علم سوائے اللہ کے اور کس کو ہو سکتا ہے اور پھر ایمان داری سے بتایئے کہ یہ جو تم اپنی مجلسوں اور محفلوں میں بیٹھ کر کرتے ہو' یہ کیا ہے؟ اور جب وہ برائی کرنے والا تم سے دور ہے اور تمہارے اس منع کرنے اور اظہار انکار کو نہیں سن رہا تو تمہارے اس کام کا کیا فائدہ؟

ایک اور اعتراض و جواب

اگر تم یہ اعتراض کرو کہ ہم یہ کام ان لوگوں کو روشناس اور باخبر کرنے کے لیے کر رہے ہیں جو اس سے ناواقف اور ناآشنا ہیں' تاکہ ان کو پتہ چل جائے اور علم ہو جائے کہ ہم میں سے فلاں شخص ایک برائی میں مبتلا ہے۔

تو میں جواب میں یہی کہوں گا کہ کیا یہ انکار برائی کے ان تین درجات میں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو واضح طور پر بتلا دیئے ہیں۔

ہمارا یہ جواب ایک قطعی امر ہے اور لاجواب کر دینے والا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ بے خبر شخص کو کسی کی برائی سے باخبر کرنے میں پھر اور کیا مقصود ہے؟ یہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی کی عزت کا پردہ چاک کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب کو فاش کیا جا رہا ہے اور لوگوں میں اس کی مشہوری اور چرچا کیا جا رہا ہے تاکہ وہ مزید بدنام ہو؟ کیا یہ غیبت نہیں؟ کیا یہ اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ غیبت کو غیبت کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ انسان اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اور اس کے غائب ہونے کی حالت میں اس کے عیوب و نقائص اور برائیاں بیان کرتا ہے۔

برائی کی روک تھام کے لیے غیبت

گزشتہ تفصیل سے ہم جان ہی چکے ہیں کہ غیبت حرام ہے اور کسی شرعی ضرورت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلحت کے بغیر کہیں اس کا جواز نہیں اور اگر جائز ہے تو ایسی شرعی حاجت کے لیے جائز ہے جس کو بغیر غیبت کے حاصل نہ کیا جا سکتا ہو۔ ایسی مجبوری کی بنا پر غیبت کا گناہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ شرعی اغراض و حاجات میں پیچھے ذکر کر چکا ہوں۔ یہ چھ امور ہیں جو غیبت کی بحث میں ہم نے بیان کر دیئے ہیں لیکن اس جگہ موقع کی مناسبت کی بنا پر میں ان میں سے ایک کو دہرا رہا ہوں اور وہ ہے برائی کی روک تھام کے لیے غیبت کرنا اور گناہ گار کو درستگی کی طرف لوٹانے کے لیے غیبت کرنا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً: کوئی شخص کسی ایسے شخص کے پاس کسی کی برائی ذکر کرے جو اسے روکنے اور گناہ پر قابو پانے کی صلاحیت و طاقت رکھتا ہو' وہ اسے گناہ گار کا نام لے کر بتا دے کہ فلاں شخص یہ غلط کام کرتا ہے' تم اسے روکو۔ اس طرح چونکہ اس کا مقصود یہ ہے کہ ازالہ برائی میں اور خاتمہ گناہ میں کسی شخص کو وسیلہ بنایا جائے' اس لیے جائز ہے کیونکہ اس کی نیت و ارادہ برائی کو زائل کرنا ہے' اگر اس نے یہ قصد نہیں کیا بلکہ کوئی اور مقصد اس کے سامنے ہے تو یہ کام حرام ہو جائے گا۔

کیا آپ کا بھی یہی مقصد ہے؟

کیا عصر حاضر کی اکثر مجالس میں ہونے والی غیبتوں کا یہی مقصد ہوتا ہے؟ کیا دوسروں کی برائیاں اور غیبت ذکر کرنے کے ساتھ انہوں نے یہی ارادہ کیا ہوتا ہے؟ اگر ان کا مقصد عملی طور پر یہی ہو کہ وہ برائی ختم کرنے کے لیے کسی سے مدد طلب کر رہے ہیں اور اس شخص کو برائی کی اطلاع دے رہے ہیں جو اسے ختم کرنے کی قدرت و صلاحیت رکھتا ہے' تو یقیناً یہ ایک صحیح کام ہے' غرض کے لیے ہے' اصلی غرض تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور ایسا کرنے والے پر ان شاء اللہ کوئی گناہ نہیں۔

لیکن جب یہ ارادہ نہ ہو اور وہ اہل مجلس یہ غیبت اس شخص کے سامنے بیان کر رہے ہوں جو انہی کی طرح کا ہے' ازالہ منکر اور خاتمہ برائی پر قادر نہیں اور نہ ہی اس سے اس کی امید ہے تو کوئی بھی عقل و شعور رکھنے والا اسے یہ نہیں کہے گا کہ یہ برائی کی روک تھام پر مدد حاصل کی جا رہی ہے اور وہ شخص جس کی غیبت کر رہے ہیں ان لوگوں میں سے نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اعلانیہ طور پر اور کھلم کھلا برائی کرتے ہیں اور برائی پر اظہار فخر کرتے ہیں۔ اس لیے ان حضرات کو جان لینا چاہیئے کہ وہ بلاشبہ ایک حرام کام کا ارتکاب کر رہے ہیں اور ان کا یہ گناہ بہت بڑا اور برا ہے، خصوصاً اس وقت جب کہ وہ ان خطا کار انسانوں کی غیبت کر رہے ہوتے ہیں جو اپنے فسق و فجور کو اعلانیہ طور پر نہیں کرتے بلکہ ان غیبت کرنے والوں نے ان کو بذات خود وہ غلط کام کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا ہوتا۔ محض اسے لوگوں کی زبانی سنی سنائی بات کے طور پر آگے بیان کر رہے ہوتے ہیں، اپنے مونہوں سے ایسی بات کہہ رہے ہوتے ہیں جس کا ان کے پاس یقینی علم نہیں ہوتا یقیناً وہ اپنے گمان اور خواہش نفس کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں اور اسے ہلکا اور حقیر سا کام سمجھ کر اپنی مجالس شب میں اسے ذکر کرتے ہیں اور غیبت کر کے لذت حاصل کرتے ہیں...... حالانکہ اللہ کے ہاں ان کا یہ کام بہت بڑا گناہ ہے اور عظیم ترین جرائم اور مہلک و تباہ کن گناہوں میں سے ایک ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کی عزتوں پر دست درازی ہے۔ بیشتر اوقات یوں ہوتا ہے کہ جس برائی کا تذکرہ کر کے اس کا انکار کر رہے ہوتے ہیں خود اس سے بھی کہیں زیادہ قبیح اور بدخصلت یعنی غیبت کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ ایک برائی کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن خود اس سے بڑی برائی کا شکار ہو جاتے ہیں، گویا کہ دوسرے شخص کو آگ سے بچانے کے لیے خود آگ میں کودتے ہیں، اور یہ جہالت کی انتہا ہے۔

عجیب صورت حال

ایک عجیب نظریہ سامنے آیا ہے جو واقعی حیرت انگیز اور باعث تعجب ہے اور وہ یہ کہ ان غیبت کرنے والوں میں سے بعض لوگ برائی روکنے کو بالکل ترک کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو گناہ گار کہنا ہم پر واجب نہیں، یعنی جب ہم کسی مسلمان کو کوئی بھی برائی کرتے دیکھ لیں یا مسلمانوں میں عام پھیل جانے والے حرام کام کا ارتکاب ہوتا دیکھ لیں تو اس کا انکار کرنا ہم پر واجب نہیں، کیوں......؟ دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر ہم کسی بھی مسلمان کے برا کام کرنے پر انکار کریں تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ ہم اس پر گناہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہمت لگا رہے ہیں۔ یہ ان کا اپنا زعم وگمان ہے۔ کیسا عجیب تناقض اور تضاد ہے' گناہ بھی مان رہے ہیں لیکن اس کو گناہ گار کہنا بھی درست نہیں سمجھتے۔ آخر یہ تناقض کیوں؟ جب ان کے اپنے غلط کام (غیبت) پر کلام کریں اور اعتراض کریں اور ان پر حجت بھی ثابت ہو جائے تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ کسی مسلمان کو ہم گناہ کی طرف منسوب نہیں کرتے لیکن جب ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے غلط کام اور برائی پر گفتگو ہو تو اپنی زبانوں کو مونہوں سے باہر بھی نکال لیتے ہیں اور خوب زبان درازی کرتے ہیں۔

امام شافعیؒ کا قول

امام شافعیؒ ایسے لوگوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

يَا هَاتِكًا حُرُمَ الرِّجَالِ وَقَاطِعًا سَبِيلَ الْمَوَدَّةِ عِشْتَ غَيْرَ مُكَرَّمٍ

''اے لوگوں کی حرمتوں کو پامال کرنے والے اور محبت کے راستے کو منقطع کرنے والے تو عزت والی زندگی نہیں گزار رہا۔''

لَوْ كُنْتَ حُرًّا مِنْ سَلَالَةِ مَاجِدٍ مَا كُنْتَ هَتَّاكًا لِحُرْمَةِ مُسْلِمِ

''اگر تو کسی اچھے انسان کی نسل سے آزاد شخص ہوتا تو کسی مسلمان کی حرمت کو پامال کرنے والا نہ ہوتا۔''

حدیث رسول ﷺ کے بعد کیا رہ گیا؟

کچھ لوگوں نے غیبت کو صرف یہ کہہ کر جائز سمجھ رکھا ہے کہ یہ ہمارا بیان کردہ عیب اس بھائی میں موجود ہی ہوتا ہے۔ اسے وہ غیبت نہیں سمجھتے...... حالانکہ یہی تو بعینہ حرام غیبت ہے اگر یہ لوگ شیطان کے پاؤں پر چلنے کے بجائے رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر اور آپ کی سنت مطہرہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ یہ فرمان مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیں' آپؐ نے لوگوں سے پوچھا:

((اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟''

صحابہ کرام نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ))

''تیرا اپنے بھائی کو اس طرح سے یاد کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔''

کسی نے پوچھا کہ اگر میرے بھائی میں میرا بیان کردہ عیب موجود ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ))

''یعنی اگر وہ عیب تیرے بھائی میں موجود ہو تو تم اس کی غیبت کر رہے ہو اور اگر اس میں نہیں تو پھر تم اس پر بہتان تراشی کر رہے ہو۔''[1]

میرے خیال میں ہمیں پتہ چل چکا ہے کہ برائی کا انکار کرنے کے لیے حدیث نے صرف تین طریقے بیان کر کے ان کو متعین فرما دیا ہے' یا ہم یوں کہیں گے کہ ان کے علاوہ اور کوئی درجہ نہیں جو حدیث میں بیان ہوا ہو کہ ناواقف لوگوں کو بھی دوسروں کے عیوب معلوم کرائے جائیں یا اس کے مشابہ کوئی طریقہ حدیث میں نظر نہیں آتا بلکہ ان جیسے طریقوں سے تو شریعت نے منع فرمایا ہے اور سخت وعید فرمائی جیسے کہ آگے بیان آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۹)

جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی کی خبر پھیل کر عام ہو جائے ان کو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب پہنچے گا۔''

---

[1] صحيح مسلم' كتاب البر والصلة : باب تحريم الغيبة (حديث۔ ۲۵۸۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدہ فوائد

جب تم کسی مسلمان کی لغزش سے واقف ہو جاؤ پھر اسے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا ہدف لے کر اس کے سامنے آ جاؤ تو یہ ایک فریضے کی ادائیگی کا مشن ہے اور اسی واجب کام کو سراہا گیا ہے جس میں بہت عظیم اجروثواب نصیب ہو گا۔ اور یہ علاماتِ ایمان میں سے ایک علامت بھی ہے' کیونکہ مؤمن اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے اور جو کچھ اپنے لیے ناپسند کرتا ہے وہی کچھ اپنے بھائی کے لیے بھی ناپسند کرتا ہے۔ لیکن اس میں یہ شرط بھی لازی ہے کہ تم اپنے بھائی کو تنہائی میں اس کے عیب سے آگاہ کرو تاکہ لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے اس کی بے عزتی اور توہین نہ ہو اور نہ ہی وہ ان کے سامنے دلی تنگی محسوس کرے کیونکہ اس خبر دینے کے ضمن میں بھی تو ایک طرح کی زجروتوبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ موجود ہے' بعض اوقات نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ آگاہ کرنے والا تکبر کا شکار ہو کر قبیح ترین جرم کا مرتکب بنتا ہے اور جس کو برائی سے روک رہا ہے اس کی برائی سے بھی بڑی برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

امام شافعیؒ کا کلام

تَعَمَّدْنِی بِنُصْحِكَ فِی الْفَوَارِی   وَجَنِّبْنِی النَّصِیحَةَ فِی الْجَمَاعَة

مجھے نصیحت کرنا چاہو تو علیحدگی ہی میں میری خیر خواہی کا قصد کرو اور لوگوں کی جماعت میں مجھے نصیحت کرنے سے اجتناب کرو۔"

فَإِنَّ النُّصْحَ بَیْنَ النَّاسِ نَوْعٌ   مِنَ التَّوْبِیخِ لَا أَرْضَی اسْتِمَاعَه

"کیونکہ لوگوں کی موجودگی میں خیر خواہی کرنا زجروتوبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ کی ایک صورت ہے' جسے سننا مجھے پسند نہیں۔"

وَإِنْ خَالَفْتَنِی وَعَصَیْتَ قَوْلِی   فَلَا تَجْزَعْ إِذَا لَمْ تُعْطَ طَاعَة

"اور اگر تو نے میری مخالفت کی اور میری یہ بات نہ مانی تو پھر جب تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات بھی نہ مانی جائے گی تو گھبرانا مت۔“

اگر تم کسی کو برائی سے روکنے کے لیے ہاتھ یا زبان کو استعمال نہیں کر سکتے خواہ کوئی بھی مانع اور رکاوٹ ہو اور غیبت کے جواز والی کوئی شرعی غرض بھی نہ ہو جس کو دیکھتے ہوئے دوسرے کی برائی کا ذکر ہو سکے' تو ایسی صورت میں تم پر لازم ہے کہ صرف اور صرف دل سے اس برائی کا انکار کرو' نہ کہ لوگوں میں اس برائی کی نشر و اشاعت کے لیے مگن ہو جاؤ' اپنے بھائی کے عیب فاش کرنے لگو اور اس کی حرمت کا دامن چاک کرنا شروع کر دو۔ اگر ایسا کرو گے تو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ عیوب بھی ظاہر کرا دے گا۔ یہ نیک لوگوں اور صلحاء کی عادت نہیں ہے۔ مؤمن تو مؤمن رہے کوئی بھی صاحب عقل اس کا ارتکاب نہیں کرتا' جیسے کہ ایک شاعر کہتا ہے:

لَا تَلْتَمِسْ مِنْ مَسَاوِی النَّاسِ مَاسَتَرُوْا ۔۔۔ فَیَهْتِكَ اللّٰهُ سِتْرًا عَنْ مَسَاوِیْكَا

”لوگ جن برائیوں اور عیوب کو چھپائیں تو ان کو تلاش نہ کیا کر ورنہ اللہ تعالیٰ تیرے عیوب اور برائیوں کا پردہ چاک کر دے گا۔“

وَاذْکُرْ مَحَاسِنَ مَا فِیْهِمْ اِذَا ذُکِرُوْا ۔۔۔ وَلَا تَعِبْ أَحَدًا مِنْهُمْ بِمَا فِیْکَا

”اور جب ان کو نصیحت کی جائے تو ان میں موجود اچھائیاں اور خوبیاں بیان کیا کرو اور ان میں سے کسی پر وہ عیب نہ لگا جو تجھ میں ہے۔“

غیبت اور غضب الٰہی

میں تمہیں اس مردود شیطان سے ڈراتا ہوں جو تمہیں حرام غیبت میں مبتلا کر دیتا ہے' اسے تمہارے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے' اسے تیرے ذہن میں یوں ڈالتا ہے کہ جیسے وہ ایک حقیر سا معاملہ ہے' تجھے یہ وسوسہ دلاتا ہے کہ تو یہ غیبت والا کام اس مقصد کے لیے کر رہا ہے کہ برائی ختم ہو اور تو اللہ کی خاطر برائی پر غصہ دکھلا رہا ہے۔ حالانکہ درحقیقت تو خود اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو غصہ دلا رہا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے غضب و ناراضگی کے لیے پیش کر رہا ہوتا ہے..... اللہ کی خاطر کسی سے غصہ رکھنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے عیوب عیاں کیے جائیں یا ان کو تلاش کر کے فاش کیا جائے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ))[1]

''اے ان لوگوں کی جماعت جو اپنی زبان کے ساتھ تو مسلمان ہو چکے ہیں لیکن ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا' مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے عیوب کی تلاش میں نہ رہا کرو' کیونکہ جو شخص ان کے عیوب و نقائص کے پیچھے پڑتا ہے اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور جس کے عیوب کی ٹوہ میں اللہ ہو جائے وہ اسے اس کے گھر میں بھی ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔''

مشاہدہ و حالات بھی گواہ

مشاہدے میں اور واقع میں یہی بات سامنے آئی ہے کہ دوسروں کے عیوب فاش کرنے والا آخر کار ذلت و رسوائی کا منہ دیکھتا ہے کیونکہ جو شخص یہ کام کرتا رہتا ہے اور اس کام پر ہمیشگی و دوام اس کا مشہور و معروف مشغلہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر کوئی نہ کوئی ایسا شخص ضرور مسلط کر دیتا ہے جو اس کے عیوب سے مطلع ہوتا ہے لہٰذا اس غلط کام سے بچ جا ورنہ تجھ پر بندگان الٰہی میں سے کوئی نہ کوئی حاوی ہو جائے گا جو تیرے عیوب و نقائص اور رازوں سے آشنا ہو کر لوگوں میں تیری تحقیر و توہین کا باعث بنے گا اور تیرے پاس اگر شعور ہو تو تیرے لیے اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ان بعض افراد کے سامنے تو ذلیل کر ہی دیا جن کو تو ستاتا رہتا تھا اور وہ تیرے اس عیب سے واقف ہو چکے ہیں خواہ وہ لوگ تجھے دوسروں میں رسوا نہ بھی کریں خود تو تو ان کی نظروں میں گرا ہوا شخص ہوگا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب في الغيبة (حديث۔ ۴۸۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:

((اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَهُمْ اَوْكِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ)) [1]

"بلاشبہ اگر تو لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑے گا تو ان میں فساد پھیلا ڈالے گا یا فساد پھیلانے کے قریب کر دے گا۔"

اسوۂ حسنہ

اللہ کی خاطر غصہ دکھلانا اور کسی پر غضب کا اظہار کرنا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ برائی کرنے والے کا نام بھی لیا جائے یا اس کی تعیین ونشاندہی کی جائے۔ اس کے لیے اگر آپ کو کوئی نمونہ دیکھنا ہو تو امام کائنات رسول معظم ﷺ کی ہستی بہترین اور کامل آئیڈیل ہیں اور یقیناً اسوۂ حسنہ ہیں۔ آپ جب کسی برائی کرنے والے کی اصلاح کرنا چاہتے یا برائی کے خاتمے کے لیے لوگوں میں اس کا تذکرہ کرتے تو کسی شخص کی تعیین نہیں کیا کرتے تھے بلکہ جب بھی کسی شخص سے کوئی غلط اور ناپسند کام ہوتا دیکھتے تو فرماتے:

((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا اَوْ يَفْعَلُوْنَ كَذَا وَكَذَا؟))

"ان لوگوں کا کیا حال ہے جو فلاں فلاں بات کہتے ہیں یا فلاں فلاں کام کرتے ہیں؟"

یا کبھی یہ لفظ بولتے:

((مَا بَالُ النَّاسِ؟))

"یعنی لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟"

کبھی فرماتے:

((مَا بَالُ اَحَدِكُمْ؟))

"تم میں سے بعض کو کیا ہو گیا؟"

یا ارشاد ہوتا:

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب: باب فی التجسس (حدیث۔ ۴۸۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَا بَالُ الْعَامِلِ؟))

''فلاں کام کرنے والے کو کیا ہو گیا؟''

یا یوں فرماتے:

((مَا بَالُ رِجَالٍ؟))

''کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟''......وغیرہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی شخص کے متعلق کسی قسم کی برائی یا غلط کام والی خبر پہنچتی تو آپ ﷺ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ یوں کہہ رہا ہے بلکہ آپ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے:

((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا؟))

یعنی ایک شخص کا نام ذکر کرنے کی بجائے تمام لوگوں کا ذکر کرتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا جو فلاں فلاں بات کر رہے تھے۔[1]

اللہ کی خاطر کسی سے غصہ رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نام لے کر ہی اس کی برائی منع کی جائے' اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ))[2]

''آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے' ہر مسلمان کا خون' مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ کی تشریح

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں لَا يَخْذُلُهٗ یعنی اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑنے سے اور رسوا نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے نیکی کا حکم دیتے وقت اور برائی سے روکتے وقت ذلیل نہ کرے یا اس سے اپنے کسی حق کا مطالبہ کرتے وقت

[1] سنن ابی داؤد' کتاب الادب: باب فی حسن العشرة (حدیث۔ ۴۷۸۸)

[2] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة: باب تحریم ظلم المسلم وخذله (حدیث۔ ۲۵۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوا نہ کرے بلکہ اس کی مدد اور تعاون کرے اور اس کا دفاع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ لَا یَحْقِرُہٗ اسے حقیر نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسرے سے افضل نہ جانے اور خود کو کسی سے بہتر نہ سمجھے بلکہ دوسروں کو اپنے آپ سے بہتر اور افضل سمجھے کیونکہ ہر کسی کا انجام اس سے مخفی ہے' کسی کو کیا معلوم کہ میرا انجام کیا ہونے والا ہے' میرا خاتمہ کس حالت میں ہوگا' جب کسی چھوٹے مسلمان کو دیکھے تو اسے اپنے آپ سے بہتر سمجھ' یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس کی عمر تھوڑی ہے تو اس کے گناہ بھی مجھ سے کم ہوں گے اور جب اپنے سے بڑی عمر والے کو دیکھے تو اسے بھی خود سے افضل شمار کر یہ تصور کرتے ہوئے کہ چونکہ اس کی عمر زیادہ ہے' اس لیے اس نے نیکیاں بھی مجھ سے زیادہ کی ہوں گی اور اسلام کی طرف ہجرت (باطنی یا ظاہری) بھی مجھ سے پہلے کی ہے۔ اگر کسی کافر کو دیکھ لو تو اس کے لیے آگ کا قطعی فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے اور اس کی موت اور خاتمہ حالت اسلام میں ہو۔ اور آپ کا یہ فرمان:

((کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ......))

بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:

((فَإِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ بَیْنَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا))[1]

''یقیناً تمہارے خون' مال اور عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح کہ اس مہینے میں اس جگہ کے اندر اس دن کی حرمت ہے۔''

کراہیؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ غیبت کرنا اور مسلمانوں کی عزتوں میں زبان درازی کرنا ایک کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس حدیث میں عزتوں کو خون اور مال کے

[1] صحیح البخاری' کتاب العلم : باب قول النبی ﷺ ''رب مبلغ اوعی من سامع (حدیث۔ ٦٧)

صحیح مسلم' کتاب القسامة : باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال (حدیث۔ ١٦٧٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اکٹھے ملا کر ذکر کیا گیا ہے اور کسی کا خون اور مال ضائع کرنا جب کبیرہ گناہ ہے تو عزتیں پامال کرنا بھی اسی طرح ہے۔ یا یوں کہیے کہ اس حدیث میں خون، مال اور عزت پامال کرنے کو اس مہینے میں اس شہر کے اندر، اس دن کی حرمت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور اس شہر کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِالْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الحج : ۲۲/ ۲۵)

''اور جو اس (مکے والی مسجد میں) میں ظلم و شرارت کے ساتھ کج روی کرنا چاہے ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے''[1]

عیب پوشی واجب ہے

گزشتہ بحث کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے عیوب کو چھپانا واجب ہے اور ان کی نشر واشاعت نہ کرنا بھی لازمی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[2]

''جو بندہ کسی بندے کی دنیا میں عیب پوشی اور راز داری رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپا لے گا۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ))[3]

''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

---

[1] شرح متن الاربعین النوویہ ص ۱۱۶۔

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة : باب بشارة من ستر الله تعالٰی علیه فی الدنیا (حدیث۔ ۲۵۹۰)

[3] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء : باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر (حدیث۔ ۲۶۹۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت مسلم کا دفاع

بلکہ مسلمان پر تو یہ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے رفقاء اور ساتھیوں کو جب کسی کی غیبت کرتے ہوئے دیکھ لے تو اللہ کی خاطر ان سے بھی ناراضگی کا اظہار کرے کیونکہ وہ ایک فحش ترین گناہ میں مشغول ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ ہم نے بہت سارے سلف کو دیکھا جن کا خیال تھا کہ روزہ اور نماز عبادت نہیں بلکہ عبادت تو یہ ہے کہ لوگوں کی عزتوں پر دست درازی یا زبان درازی سے بچا جائے اور آدمی پر واجب ہے کہ غیبت کرنے والوں کی تصدیق نہ کرے کیونکہ غیبت کی تصدیق کرنا بھی غیبت ہی ہے' غیبت کو سننے والا بھی غیبت کرنے والے کا شریک ہے' الا یہ کہ وہ اس کا انکار کرے اور اس غیر موجود بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا دفاع کرے۔ جیسے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))[1]

''جو شخص اپنے بھائی کی عزت بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو قیامت کے دن آگ سے بچالے گا۔''

اسوۂ رسول ﷺ

خود رسول اکرم ﷺ کا معمول بھی یہی تھا' عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا: مالک بن دخیشن (یا مالک بن دخشن یا دخشم) کدھر ہے؟ تو ایک شخص کہنے لگا: وہ منافق ہے اور اللہ اور اس کے پیغمبر سے محبت نہیں کرتا (اسی لیے تو مجلس نبوی میں اب موجود نہیں ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ))

''ایسا نہ کہو' تم دیکھتے نہیں کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرتا ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے۔''

---

[1] جامع الترمذی' کتاب البر والصلة : باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم (حدیث ۱۹۳۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شخص کہنے لگا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' ہمیں تو اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقین کی جانب مائل نظر آتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ))

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کر دیا جس نے رضائے الٰہی تلاش کرنے کے لیے لا الہ الا اللہ پڑھا۔''[1]

رسول اکرم ﷺ کا یہی معمول تھا کہ غائب شخص کی طرف سے بھی دفاع کرتے اور ناپسند کرتے کہ اس کی غیبت کی جائے یا آپ کی مجلس میں اس کا برے لفظوں سے ذکر کیا جائے۔ لہٰذا اے کلمہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے والو!...... تمہارے لیے پیغمبر ایک بہترین نمونہ ہیں' ان کی پیروی کرو اور آپ ہی کی طرح اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا دفاع کیا کرو۔

جب تم اپنے بھائی کا دفاع کر رہے ہو تو یہ خیال اور تصور قائم کر لیا کرو کہ وہ موجود ہے اور تیری گفتگو کو سن رہا ہے اور اس کے متعلق وہی الفاظ منتخب کر کے کہو جو تمہیں اس لیے پسند ہیں کہ اگر تمہاری جگہ وہ ہوتا تو وہ تمہاری طرف سے کہتا' جب تمہیں بھی اپنے بھائی سے ایسی تمنا ہے کہ وہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارا دفاع کرے تو تم بھی اس کی طرف سے اسی طرح کرو ورنہ امام غزالیؒ کا مندرجہ ذیل پر مغز قول ذہن میں رکھئے:

امام غزالیؒ کا قول

اگر تم اپنے بھائی کا دفاع نہیں کر رہے تو ایک تصور اپنے ذہن میں لاؤ کہ تمہارا بھائی تمہارے قریب کھڑا تجھے دیکھ رہا ہے' درندے تجھے چیر پھاڑ رہے ہیں' تیرا گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں اور وہ خاموش کھڑا ہے' اسے نہ جسمانی شفقت اس کام پر

[1] صحیح البخاری' کتاب الصلاۃ : باب المساجد فی البیوت (حدیث۔ ۴۲۵)
صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید......الخ (حدیث۔ ۳۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمادہ کرتی ہے اور نہ خاندانی حمیت کہ وہ تمہارا دفاع کرے۔ یہ احساس پیدا کرنے کے بعد پھر ذرا یہ بھی سوچ کہ کیا گوشت پھاڑنا زیادہ توہین آمیز ہے یا عزت پامال کرنا۔ یقیناً عزتوں کو پامال کرنا انسانوں کے لیے بہت اذیت ناک معاملہ ہے' اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مردے کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ:

﴿أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۱۲)

''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔''

اور مجاہدؒ نے بھی کہا تھا کہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا اس طرح ذکر کرو جیسے کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تیری عدم موجودگی میں تیرا اچھا ذکر کرے۔ گویا تیرے لیے اب دو معیار ہیں:

1. ایک یہ کہ تو یہ تصور قائم کرے کہ جو کچھ تیرے بھائی کے متعلق کہا جا رہا ہے اگر یہی کچھ تیری عدم موجودگی میں کہا جاتا اور وہاں تیرا بھائی موجود ہوتا تو تُو کیا چیز پسند کرتا کہ تیرا بھائی تیرے متعلق کہے؟ اور جو کچھ تو اپنے متعلق چاہتا ہے اس طرح اب اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں عمل کرکے دکھلا اور اس کی عزت پامال کرنے والوں کو منع کر۔
2. یا پھر تو یہ اندازہ لگا کہ وہ دیوار کی دوسری جانب موجود ہے' تیری باتیں سن رہا ہے' اور وہ یہ گمان کیے ہوئے ہے کہ تجھے اس کے وہاں موجود ہونے کا علم نہیں ہے' اب اس کی حاضری یا سماعت کی صورت میں تیرے دل میں اس کے حق میں یا اس کی مدد میں جو کچھ تاثرات پیدا ہوں گے تو اس کی عدم موجودگی میں بھی اپنے دل کے اندر یہی تصورات پیدا کرکے اس کا دفاع کر۔

ایک شخص کا قول ہے کہ میرے جس بھائی کا ذکر اس کی عدم موجودگی میں کیا جاتا رہے میں اسے یوں تصور کرتا ہوں کہ جیسے وہ ہماری مجلس میں موجود ہے' تو میں اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق وہی باتیں کیا کرتا ہوں جو وہ اپنی موجودگی میں مجھ سے سننا پسند کیا کرتا تھا۔

ایک اور شخص کا کہنا ہے کہ جب بھی میرے کسی بھائی کا ذکر میرے پاس ہوتا ہے تو میں اپنے آپ کو اس کی صورت میں تصور کی نگاہ سے دیکھتا ہوں' پھر میں اس کے متعلق وہی بات کرتا ہوں جو میں اپنے متعلق پسند کرتا ہوں۔

یہی سچے اسلام کی علامات ہیں کہ مسلمان اپنے بھائی کے متعلق وہی رائے قائم کرے جو اپنے متعلق سوچتا ہے۔[1]

فوائد کا نچوڑ

جب تو کسی مجلس میں ہو اور تیرے سامنے کسی کی غیبت کی جائے یا تمہیں کوئی شخص کسی بھی شخص کے متعلق کوئی خبر سنانے لگے تو اسے غیبت خیال کر کے تو غائب بھائی کا دفاع کر یا غیبت کرنے والے سے مطالبہ کر کہ اس گفتگو اور موضوع کو تبدیل کرے یا تو اسے بے دھڑک کہہ دے کہ مجھے کسی شخص کے متعلق خبریں نہ سنا۔ پھر تیرے اسی دفاع سے وہ تجھ پر اظہار غصہ کرے' ناراض ہو جائے یا تجھ سے کہے کہ میں تو تمہیں صرف اس لیے بتا رہا تھا کہ مجھے تم پر اعتماد ہے یا اس طرح کا کوئی کلام کہے...... تو یہ ایک مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے...... آیئے میں تمہیں اس سے نجات کا طریقہ بتلاتا ہوں جس سے تو ان شاء اللہ اپنے بھائی کے غصے کو ٹھنڈا کر سکے گا بلکہ اسے اس قابل بنا دے گا کہ وہ تیرے اس نیک کام سے خوشی محسوس کرے گا اور اپنے دل میں محسوس کرے گا کہ واقعی اس نے تجھ پر صحیح اعتماد کیا ہے اور اپنے دل میں یہ اطمینان بھی محسوس کرے گا کہ تو یقیناً اس کی طرف سے بھی دفاع کرتا ہوگا جب تیرے سامنے اس کی عدم موجودگی میں اس کا ذکر آتا ہے تو تُو اس کی غیبت کرنے والوں کو بھی اس طرح روک دیتا ہوگا' یہ طریقہ نہایت کامیاب اور مجرب نسخہ ہے۔

---

[1] احیاء علوم الدین' ج۲ص۱۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب نسخہ

تو اس سے فوراً کہہ کہ اگر میرے پاس کوئی شخص آئے اور تیری غیبت شروع کرے تجھ پر طعن و تشنیع وغیرہ کرنے لگے تو بتاؤ کہ میں اس مرحلے پر کیا کروں؟...... اس برجستہ سوال کے جواب میں وہ کیا کہے گا' سب کو معلوم ہی ہے' وہ تم سے یہی کہے گا کہ تو میری طرف سے دفاع کر اور کسی شخص کو میرے متعلق غیبت کرنے کی اجازت نہ دے۔ جب وہ تجھے یہ جواب دے تو اس سے فوراً یہ بات کہہ: اے میرے بھائی! تو اکیلا ہی وہ شخص نہیں جو مجھ سے اس بات کا اور اپنے دفاع کا خواہش مند ہے بلکہ ہر انسان میرے بارے میں اسی بات کی تمنا رکھتا ہے اور انہی میں سے وہ فلاں شخص بھی ہے جس کے متعلق تو مجھ سے اس وقت محو گفتگو ہے وہ مجھ سے بعینہ وہی خواہش رکھتا ہے جو تجھے مجھ سے ہے اور میں اس وقت تیرے پاس اس کی خواہش پر عمل پیرا ہوں جیسے کہ آئندہ کسی موقع پر جب کہ وہ فلاں شخص یا کوئی دوسرا انسان میرے سامنے تیرے متعلق گفتگو کرے گا تو میں تیری خواہش پر پورا اتروں گا۔

جلتی پر تیل

تیری یہ بات سن کر وہ یقیناً چپ کا چپ رہ جائے گا لیکن تو ایک اور بات کہہ کر جلتی پر تیل کا کام کر' تو اس سے کہہ: اے میرے بھائی! جب تو اس مجلس میں مجھ سے اس بات کا متمنی ہے کہ میں تجھ سے بار بار پوچھوں کہ ''اس شخص (جس کے متعلق غیبت ہو رہی ہے) کے متعلق کچھ اور بتاؤ'' تو جان لے کہ جو انسان تجھ سے کسی کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ ''اس فلاں شخص کے متعلق کچھ اور بتاؤ'' یقیناً وہ دوسروں کے سامنے تیرے متعلق بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ ''اس فلاں (اپنے اس ہم مجلس بھائی کا نام لو جس کو تم اب نصیحت کر رہے ہو) شخص کے متعلق کچھ اور بتاؤ۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ خوش کن

ان شاء اللہ تمہاری ان باتوں کو سن کر وہ ایسا متاثر ہوگا اور تمہارے متعلق ایسے تاثرات دل میں بٹھائے گا جو کبھی اس کے دل میں نہ آئے ہوں گے۔ اس کا غصہ رفو چکر ہو چکا ہوگا' غضب کا نام و نشان تک نہ ہوگا بلکہ اس کی جگہ خوشی و سرور اور رضا مندی آ چکی ہوگی اگر فوراً نہیں تو تھوڑی دیر یا کچھ عرصے بعد تو یقیناً وہ غیظ و غضب چھوڑ کر تمہارے کلام سے مسرور ہو جائے گا۔ کیونکہ اسے یقین ہو جائے گا کہ تمہاری ہر جگہ یہی عادت ہے کہ اپنے بھائی کا دفاع کرتے ہو اور یقیناً میرے متعلق بھی تمہارا یہی رویہ ہوگا...... وہ ہی نہیں ہر انسان کا یہی حال ہے' ہر ایک چاہتا ہے کہ لوگ میرا دفاع کریں اور ہر شخص اس انسان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عدم موجودگی میں اس کا دفاع کرتا ہو۔ تیرا کسی کے سامنے کسی دوسرے کی طرف سے دفاع کرنا تجھے غیبت کرنے والے کا محبوب بنا دے گا کیونکہ وہ سمجھ لے گا کہ تو میرا بھی دوسروں کے سامنے دفاع کرتا ہے۔

خالق کی رضا یا مخلوق کی؟

ایک اور حدیث میں غور و فکر کیجئے' اس کے مطلب کو اچھی طرح ذہن میں بٹھایئے اور اس پر سوچ و بچار کیجئے' رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رَضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ))[1]

''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا مندی تلاش کرے اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقت سے اسے کفایت کرے گا اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دے گا۔'' (اور بھلا تمام لوگ کبھی کسی شخص سے راضی ہوئے ہیں۔)

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب (۶۴) (حدیث۔ ۲۴۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آپ بیتی

میں آپ کے سامنے ایک سچا واقعہ پیش کر رہا ہوں تا کہ آپ کو میری بیان کردہ اس گزشتہ بات کی ایک مثال اور نمونہ مل جائے اور آپ اسے اچھی طرح اپنے قلب و ذہن میں جگہ دے سکیں اور آپ کو اس مفید علاج کا طریق کار معلوم ہو سکے۔

ہوا یوں کہ میرے ایک دوست نے مجھے ایک خط ارسال کیا وہ دوسرے شہر میں مقیم تھا۔ اس خط میں اس نے ایک ایسے شخص کے متعلق کچھ باتیں لکھ کر بھیجیں جس کو ہم دونوں مشترکہ طور پر جانتے تھے۔ خط کے اختتام میں اس نے تحریر کیا کہ اگلی دفعہ میں تمہیں ایک اور شخص کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔ اس چٹھی کے جواب میں میں نے اسے لکھا:

جو خبریں آپ نے مجھے خط کے ذریعے پہنچائی ہیں ان کے متعلق میں آپ کو یہ معلوم کروانا چاہتا ہوں کہ مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں اور میں لوگوں کی مشکلات میں پھنس کر اپنا وقت ضائع نہیں کرتا' یہ تو کبھی ختم ہونے کو نہیں آئیں گی اور یہ ہیں ہی ایسی کہ ہر انسان کو اس کے ہدف سے دور کر دیتی ہیں اور پھر خصوصاً رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان نہ بھولیے:

((كَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ))[1]

''(یقیناً) اللہ تعالیٰ قیل و قال (سنی سنائی باتیں)' زیادہ سوالات کرنا اور مال ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔''

اس لیے میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص کسی مسلمان بھائی کے متعلق مجھے کوئی ایسی بات بتائے جو اس مسلم بھائی کو ناپسند ہو' اور مجھے بتانے والا اس غیبت کے گناہ میں واقع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مردار کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الاستقراض : باب ما ینهی عن اضاعة المال (حدیث۔ ۲۴۰۸)
صحیح مسلم' کتاب الاقضیة: باب النهی عن کثرة المسائل من غیر حاجة (حدیث۔ ۱۷۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور میں بھی غیبت میں شریک نہیں ہونا چاہتا کیونکہ غیبت کو سننے والا بھی غیبت میں شریک شمار ہوتا ہے۔

اللہ تیری شان!!!

وہ تو میرا جوابی خط پڑھ کر غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور پھر ایک خط لکھتا ہے جس میں اپنے غیظ وغضب کا اظہار کرتا ہے' کہتا ہے:

اے سید عدنان! ...... کیا تم نے ہمیں چغل چور سمجھ رکھا ہے اور تم نے تو ہمیں اس قدر ہمارے مقام سے گرا دیا کہ بڑے سخت الفاظ لکھ بھیجے۔ غیبت' چغلی' گناہ' مردہ کا گوشت' وقت ضائع کرنا' وغیرہ وغیرہ...... تمہارے خیال میں کیا مجھے ان باتوں کا علم نہیں جو تو نے مجھ پر ان کا الزام تھوپ دیا ہے۔ آئندہ کبھی میرے ساتھ اس طرح کا کلام نہ کرنا اور نہ ہی میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تم مجھے اس اسلوب کے ساتھ مخاطب کرو۔

مجھ سے نہ رہا گیا......

اس کا یہ خط پڑھ کر میں نے اسے حقیقت حال سے واقف کرانے کا ارادہ کیا اور اسے چار صفحات پر مشتمل تفصیلی خط پوسٹ کیا' اس خط میں میں نے اسے وعظ ونصیحت کا انداز اپنایا اور غیبت کی تعریف اور اس کی حقیقت سے آگاہ کیا اور اس نے مجھے جس شخص کے متعلق کچھ باتیں لکھ کر بھیجی تھیں' اس کلام کے متعلق میں نے کہا:

اے میرے (میں نے اس کا نام بھی لکھا) بھائی! ...... تجھے حقیقی مسلمان کی طرح یوں کرنا چاہیئے تھا کہ اللہ کی خاطر ان باتوں کو چھپا لیتے اور کسی انسان کو اپنے بھائی کے عیوب سے مطلع نہ کرتے...... (میں نے اسے یہ بھی کہا کہ) میں تمہیں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں لیکن افسوس ہو گا جو تم اسے مستحسن خیال نہ کرو اور قبول نہ کرو بلکہ تم نے تو کہا کہ تم اپنے آپ کو اس بات پر لعنت ملامت کر رہے ہو کہ تم نے مجھے ایک ایسے معاملے میں شریک کیا تھا جس میں تم میرے متعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اچھا خیال کر رہے تھے کہ میں اپنے بھائیوں کی مصلحتوں پر بہت غیرت دکھلانے والا ہوں (یعنی تم نے میرے بارے میں لکھا اور بہت افسوس کیا کہ مجھے مخلص' خیر خواہ اور رازدان کیوں سمجھتے رہے)۔ ہاں! میرے عزیز بھائی! واقعی میں اپنے بھائیوں کے حق میں غیرت دکھلاتا ہوں اب اس سے بڑھ کر بھلا غیرت کیا ہوگی اور میرے غیرت مند ہونے کی اور دلیل کیا ہوگی کہ میں اپنے اللہ کی خاطر بنائے ہوئے مسلمان بھائی کو گناہ میں جانے سے روک رہا ہوں اور اس کے اللہ و رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی سے ہٹ کر کام کرنے سے راضی نہیں ہوں...... میں نے اسے یہ بھی کہا کہ میں تم پر کوئی تہمت نہیں لگا رہا۔ میں نے تو اپنی ذات کے متعلق بات کی تھی اور اپنے متعلق حدیث لکھی تھی' دوبارہ دیکھ لینا میرا کلام تو بالکل واضح تھا لیکن میں یہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص صرف تم نہیں بلکہ کوئی بھی شخص غیبت میں واقع ہو اور یہ بات ذرا تاکید سے یاد رکھنا اور اس پر مکمل اعتماد رکھنا کہ میں ہر اس شخص کو بھی یہی بات جواب میں لکھوں گا جو تیرے متعلق مجھے کچھ باتیں بتانا چاہے۔ کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے ہو کہ میں تمہیں کہوں کہ ''اس شخص کے متعلق کچھ اور بتاؤ'' ہرگز نہیں' میرے دوست جو شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ''اس فلاں شخص کے متعلق مجھے کچھ اور بتاؤ'' وہ یقیناً کسی اور انسان سے بھی یہی لفظ کہہ سکتا ہے کہ ''مجھے فلاں شخص (میں نے اپنے اس دوست کا نام لکھا جسے خط لکھ رہا تھا) کے متعلق کچھ اور بتاؤ۔''

اخوکم فی اللہ' دعا گو

عدنان طرشہ

وار کامیاب رہا

میرا یہ تفصیلی خط پڑھنے کے بعد اس نے کیا جواب دیا؟ آپ بغور پڑھیں' وہ کہتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پیارے دوست عدنان!

مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہارے اس خط کا شکریہ کس طرح اور کن الفاظ سے ادا کروں جو کس قدر حسن بیان' حقیقت سے آگاہی اور سچی رائے پر مشتمل ہے' اللہ ہی جانتا ہے کہ مجھے اس کے ساتھ کتنی عظیم خوشی اور مسرت حاصل ہوئی ہے' کیونکہ واقعی یہ ایک سچے مسلمان بھائی کی مخلصانہ تحریر ہے۔اس کے ذریعے میں تمہیں اور تمہاری شخصیت کو پہلے سے بہتر اور واضح انداز میں سمجھ چکا ہوں...... بحکم الٰہی عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بہت عزت و تکریم سے نوازے گا اور جب تک تو ایک معزز مسلم کی حیثیت اختیار کیے رکھے گا تب تک اللہ تعالیٰ تمہاری رفعت شان میں اضافہ فرماتا رہے گا۔اس کے ساتھ میں بہت خوش نصیب بن سکوں گا' میں تو خوشی سے پھولا نہیں سما رہا اور مجھے تم پر مکمل فخر محسوس ہو رہا ہے..... (اس نے اپنا یہ خط ان الفاظ کے ساتھ مکمل کیا) اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے بہترین بدلہ وجزا عطاء فرمائے اور مجھے اور تمہیں اپنے پختہ قول (قول ثابت یعنی لا الہ الا اللہ) پر ثابت قدم فرمائے اور مجھے تمہارے ساتھ جنت میں اکٹھا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

کیوں دوستو! دیکھا......؟ اس خط کا پہلے کلام سے کیا تقابل ہوسکتا ہے؟ اس کا غیظ وغضب اور غصہ و ناراضگی کدھر بھاگ گئے......؟ اگر تم ان سوالات کا جواب دیکھنا چاہتے ہو تو پچھلی حدیث مبارکہ کو دیکھ کر اس پر خوب توجہ کیجئے کہ جب تم اللہ کو راضی کرو گے خواہ لوگ ناراض بھی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خود ہی ان کو راضی کرا دیتا ہے۔

فیصلہ نبوی اٹل ہے

مکمل یقین رکھئے کہ جب تم رضائے الٰہی حاصل کرتے کرتے کسی انسان کو ناراض کر بیٹھو گے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' وہ انسان خود ہی تم سے راضی ہو جائے گا' خواہ تھوڑی دیر لگے یا زیادہ عرصہ۔اور معاملہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے یعنی جب تم اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کو ناراض کر کے کسی انسان کو راضی کرو گے تو وہ انسان کچھ عرصے بعد خود بخود ہی تم سے ناراض ہو جائے گا اور اکثر طور پر جلد ہی ایسے شخص کا معاملہ بگڑتا دیکھا گیا ہے......

تم معاشرے میں کتنے ہی ایسے لوگ دیکھو گے جو دوسرے شخصوں کو راضی کرتے کرتے اللہ کو ناراض کر لیتے ہیں' بلکہ ان اشخاص کے ہاتھوں اپنی آخرت کا سودا کر دیتے ہیں پھر کچھ ہی عرصے بعد ان لوگوں کو لعن طعن اور ذلت و رسوائی کا سامنا کرتے بھی دیکھا گیا ہے اور اس لعن طعن کا ان کو انہیں اپنے محبوب اشخاص کی جانب سے سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو اپنی آخرت بیچ چکے ہوتے ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

''واقعی اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۵

فضول باتوں والی مجالس

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النساء : ۴/ ۱۱۴)

’’ان لوگوں کی بہت ساری سرگوشیاں اچھی نہیں ہاں اس شخص کی سرگوشی اچھی ہو سکتی ہے جو صدقہ و خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرانے کی بات کہے اور جو شخص ایسے کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا ہم اس کو بہت بڑا اجر وثواب عطاء فرمائیں گے۔‘‘

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))[1]

’’اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ چپ رہے۔‘‘

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الادب : باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذجارہ (حدیث۔ ۶۰۱۸، ۶۰۱۹)

صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب الحث علی اکرام الجار والضیف (حدیث۔ ۴۷، ۴۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولو تو کیسا؟

قارئین کرام!...... اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے' انسان کے شایان شان تو یہ تھا کہ جب وہ لوگوں کی مجلس میں ہو تو حرام گفتگو' ناپسندیدہ و مکروہ کلام یا مشتبہ باتوں سے اجتناب کرے اور ایسی باتوں سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔ اس طرح کے کلام سے تو یہ بہتر ہے کہ آدمی خاموش رہے اور یہی اس کے لیے افضل ہے کیونکہ اسی میں نجات و سلامتی مضمر ہے اور بولو تو صرف ایسی بات کہو جس میں یقینی مصلحت و فائدہ موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ تمہاری درست باتیں اور سرگوشیاں وہ ہیں جن میں نیک مقاصد ہوں مثلاً صدقہ خیرات' نیکی والے کام یا صلح صفائی کے متعلق باتیں ہوں۔ آیت میں آنے والے لفظ ''معروف'' سے مراد ہر وہ نیک کام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا رغبت دلائی ہے۔ بہرکیف ان شرعی مقاصد سے ہٹ کر اور اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ مصلحتوں کے علاوہ اگر کوئی بات چیت ہو رہی ہو تو اس میں سے اکثر گفتگو خیر و بھلائی سے خالی ہوتی ہے اور اس کے متعلق سنت نبویہ ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہم خاموشی اختیار کریں اور زبان پر کنٹرول کریں بلکہ مصلحت سے خالی کلام' خواہ مباح ہی ہو بسا اوقات آدمی کو بولنے کا عادی بناتے بناتے حرام گفتگو یا مکروہ بات چیت تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے حصول سلامتی کے لیے خاموشی سے بڑھ کر کوئی چیز بہتر نہیں۔

ماحول بگڑ گیا

لیکن اکثر لوگ اس زمانے میں بغیر سوچے سمجھے گفتگو میں مصروف رہتے ہیں یہ جستجو بھی نہیں کرتے کہ ایسا کلام کیا کریں جس میں کوئی مصلحت ہو' اگر ان کے پاس فائدہ بخش کلام نہ ہو تو خاموش رہنے کو فضیلت نہیں دیتے' دوسروں کے ساتھ جب محو گفتگو ہوتے ہیں تو کلمات و کلام میں سچ اور جھوٹ کی بالکل پروا نہیں کرتے بلکہ اگر تم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لو تو کہہ اٹھو گے کہ ماحول بگڑ گیا ہے اور اکثر لوگوں کی حالت کسی کہنے والے کے اس قول جیسی ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کلام کرنے پر کیا کسٹم پڑتا ہے۔''

یعنی اگر تم گفتگو کرو تو تمہیں کون سا ٹیکس دینا پڑے گا یا کیا دقت پیش آ سکتی ہے؟

یہ جو ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرنے والا قول ہے یہ دراصل زیادہ باتیں کرنے کی دعوت دے رہا ہے کہ جس قدر ہو سکے اور جو ہو سکے زبان سے ادا کیا کرو کیونکہ اس میں کوئی قیمت نہیں لگتی...... گویا لوگوں کے ہاں کسی بھی مسئلے میں مال کی ادائیگی زیادہ اہمیت رکھتی ہے تو جب کلام پر مال صَرف نہیں ہوتا اس لیے حد وسعت تک کلام کرتے رہنا اس سے لازم آتا ہے اور لوگوں میں تو واقعی یہی صورت حال نظر آتی ہے۔ ان میں اس سے کافی مانوسیت پائی جاتی ہے آج لوگوں میں کلام کے متعلق یہی موقف اور نظریہ پایا جاتا ہے لیکن ان کا یہ نظریہ دین سے دوری والا ہے' کیونکہ ایک ایک لفظ اور کلمے کا بھی حساب ہوگا اور پھر اس پر ثواب حاصل ہوگا یا عقاب' کسٹم ہی کی طرح ایک ایک چیز کا حساب ہو گا' دنیا میں اسے کسٹم پر قیاس کر کے خوش ہوتے ہیں کہ چلو کون سا مول پڑتا ہے' کون سا روپیہ پیسہ لگتا ہے...... لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جہنم میں لوگوں کو منہ کے بل گرانے والی یہی زبان کی کاٹیں اور باتیں ہوں گی اگر ان میں ایک ایک کلمے یا ایک ایک جملے پر کوئی کسٹم عائد کر دیا جائے یا ٹیکس مقرر کر دیا جائے تو یقیناً کلام میں میانہ روی اختیار کرنے لگیں گے' بلکہ اس حد کو پہنچ جائیں گے کہ گن گن کر کلمات منہ سے نکالیں گے فضول گفتگو یعنی گفتگو سے پرہیز کریں گے اور صرف اتنی بات پر اختصار کریں گے جس سے مقصود حاصل ہو سکے[1] لیکن یہ واجب نہیں؟

ہر لفظ کی قیمت دینا ہوتی تو؟

کیا صرف یہ ضروری ہے کہ گفتگو پر ٹیکس مقرر ہو تو تبھی جا کر لوگ فضول گفتگو سے باز آئیں گے' قیل وقال اور بے فائدہ پوچھ گچھ اور سوالات سے پرہیز کریں گے' کیا ان کے لیے صرف یہ مانع ہی کافی نہیں کہ ہر ایک کے اوپر ایک تیار نگہبان (فرشتہ) کھڑا

[1] وہ اسی طرح بالفعل تصرف کریں جس طرح کہ بین الاقوامی فون رابطے کے ساتھ گفتگو پر قیمت دینا پڑتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' وہ اس کے تمام الفاظ جملے اور ہر عمل کو لکھے جا رہا ہے' تاکہ قیامت والے دن ان کے مطابق اسے بدلہ ملے؟ یا کیا آخرت کوئی ایسی آخری چیز ہے جس کے متعلق ان کو اختیار حاصل ہے کہ جب چاہیں اسے اپنے حساب میں لکھ لیں یا جب تک دنیا ان کے پاس ہے اس میں یوں غور و فکر کریں کہ فلاں چیز کا نمبر پہلے ہے' فلاں کا دوسرا' پھر فلاں چیز کا تیسرا نمبر وغیرہ وغیرہ؟ گویا یہ لوگ آخرت کو دور سمجھتے ہیں' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ○ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ﴾ (القیمۃ: ۷۵/ ۲۰۔۲۱)

''ہرگز نہیں' اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو ترک کیے دیتے ہو۔'' (بھولے ہوئے ہو' اس کے لیے تیاری نہیں کر رہے۔)

اور فرمایا:

﴿إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا﴾ (الدھر: ۷۶/ ۲۷)

''یقیناً یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن کو پس پشت چھوڑ دیتے ہیں۔''

یہ لوگ جب اپنی مجلسوں میں جمع ہوتے ہیں تو تم ان کو دیکھو گے کہ اپنا اکثر وقت غیبت میں' لوگوں کی عزتوں پر زبان درازی کر کے لذت حاصل کرنے میں' ان کے عیوب و نقائص کے پردے چاک کرنے میں' دوسروں سے ٹھٹھا و مذاق کرنے میں' اور باطل بحثوں میں گزار دیتے ہیں۔ یہ بات مشہور و معروف ہے کہ غیبت کے دلدادہ لوگوں کی زبانوں سے کوئی شخص سلامت نہیں رہ سکتا۔ یہ لوگ اتنے بزدل ہوتے ہیں کہ لوگوں کی پشت ہی میں تیر مار سکتے ہیں اور ان کے گوشت ہی کو نوچ سکتے ہیں...... کیا یہ لوگ حرام گفتگو سے اپنی زبان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں......؟ کیا یہ لوگ باتیں کرنے پر خاموش رہنے کو فضیلت دے سکتے ہیں......؟ ہرگز نہیں' یہ تو اس کے برعکس چلتے ہیں۔ یہ لوگ تو سوچ سمجھ کر بولنے کے متعلق زبان کی لگام کھلی چھوڑ چکے ہیں' تکلف کے ساتھ بعض حروف کو بعض میں داخل کر کے اتنی تیزی سے بولتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک دوسرے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولنے میں سبقت لے جانا چاہتے ہیں کہ کون سا شخص ایک منٹ کے اندر زیادہ سے زیادہ الفاظ زبان سے نکال سکتا ہے..... وہ انسان جو بے فائدہ کلام سے زبان کو روکنے کے متعلق سنت نبویہ پر عمل پیرا ہونے کی حرص نہیں کرتا وہ کبھی نہ کبھی حرام کلام بھی زبان سے نکال ہی لیتا ہے اور اس سے سلامت رہنے پر حرص وہی شخص کر سکتا ہے جسے رحمت الٰہیہ اپنی لپیٹ میں لے لے۔

انواع کلام

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کلام کی چار قسمیں ہیں:

1. ایک وہ جو محض ضرر اور نقصان کا باعث ہے۔
2. ایک وہ جو محض نفع ہی نفع ہے۔
3. ایک وہ جس میں کچھ ضرر اور کچھ نفع ہے۔
4. ایک وہ جس میں نہ کوئی ضرر اور نہ کوئی نفع ہے۔

کون سا کلام جائز؟

پہلی قسم جس میں محض ضرر اور نقصان ہے' اس سے خاموشی اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس طرح وہ کلام ہے جس میں نقصان بھی ہو اور نفع بھی ہو لیکن وہ نفع اس نقصان کو پورا نہ کر سکتا ہو اور جس کلام میں نہ نفع ہو اور نہ نقصان وہ فضول اور بے کار ہے۔ اس میں مشغول ہونا وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور یہ بھی سراسر گھاٹا اور خسارہ ہے۔ اب ایک ہی قسم باقی رہ گئی اور یہ وہ ہے جس میں نفع ہی نفع ہو کلام کے چار حصوں میں سے تین تو ساقط ہو گئے اور چوتھا حصہ باقی رہ گیا اور اس چوتھے حصے میں بھی بہت سارے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں' جب کہ اس میں ریا کاری' تکلف و بناوٹ' غیبت' خود پسندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی حقارت' تکبر یا فضول کلام کی ملاوٹ کر دی جائے۔ یہ بہت باریک اور مخفی بیماریاں ہیں جن کا محسوس کرنا بھی بہت مشکل ہے' اس لیے کلام سارے کا سارا ہی انسان کے لیے خطرے کا الارم ہے۔

مزید وہ کہتے ہیں کہ باطل کلام میں مشغول ہونا اور باطل کلام سے مراد ہے برائیوں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت میں گفتگو کرنا۔ مثلاً : عورتوں کی باتیں' ان کے حالات ایک دوسرے کو بتلانا' شراب کی مجلسیں' برے لوگوں کے پڑاؤ کی جگہیں' مالداروں کی عیش پرستی' بادشاہوں کا ظلم و جور' ان کے غلط رسم ورواج اور برے حالات کو نقل کر کے اور حکایت کر کے سنانا' ان تمام میں مشغول ہونا حرام اور ناجائز ہے' اور بے فائدہ باتوں میں مشغول ہونا یا مقصود و مطلوب سے زائد باتیں کرنا حرام تو نہیں لیکن ان سے پرہیز کرنا زیادہ بہتر ہے...... ہاں جو شخص بے فائدہ باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے وہ باطل بحثوں میں داخل ہونے سے کب تک محفوظ رہ سکتا ہے...... بہت سارے لوگ تو صرف اور صرف کھل کر باتیں کرنے کے لیے مجلسیں قائم کرتے ہیں یا ان کا کلام لوگوں کی عزتوں پر زبان درازی کر کے لذت حاصل کرنے کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے نہیں ہوتا یا محض باطل میں کلام کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں...... باطل کی انواع و اقسام کو شمار کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس کے بے شمار انداز اور اسلوب ہیں' اس لیے ان سے بچنے کا کوئی طریقہ نظر نہیں آتا سوائے اس کے کہ دین و دنیا کی اہم چیزوں پر ضروری گفتگو کرنے کے بعد اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھا جائے اور بسا اوقات زبان سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں جو آدمی کی ہلاکت وتباہی کا باعث بنتے ہیں اور وہ ان کو حقیر سمجھے بیٹھا ہوتا ہے۔[1]

کاش! فرمانِ نبوی سنا ہوتا!

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول!

((أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟))

[1] احیاء علوم الدین: ج ۳ ص ۱۱۱۔۱۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کون سا اسلام افضل و بہترین ہے؟''

آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))[1]

''(اس شخص کا اسلام) جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''

مسلم کی روایت میں صحابہ کرامؓ کا سوال یوں مروی ہے:

((أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ أَفْضَلُ؟))[2]

''کہ کون سا مسلمان سب سے زیادہ فضل وشان والا ہے؟''

تو کیا وہ شخص جو مجلس میں بیٹھتا ہی اس لیے ہے کہ اس طرح کی باتیں کرے کہ فلاں نے کہا' میں نے کہا' تو نے کہا' انہوں نے کہا اور مسلمانوں کے متعلق یہ کہے کہ فلاں یوں کرتا ہے' فلاں نے یہ کیا' تو آپ ہی انصاف سے بتا دیجیے کہ کیا مسلمان اس کی زبان سے محفوظ رہے؟۔

اور پھر یہ فرمان کی لگام چھوڑ دینے والے' صرف مسلمانوں کے عوام کے متعلق زبان درازی نہیں کرتے بلکہ ان کی زبان سے تو علماء وشیوخ بھی محفوظ نہیں رہتے' سب پر تنقیدانہ حملے کرتے ہیں' کسی پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں' کسی کو ضلالت و گمراہی کا عیب لگاتے ہیں' اپنے ضمیر اور اخلاق سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا قول یا فتویٰ سن لیں جو کسی شیخ نے صادر کیا ہو اور وہ اس کے مزاج یا مذہب کے موافق نہ ہو تو فوراً اسے گمراہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

بغیر علم اور واقفیت کے کھلے دل سے آسانی وسہولت اور فراخ دلی سے لوگوں کے متعلق حکم لگاتے رہتے ہیں' اس وقت ہمیں کوئی تعجب لاحق نہیں ہوتا' جب ہمیں ایسے شخص

---

1. صحیح البخاری کتاب الایمان : باب ای الاسلام افضل (حدیث۔ ۱۱)

2. صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب تفاضل الاسلام وای امورہ افضل' (حدیث۔ ۴۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ تو بے چارہ عالم ہی نہیں بلکہ دھوکے میں پڑے ہوئے جہلاء میں سے ہے' جب سبب معلوم ہو گیا تو تعجب ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ایسے الفاظ وہی شخص زبان سے بے دھڑک نکال سکتا ہے جو علم سے کورا ہو' جاہل ہو اور اپنی خواہش کا پیرو ہو۔

بہر کیف' کیا اس شخص کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے ہیں؟ میں نے اس کے متعلق تفصیلی گفتگو آئندہ آنے والی ایک فصل میں ذکر کی ہے جو لعن طعن والی مجالس کے بارے میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ٦

مجالسِ استہزاء

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الحجرات : ۴۹/ ۱۱)

''اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے' ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے مذاق کریں' ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مؤمن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔''

''لَا تَلْمِزُوْا'' لمز سے مشتق ہے اور لمز کہتے ہیں زبان کے ساتھ کسی کو طعن کرنے کو اور مراد یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی کسی کو عیب نہ لگائے اور ''لَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَاب'' سے مراد یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کسی کو برے لقب سے نہ پکارے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (ھمزۃ : ۱۰۴/ ۱)

''ہر اس شخص کے لیے تباہی ہے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا عادی ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرامین مصطفیٰ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ))[1]

''کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔''

اور حدیث میں یہ بھی آ چکا ہے:

((اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ))[2]

''تکبر کہتے ہیں حق کو قبول نہ کرنے اور لوگوں کو حقیر خیال کرنے کو۔''

تم بعض لوگوں کو دیکھو گے کہ جب بھی وہ کسی مجمع و مجلس میں بیٹھتے ہیں تو یہ پسند کرتے ہیں کہ حاضرین مجلس کے دماغوں کو تر و تازہ کرنے کے لیے' دلوں کو تسلی دینے کے لیے اور سب کو ہنسانے کے لیے کچھ نہ کچھ عمل کریں' خواہ مزاح ہو یا لوگوں کے ساتھ مذاق واستہزاء ہو۔ ایسے لوگ فرضی قصے' فحاشی و بے ہودہ گوئی سے بھرپور کئی طرح کے نکات اور باتیں بیان کرتے ہیں اور کبھی انہی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ یہ قصے اور نکات بیان کرتے وقت معین اشخاص کو نشانہ بناتے ہیں خواہ وہ صاحب اقتدار و اختیار لوگ ہوں یا عوام یا پھر ان کی نقلیں اتار کر استہزاء کرتے ہیں' ان کی چال چلتے ہیں' ان کی آواز نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وغیرہ۔ سب کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو مسکرانے پر مجبور کیا جائے جیسے بھی ممکن ہو ان کو ہنسایا جائے۔

اللہ اکبر! اتنی سزا!!

گویا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا:

---

[1] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة : باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره (حديث۔ ۲۵۶۴)

[2] صحيح مسلم' كتاب الايمان : باب تحريم الكبر وبيانه (حديث۔ ۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا يَهْوِىْ بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فِى النَّارِ)) [۱]

''بے شک کوئی شخص ایک کلمہ زبان سے نکالتا ہے جس کے بولنے میں وہ کوئی حرج محسوس نہیں کرتا لیکن اس کے سبب آگ میں سو برس گرتے رہنے کے برابر گر جاتا ہے۔''

اور فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِىْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهٗ وَيْلٌ لَهٗ)) [۲]

''اس شخص کے لیے بربادی ہے جو کوئی بات کرتے ہوئے اس غرض سے جھوٹ بولتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے' اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے' اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔''

یہ شخص اللہ کو ناراض کر کے اور اسے غضب دلا کر لوگوں کو راضی کرنے کے لیے ہنساتا ہے' اس کام سے اسے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اپنا وقار' عزت کھو بیٹھتا ہے' لوگوں کے دلوں سے اس کی ہیبت نکل جاتی ہے اور وہ لوگوں کو یہ حوصلہ دلاتا ہے کہ وہ اسے حقیر و ذلیل انسان سمجھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول

سیدنا عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جس کا ہنسنا اور مسکرانا بڑھ جائے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے' جو مزاح کرتا رہتا ہے اسے حقیر سمجھا جاتا ہے' جو شخص کوئی کام کثرت سے کرے وہ اس

[۱] جامع الترمذی' کتاب الزهد : باب ما جاء من تکلم بالکلمة لیضحك الناس (حدیث۔ ۲۳۱۴) و نحوہ فی سنن ابن ماجه (حدیث ۳۹۷۰)

[۲] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب فی التشدید فی الکذب (حدیث۔ ۴۹۹۰) جامع الترمذی' کتاب الزهد' باب ما جاء من تکلم بالکمة لیضحك الناس (حدیث۔ ۲۳۱۵) و اللفظ له۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی علامت اور پہچان بن جاتی ہے اور وہ اس چیز سے پہچانا جاتا ہے' جس کا کلام زیادہ ہو جائے اس کی لغزشیں اور شرمندگی بھی بڑھ جاتی ہے اور جس کی شرمندگی ولغزشیں کثرت سے ہوں اس میں حیاء کم ہو جاتی ہے اور جس میں حیاء کم ہو جائے اس کا تقویٰ و پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے اور جس کی پرہیزگاری کم ہو جائے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

زیادہ ہنستے رہنا' آخرت سے غافل ہونے کی دلیل ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا))[1]

''اگر تمہیں وہ کچھ معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسنے لگو اور زیادہ رونے لگو۔''

علمائے دین سے استہزاء

بعض فاسق و فاجر لوگ اپنے مذاق اور استہزاء کا نشانہ صرف اہل اقتدار اور عوام ہی کو نہیں بناتے بلکہ علمائے دین اور ائمہ کرام کو بھی نہیں بخشتے' بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک وہ لوگ ہیں جو اسلام کے دعویدار ہوتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں' فلموں اور ڈراموں میں علماء و مشائخ کو ایسے کردار میں ظاہر کرتے ہیں جو ان کے لیے باعث مذاق اور تمسخر ہوتا ہے' بہت ساری فلموں اور ڈرامائی سلسلوں میں اس طرح کے مضحکہ خیز مناظر موجود ہیں' تاکہ فلم دیکھنے والے حضرات اس طرح کی رہنمائی حاصل کر کے علماء کو استہزاء اور مذاق کا نشانہ بنائیں اور پھر یوں ان کے احترام و وقار میں حرج پیدا ہو' جب کوئی شخص ایسے مناظر دیکھ دیکھ کر استہزاء کا عادی بن جائے گا تو جب کبھی اسے کسی عالم و شیخ سے ملاقات کرنے کا موقع ملے گا تو اس وقت بھی اسے مذاق کرنے سے رک نہیں سکے گا۔

---

[1] صحیح البخاری' کتاب التفسیر' تفسیر سورۃ المائدہ : باب لا تسالوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم (حدیث۔ ۴۶۲۱)

صحیح مسلم' کتاب الفضائل : باب توقیرہ ﷺ و ترك اكثار سؤاله (حدیث۔ ۲۳۵۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے دین کے ساتھ استہزاء' دراصل دین کے ساتھ اور نبی کریم ﷺ کے ورثاء کے ساتھ استہزاء ہے اور جو شخص دین کے ساتھ استہزا کرے وہ دین کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہو سکتا اور جو شخص تعلیمات دینیہ پر عمل پیرا نہ ہو وہ خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بنتا ہے اور دشمنان دین کا اسلام کے متعلق یہی منصوبہ اور ہدف ہے اور یہ شخص جو علمائے دین اور شیوخ کو استہزاء کا نشانہ بناتا ہے تاکہ مجلس میں موجود لوگوں کو ہنسنے کا موقع فراہم کرے یہ یقیناً دشمنان دین کا مددگار ہے' ان کے لشکر کا ایک سپاہی ہے' خواہ وہ اس بات کو سمجھ رہا ہو یا نہ سمجھ رہا ہو۔

پتہ تو قیامت کے دن چلے گا جب......!

سیدنا ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ:

﴿يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا﴾

(الكهف : ١٨/ ٤٩)

"(مجرم کہیں گے) ہائے بربادی! یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑی کو' کوئی بات ایسی نہیں جسے اس نے شمار نہ کیا ہو۔"

سیدنا ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ صغیرہ اور چھوٹی چیز سے مراد ہے مؤمن کے ساتھ کئے جانے والے استہزاء پر تبسم کے انداز میں مسکرانا اور کبیرہ و بڑی چیز سے مراد ہے استہزاء مؤمن پر قہقہہ مار کر ہنسنا' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ○ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ○ وَاِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ○ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْا اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَضَالُّوْنَ ○ وَمَا اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حَافِظِيْنَ ○ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ○ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ○ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ○﴾ (المطففين : ٨٣/ ٢٩ ـ ٣٦)

"جو لوگ گناہ گار (اور کافر) ہیں وہ دنیا میں مومنوں سے ہنسی کیا کرتے تھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھوں سے حقارت آمیز اشارے کرتے اور جب اپنے گھر کو لوٹتے تو اتراتے ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے لوٹتے' اور جب ان مومنوں کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ گمراہ ہیں' حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے' تو آج قیامت کے دن مؤمن کافروں سے مذاق کریں گے اور تختوں پر بیٹھے ہوئے ان کا حال دیکھ رہے ہوں گے تو (یوں) کافروں کو ان کے (دنیا کے) اعمال کا پورا پورا بدلہ مل گیا۔''

خوش طبعی اور مزاح

ہنسی مزاح میں بسا اوقات خوش طبعی' قلبی انشراح یقیناً موجود ہوتا ہے لیکن اس پر ہیشگی و دوام اختیار کرنا مذموم خصلت ہے کیونکہ اس میں وقت بے کار جاتا ہے اور کھیل تماشے کی صورت بن کر آدمی ہمیشہ اس میں مشغول رہتا ہے اور ایسا شخص ہر وقت اس حالت پر بھی قائم نہیں رہ سکتا بلکہ بعض اوقات وہ حرام' باطل اور مکروہ کام کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے' نیز مزاح پر ہیشگی و مواظبت کا نتیجہ ہر وقت ہنستے رہنے کی صورت میں سامنے آتا ہے اور یہ اکثر ہنستے رہنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور خوف و ڈر ذہن سے ختم ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ لڑائی جھگڑا وغیرہ تو اس لیے منع ہے کہ اس میں تکلیف وضرر ہے کیونکہ اس کے ساتھ مد مقابل بھائی یا دوست کو جھوٹا کہنا پڑتا ہے یا اسے جاہل کہنا پڑتا ہے لیکن مزاح میں تو خوش طبعی' فرحت قلبی اور انشراح صدر وغیرہ جیسے مقاصد ہیں' کسی کو اذیت نہیں دی جاتی تو اس سے کیوں منع کر دیا گیا ہے؟...... اس کا جواب یہی ہے کہ اللہ کے بندے! مزاح ہر وقت کرتے رہنا اور اس پر ہیشگی اختیا کرنا منع ہے' اخلاقیات اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے اگر کبھی کبھار ہو جائے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔

ہیشگی اس لیے منع ہے کہ یہ کھیل تماشے کی ایک صورت ہے کھیل کود مباح ضرور ہے لیکن اس پر ہیشگی کرنا مذموم خصلت ہے اور اکثر اس خصلت کو اپنائے رکھنا زیادہ ہنستے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے کا باعث ہے اور کثرت سے ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ بعض اوقات وحالات میں کسی کے دل میں یا اپنے دل میں کینہ وبغض پیدا کر دیتا ہے اور ہیبت و وقار کا جنازہ نکال دیتا ہے' تاہم جس مزاح میں ایسے نتائج سامنے نہ آئیں وہ مذموم بھی نہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّی لَامْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا)) [1]

''یقیناً میں بھی مزاح اور خوش طبعی کر لیتا ہوں لیکن کہتا وہی ہوں جو حق اور سچ ہو۔''

رسول مکرم ﷺ اور مزاح

اب دیکھئے پیارے پیغمبر کی ہستی تو مزاح میں بھی حق اور سچ کو مدنظر رکھے اور آپ ؐ کے صحابہؓ بھی سچ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں لیکن دوسرے لوگ جب مزاح کا دروازہ کھولتے ہیں تو ان کا اولین مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ حاضرین مجلس کو ہنسانا ہے خواہ جھوٹ ہو یا سچ۔[2]

جی ہاں! یہ رسول پاک ﷺ ہیں جو مزاح اور خوش طبعی کر لیتے تھے لیکن کہتے سچ ہی تھے' کون ہے وہ جو آپ ؐ کی طرح کر سکتا ہو؟...... ایک دفعہ ایک شخص آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھے کسی سواری پر سوار کیجئے یعنی کوئی سواری دیجیے۔ آپ ؐ نے فرمایا:

((اِنَا حَامِلُوْكَ عَلٰی وَلَدِ نَاقَةٍ))

''ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے۔''

کہنے لگا کہ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ))

ہر اونٹ کو کوئی نہ کوئی اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔''

یہ آپ کا اس سے ایک مزاح اور خوش طبعی کا انداز تھا۔[2]

---

[1] ''الاحیاء'' ج ۳ ص ۱۲۷۔

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب ما جاء فی المزاح (حدیث۔ ۴۹۹۸)' و جامع الترمذی' کتاب البروالصلۃ : باب ماجاء فی المزاح (حدیث۔ ۱۹۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر اخلاق حسنہ کے مالک تھے' میرا ایک بھائی تھا جسے ہم ابو عمیر کہا کرتے تھے' راوی کہتے ہیں کہ غالباً انہوں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اس نے ابھی کچھ عرصہ پہلے ماں کا دودھ پینا ختم کیا تھا' اس نے ایک نغیر نامی پرندہ یعنی چڑیا کا بچہ پال رکھا تھا' وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ جب اس کے پاس جاتے تو ازراہ خوش طبعی فرماتے:

((یَا أَبَا عُمَیْرِ امَا فَعَلَ النُّغَیْرُ))

''اے ابو عمیر! نغیر کا کیا بنا۔''[1]

یہی تھا رسول اللہ ﷺ کا مزاح اور خوش طبعی۔ آپ زیادہ تر بچوں اور اپنی عورتوں سے اس طرح پیش آتے تھے' کیونکہ ان کے دل کمزور ہوتے ہیں' اس طرح وہ مانوس ہو جاتے' لیکن آپ جھوٹ کی طرف نہیں جاتے تھے' اور کبھی بیہودہ بات زبان پر نہ لاتے تھے۔

عمدہ فوائد

اگر تم بھی مزاح کے معاملے میں رسول اکرم ﷺ جیسا طریق کار اختیار کرنا چاہو تو کوئی حرج والی بات نہیں اور اگر اس طرح نہ کر سکو تو پھر مزاح' خوش طبعی اور ہنسنے کو ترک کر دو۔

❀ ایک آدمی نے اپنے بھائی سے کہا: اے میرے پیارے بھائی! کیا تمہارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ تم آگ میں داخل ہونے والے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کیا: تمہارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اس سے باہر نکل سکو گے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو وہ کہنے لگا: پھر ہنسنا اور مسکرانا کاہے کا؟ تو منقول ہے کہ پھر وہ

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الادب : باب الکنیة للصبی قبل ان یولد للرجل (حدیث ۶۲۰۳)
صحیح مسلم' کتاب الآداب : باب استحباب تحنیك المولود عند ولادته (حدیث۔ ۲۱۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص موت تک کبھی ہنستا ہوا نہ دیکھا گیا۔

- وہیب بن ورد کچھ لوگوں کے پاس گیا جو عیدالفطر کے موقع پر ہنس کھیل رہے تھے تو وہ کہنے لگا: اگر ان لوگوں کو بخشش مل چکی ہے تو یہ شکر گزار لوگوں کا عمل نہیں اور اگر ان کے لیے بخشش نہیں فرمائی گئی تو یہ کام ڈر رکھنے والوں کا نہیں۔
- ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ جو شخص ہنستے ہوئے کوئی گناہ کرتا ہے وہ روتے ہوئے آگ میں داخل ہو گا۔
- محمد بن واسع کا قول ہے کہ جب تم جنت میں کسی شخص کو روتا دیکھو تو کیا تعجب نہیں کرو گے؟ کسی نے کہا: کیوں نہیں‘ تو وہ کہنے لگے کہ جو شخص دنیا میں ہنستا ہے حالانکہ اسے یہ بھی علم نہیں کہ میں جنت میں جاؤں گا یا نہیں تو وہ اس شخص سے بھی زیادہ قابل تعجب ہے۔

لہٰذا‘ مذاق اور مزاح سے بچو‘ تا کہ تمہیں حقیر نہ سمجھا جائے‘ زیادہ مت ہنسو ورنہ تمہارا رعب ختم ہو جائے گا‘ بہت کھل کر مسکرانا‘ ہنسنا اور قہقہے لگانا مذموم فعل ہے۔ صرف اس قدر مسکرانا قابل مدح ہے جس میں صرف تبسم ہو‘ ہونٹوں پر مسکراہٹ ہو لیکن آواز منہ سے خارج نہ ہو‘ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

- محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں: مجھے میری والدہ نے کہا کہ بیٹا بچوں کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی نہ کرنا ورنہ تم ان کی نظروں سے گر جاؤ گے۔
- سعید بن عاصؓ نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا کسی معزز شخص سے مزاح نہ کرنا ورنہ وہ تیرے متعلق دل میں کینہ رکھے گا‘ اور نہ کسی (دین کے اعتبار سے) گھٹیا انسان سے مزاح کرنا ورنہ وہ تجھ پر جرأت دکھائے گا اور تجھے بھی کچھ سننا پڑے گا۔
- عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مزاح سے بچو کیونکہ یہ کینہ و حسد اور برے افعال کی طرف لے جانے کا باعث ہے۔ قرآن کے متعلق باتیں کیا کرو‘ اسی کے متعلق مجلس قائم کیا کرو‘ اگر یہ تم پر بوجھل محسوس ہونے لگے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُردوں کی اچھی باتیں بیان کیا کرو۔

❀ سیدنا عمرؓ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مزاح کو مزاح کیوں کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں تو وہ فرمانے لگے کہ یہ مزاح آدمی کو حق سے ہٹا دیتا ہے (کیونکہ اس کا معنی ہٹا دینے کا ہے۔)

❀ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ہر چیز کے بیج ہوتے ہیں اور دشمنی کا بیج یہ مزاح ہے۔

ایک قول زریں یہ بھی ہے کہ مزاح عقل کو سلب کرنے والا اور دوستوں کو منقطع کرنے والا ہوتا ہے۔

میں تمہیں خصوصی طور پر اس سے ڈراتا ہوں کہ تم علمائے دین سے مذاق اور استہزاء کرو حتی کہ کسی بھی مسلمان کا مذاق اڑانے سے پرہیز کرو خصوصاً جب کہ تمہارا یہ مذاق اس کے دین پر پابندی اختیار کرنے کے سبب سے ہو۔ میں تمہیں اس سے بھی ڈراتا ہوں کہ تم ان کے متعلق کوئی نکتہ یا قصہ پکڑ کر لوگوں میں مشہور کرو اور حاضرین مجلس کو خوش کرنے اور مسکرانے کے لیے ان کو سناؤ کیونکہ اس کام سے اللہ کے ہاں تمہارا مرتبہ و مقام خطرے میں پڑ جائے گا' بلکہ بعض اوقات اس استہزاء کے نتائج کی بنا پر ایسا عذاب لازم ہو جاتا ہے جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا اور اس عذاب سے بچانے کے لیے تمہارے وہ رفقائے مجلس بھی کچھ کام نہیں آ سکتے جن کو ہنسانے کے لیے یہ نکات اور قصے سنایا کرتے تھے اور ادھر علمائے کرام کا یہ فتویٰ بھی موجود ہے کہ جو شخص شریعت اسلامیہ کو مذاق کرتا ہے وہ کافر ہے۔

علامتِ منافقین

کبھی یہ استہزاء داڑھی اور پردے وغیرہ کے متعلق ہوتا ہے جیسے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک مجلس میں کسی شخص نے کہا:

میں نے ان قراء (قرآن کے قاری) حضرات جیسا عجیب شخص کوئی نہیں دیکھا جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے پیٹوں میں بہت رغبت رکھتے ہوں' زبانوں میں بہت جھوٹے ہیں اور دشمن سے ملاقات کے وقت بہت بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

اس کی یہ باتیں سن کر ایک دوسرا شخص اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

تو جھوٹ بول رہا ہے بلکہ تو تو منافق محسوس ہوتا ہے' میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور بتلا کے آتا ہوں۔

رسول اکرم ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ملی اور قرآن پاک بھی نازل ہو گیا۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو خود دیکھا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی کے پاس کھڑا ہے' پالان کسنے والا چوڑا تسمہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے' نیچے سے پتھر اس کے پاؤں کو زخمی کر رہے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ: اے اللہ کے پیغمبر! ہم تو بس یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے اور آپؐ اسے یہ کہتے چلے جا رہے ہیں:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِا للّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○﴾

(التوبة : ۹/ ۶۵_۶۶)

"کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے استہزاء و مذاق اور ہنسی کر رہے تھے' بہانے مت بناؤ' تم تو ایمان لانے کے بعد کافر بن چکے ہو' اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ گناہ کرتے رہتے ہیں۔"[1]

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس کے مؤمنوں کے ساتھ استہزاء کرنے کو اللہ تعالیٰ' آیات قرآنیہ اور رسول اللہ کے ساتھ استہزاء شمار کیا گیا ہے۔

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم (۶/ ۱۸۲۹_ ۱۸۳۰)
تفسیر ابن جریر (۱۰/ ۱۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ: اللہ نے جو یہ فرمایا کہ تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو' اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے اس استہزاء والے قول کی بنا پر کافر ہو چکے ہو اور اگر اللہ تم میں سے بعض کو کچھ دیر کے لیے معاف کر دے تو سب کے سب کو پھر بھی معاف نہیں کرے گا' تم میں سے کسی نہ کسی کو عذاب پہنچتا ہی رہے گا کیونکہ تم اس فسق و فجور سے بھرپور اور گناہ سے بھرا ہوا قول ظاہر کر کے عظیم مجرم بن چکے ہو۔[1]

---

[1] تفسیر ابن کثیرؒ ج ۲ ص ۳۸۱۔۳۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۷

بہتان تراشی والی مجالس

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (الاسراء : ۱۷/ ۳۶)

''اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))[1]

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرتا پھرے۔''

بعض لوگوں کی یہ عادت اور چاہت ہوتی ہے کہ جب وہ دوسرے لوگوں کے ہمراہ کہیں بیٹھ جائیں تو خود کو یوں ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے دنیا جہان کی معلومات انہی کے پاس ہیں یا ہر رونما ہونے والے واقعے اور خفیہ امور سے واقفیت رکھنے والوں میں سے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حاضرین مجلس متنبہ رہیں' ان کی توجہ حاصل ہو اور وہ تعجب میں مبتلا ہوں...... اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ جو شخص ایسی عادت میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ حق کو باطل میں' سچ کو جھوٹ میں اور صحیح سچی خبر کو من گھڑت خبر کے ساتھ ملا کر اور ملاوٹ کرکے خبریں سناتا ہے خواہ اس کا ارادہ ہو یا نہ ہو وہ ایسا ارتکاب ضرور کر لیتا ہے۔

ہمیں کتاب وسنت سے بھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ جو شخص اپنی زبان کو کھلا

[1] صحیح مسلم' المقدمة : باب النهي عن الحديث بكل ماسمع (حديث۔ ۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیتا ہے وہ لغزش و خطا اور غلطی سے محفوظ رہتا ہے اور نہ کسی روایت میں یہ وارد ہوا ہے کہ ایسا کرنا ایک قابل تعریف اور ممدوح کام ہے...... بلکہ برحق اور اٹل فیصلہ یہ ہے کہ ایسی خصلت قابل مذمت اور بہت قبیح و غلیظ ہے' جب ایک شخص صرف اس لیے جھوٹا قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے پہنچاتا ہے خواہ وہ سچی ہو یا جھوٹی تو اس شخص کے متعلق آپ کا کیا فیصلہ ہوگا جو جھوٹی باتوں کو یہ جانتے ہوئے بھی بیان کرتا ہے کہ یہ من گھڑت ہیں۔ مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ عصر رواں (دور حاضر) میں بہت سارے لوگ خود بخود ہی تکلف سے گفتگو میں مشغول رہتے ہیں خواہ کوئی شخص ان سے کوئی بات نہ بھی پوچھے وہ اپنی عادت کے مطابق باتیں کرتے ہی رہتے ہیں اگرچہ وہ حقیر ہی ہوں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ))[1]

آپ ؐ نے تین دفعہ یہ جملہ دہرایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جو اپنے قول و فعل میں غلو کرنے والے اور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔[2]

آپ بعض لوگوں کو پائیں گے کہ وہ آج آپ کو کوئی خبر سنا کر اس کے اسباب سے بھی آگاہ کریں گے اور پھر بڑی تاکید سے کہیں گے کہ یہی حق اور درست بات ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن ایسا شخص کل ہی آپ کے سامنے آکر بعینہ وہی خبر دوبارہ سنائے گا لیکن اس کے اسباب کل کے اسباب سے بہت مختلف بیان کرے گا' جن اسباب کے متعلق کل وہ مجلس میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان میں کوئی شک نہیں ہو سکتا اور ان کی مزید تحقیق کرنے کی ضرورت بھی نہیں' آج خود ہی ان کو تبدیل کر رہا ہے اور جھٹلا رہا ہے۔ یہ شخص خواہ دوسرے دن کی مجلس میں سچ ہی کہہ رہا ہو لیکن لوگوں کی یادداشت اور حافظے میں اس کے متعلق یہ تجزیہ و نتیجہ جگہ پکڑ لیتا ہے کہ یہ شخص ہمیں پہلے کسی وقت میں جھوٹی باتیں سنا رہا تھا اور اس وقت کہہ رہا تھا کہ میری اطلاع میں کوئی شک و شبہ نہیں لیکن اب

---

[1] صحیح مسلم' کتاب العلم : باب هلك المتنطعون (حدیث۔ ۲۶۷۰)

[2] شرح صحیح مسلم' ج ۱۶ ص ۳۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود ہی اپنی تکذیب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ وہ پہلی خبریں درست نہ تھیں یا اس کی گزشتہ معلومات تحقیق شدہ نہ تھیں..... تو اب خود ہی فیصلہ کیجئے کہ اس کا اعتماد تو ختم ہو گیا' اب کی بار بھلا یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ اس کی یہ اطلاعات بھی غلط ہوں۔

یہ شخص اگر اپنی زبان کو لگام دے دیتا تو اس مصیبت میں نہ پڑتا اور لوگوں کو بھی کسی الجھن میں نہ ڈالتا اور اس کی پہلی نقل کردہ باتیں اور پہنچائی ہوئی اطلاعات کو عدم پختگی اور یقینی ثبوت سے محرومی کا نتیجہ یہ ثابت ہوا کہ آئندہ اگر یہ شخص لوگوں کو کوئی اطلاع دیتا ہے تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتے کیونکہ اب وہ قطعی ناقابل اعتماد ہو چکا ہے اور لوگوں کا اپنے اوپر بھروسہ و یقین خود ختم کروا چکا ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کا یہ کام یعنی اپنی پہلی باتوں کو خود ہی تکذیب کرنا بار بار سامنے آئے گا تو پھر اس کا اعتماد بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

عجیب ہٹ دھرمی

بعض لوگوں کو تم دیکھو گے کہ جب ان کو اپنی غلطی اور جھوٹ کا پتہ چل بھی جائے وہ پھر بھی اپنی پہلی بات اور خبر سے رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ کبھی تو ایسے لوگ اپنے اس جھوٹے قول کو ثابت کرنے کے لیے دلائل دے دے کر بحث شروع کر دیتے ہیں' خواہ وہ دلائل بھی ان کے قول کی طرح جھوٹ کا پلندہ ہوں اور یوں قیمتی وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسا شخص یہ صرف اس لیے کر رہا ہوتا ہے کہ لوگوں کو دلائل سے مطمئن کر سکے کہ میں جھوٹ نہیں بول رہا تھا' حالانکہ اسے یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اس انداز سے اپنے جھوٹے ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اور مذمت و بدخصلت بھی اپنے ذمے لگا رہا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ یہ شخص جھوٹا بھی ہے اور اپنی بات اور رائے پر تعصب و عناد بھی رکھتا ہے..... جب کہ اس کے برعکس اگر وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتا تو یہ باعث فضیلت تھا..... غرضیکہ یہ سب خرابی زبان کی بنا پر ہے اگر وہ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھتا تو یوں معاشرے میں اپنا مقام ضائع نہ کراتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود پسندی سے عقل جام

اس قماش کے بعض خواہش پسند لوگ کسی مجلس میں ایسی معلومات کا اظہار کرتے ہیں جو بذات خود اس کی تردید کے لیے کافی ہوتی ہیں۔ مثلاً: ایک آدمی تمہیں بتائے کہ آج فلاں اور فلاں حاکم نے ایک خفیہ میٹنگ بلائی اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی اور پھر وہ اتنی مبالغہ آرائی کر کے اس کا خفیہ و پوشیدہ ہونا بتانے کے بعد اس میں طے پانے والے منصوبے اور ایک ایک بات کی خبر بھی سنا دیتا ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر بھی کوئی قبیح کام ہوسکتا ہے؟ یا مثلاً: وہ تمہیں بتلائے کہ دو ذمے دار اشخاص یا ساتھی جب جدا ہونے لگے اور جدائی کے وقت انہوں نے ایک دوسرے کے رخسار پر بوسہ بھی دیا تو اس دوران انہوں نے اپنے کانوں میں ایسی سرگوشی کی جو کسی کو معلوم نہ ہوسکی اور اس نے سرگوشی میں فلاں فلاں بات ایک دوسرے کو بتلائی...... اندازہ کیجئے ادھر تمہیں بتلا رہا ہے کہ ان کی سرگوشی نہایت خفیہ تھی کہ پاس کھڑے افراد بھی نہ سن سکے اور ادھر تمہیں ان کی سرگوشی کا ایک ایک حرف سنا رہا ہے۔

بلکہ بسا اوقات یہ کام آدمی کو حقیر اور گھٹیا ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً: کوئی شخص تمہیں ایک ایسے شخص کی موت کی تفصیلات بتائے جو گاڑی کے حادثے میں اللہ کو پیارا ہوگیا اور تمہیں اس حادثے کے اسباب اور اس کی کیفیت وغیرہ ایک ایک چیز بتلائے' جب کہ حادثے کے وقت وہ مرنے والا اکیلا ہی گاڑی میں تھا۔ اس خبر دینے والے نے جائے حادثہ کو بالکل دیکھا تک نہیں لیکن پھر بھی وہ تمہیں وہ باتیں سنا رہا ہے جس کی حقیقت سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں۔

اسی طرح کسی کے ذہنی خیالات' تصوات اور آراء کا معاملہ ہے' مثلاً: کوئی شخص تمہیں بتلائے کہ فلاں شخص نے یہ سوچا تھا کہ وہ فلاں کام کرے گا یا اس نے فلاں فلاں کام کا خیال کیا' اور پھر اس کام کی باریکیاں تمہیں بتانے لگے جن کا علم سوائے باری تعالیٰ کے کسی کو حاصل نہیں...... خود ہی فیصلہ کیجئے کہ اس سے بڑھ کر کیا جھوٹ ہوسکتا ہے...... بلکہ یہ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین حماقت و بے وقوفی ہے کیونکہ جو شخص ایسی بات لوگوں کو بتائے جس میں اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل بھی موجود ہو لیکن اسے خود اس کا احساس نہیں تو ایسے شخص کے احمق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

فتویٰ پیغمبر ﷺ

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان یوں مروی ہے:

((بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) [1]

''آدمی کی کذب بیانی پر بھی یہی دلیل کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرتا پھرے۔''

امام نووی کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ کام اس لیے جھوٹا ہونے کی کافی دلیل ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹ کثرت سے بولنا پڑتا ہے۔ [2]

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی جو کچھ بھی سنتا ہے اس میں کچھ سچ ہوتا ہے اور کچھ جھوٹ ہوتا ہے۔ تو جب وہ ہر بات آگے بھی بتلاتا پھرے گا تو لامحالہ جھوٹی خبریں بھی ضرور بتلائے گا اور جب جھوٹ بیان کرے گا تو جھوٹوں میں سے ہو جائے گا خواہ پسند کرے یا نہ، خود کو جھوٹا کہلوانے پر راضی ہو یا نہ اور بلاشبہ یہ بات بھی ہے کہ جس شخص کا یہ طریق کار ہو وہ یقیناً افواہ پیدا کر کے اسے شائع کرنے میں ممتاز حیثیت حاصل کر لیتا ہے بلکہ اس کی نشر واشاعت کا بہترین ذمے دار اور کفیل ثابت ہوتا ہے۔

یہ بھی کوئی لازمی نہیں ہوتا کہ اس شخص کی اپنے جیسے دوسرے افواہیں گھڑنے والے افراد کے ساتھ کوئی پہلے سے جان پہچان اور معرفت ہو یا اتفاقیہ ملاقات ہو گئی ہو۔ بلکہ ایسے شخص کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ کوئی افواہ گھڑ کر اس کے کانوں تک پہنچا دی جائے اور بس۔ پھر کچھ ہی دیر بعد تم دیکھو گے کہ وہ سب سے پہلے جوش دکھلا رہا ہو گا

---

[1] صحیح مسلم، المقدمة: باب النهي عن الحديث بكل ما سمع (حديث۔ ۵)

[2] نووی کی شرح صحیح مسلم، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع ج ۱ ص ۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مفت میں اس کی تقسیم اور نشر واشاعت کر رہا ہوگا کیونکہ اس کی تو عادت ہی یہ بن چکی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے پہنچاتا ہے...... دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہیں گے کہ ایسے شخص کو اپنی سنی ہوئی بات کی تحقیق وتفتیش سے کوئی سروکار اور دلچسپی نہیں ہوتی' اسے اس سے کوئی تعرض نہیں کہ وہ خبر درست ہے یا محض ایک افواہ ہے کیونکہ اس کا تو واحد مقصد ہی یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی چیز اور سامان حاصل کرے یعنی نئی سے نئی خبر سنے اور پھر اسے عام کرے اور کوئی مجلس قائم کر کے وہاں یہ بات سنائی جائے...... اور عام طور پر یہ مجالس اس جھوٹے شخص کے مانند ہوتی ہیں جیسے کہ ایک ضرب المثل ہے "پرندے اپنے ہم شکلوں پر ہی واقع ہوتے ہیں" اور یہ بھی ضرب المثل ہے کہ "ہر پرندہ اپنے ہی جھنڈ اور ٹولے کے ساتھ اڑتا ہے۔"

وہ لوگ جو اس جیسے افراد کو ڈھیل دیتے ہیں کہ ان کے درمیان ہر سنی سنائی بات بیان کرے وہ بھی یقیناً اس کی طرح ہوتے ہیں جو ہر سنی سنائی بات کو آگے پہنچانے کے خواہش مند ہی ہوں گے۔ اس لیے وہ بھی اس بات کی تحقیق اور تہہ تک جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ ان سب کا مطلوب ومقصود یہ ہوتا ہے کہ اس سے خبریں حاصل کی جائیں اور پھر ہر کوئی اپنے اپنے علاقے اور محلے میں جا کر اس طرح کی مجلسیں قائم کرے' اس طرح یہ جھوٹی افواہیں پورے معاشرے میں رواج پا جاتی ہیں اور ہر شخص تک پہنچ جاتی ہیں۔ یہ لوگ اگر چھپی ہوئی (خفیہ) باتوں کی ترویج کرنے والوں سے زیادہ خطرناک نہیں تو کم بھی نہیں کیونکہ وہ لوگوں کو بے ہوش اور سُن کر دیتے ہیں اور یہ لوگوں میں افواہیں پھیلا پھیلا کر ان کو بھڑکاتے اور فساد کو ہوا دیتے ہیں' لوگوں کی صفوں میں داخل ہو کر شگاف پیدا کر کے پورے معاشرے کو انتشار کی آگ میں ڈال کر ماحول کی فضا مکدر کر دیتے ہیں اور پھر بعض اوقات قتل و غارت' لڑائی جھگڑا اور فتنہ وفساد کے عروج تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرِ اللہ کے ہاں

اور کس قدر ذلیل ترین شخص ہے وہ جو لوگوں کے درمیان فحاشی پھیلانے کے لیے چکر لگاتا پھرتا ہے' فحاشی کی باتیں مزے لے لے کر بتلاتا ہے اور اس کی تفصیلات سے آشنا کرتا ہے گویا کہ جیسے خود اس برائی کے موقع پر حاضر ہو۔ حالانکہ اس نے اسے بذات خود نہیں دیکھا ہوتا فقط اسے کسی نے بتایا ہوتا ہے۔ یہی تو وہ بعینہ افک (بہتان) ہے جس کے متعلق فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۵)

''جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی بات خیال کر رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی بھاری بات تھی۔''

لوگوں کے درمیان فحاشی والی باتیں پھیلانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۹)

''جو لوگ مومنوں میں بے حیائی پھیلنے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

ایک اور تعجب خیز چیز جو کہ گزشتہ کام ہی کی طرح گھٹیا پن اور حقارت پر دلالت کرتی ہے کہ لوگوں میں صرف اور صرف گندی خباثت سے بھرپور افواہیں عام کی جائیں اور لوگوں کے عیوب میں فحش باتیں اور بری خبریں بیان کی جائیں' جب کہ عمدہ خبریں' درست اطلاعات' محاسن وخوبیاں اور نیکی والی باتیں زبانوں ہی پر نہ آنے دی جائیں...... اور یہ بات برحق ہے اور اس میں کوئی شک و التباس نہیں ہے کہ برتن سے وہی کچھ باہر نکل سکتا ہے جو اس کے اندر ہو' اس طرح یہ شخص بھی وہی کچھ زبان سے نکال رہا ہوتا ہے جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باطن اور دل میں پوشیدہ ہوتا ہے اور جس سے اس کا ذہن بھرپور ہوتا ہے۔

جب اسے تمہارے بارے میں یہ علم ہو جائے کہ تم نقل کی جانے والی خبروں یعنی غیبت کو قبول نہیں کرتے تو وہ تمہارے ساتھ باتوں کا انداز اور اسلوب تبدیل کر لے گا اور یوں نہیں کہے گا کہ: فلاں فلاں کام رو پذیر ہوا ہے بلکہ وہ استفسار کے انداز میں بات کرے گا اور تم سے ان پھیل جانے والی خبروں کے صحیح ہونے کے متعلق سوال کرے گا اور کہے گا کہ کیا تم نے یہ فلاں فلاں واقعے کے متعلق سن رکھا ہے' جب تم اسے انکار میں جواب دو گے یا تم اسے یہ بتلاؤ گے کہ میں نے تو یہ خبر تجھ ہی سے پہلی بار سنی ہے تو کہے گا کہ پھر یوں سمجھو کہ جیسے تم نے مجھ سے نہیں سنی۔ تو گویا وہ تمہیں یہ اشارہ کر رہا ہے کہ جب تم نے مجھ سے پہلے کسی سے اس خبر کے متعلق کچھ نہیں سنا تو یہ جھوٹی افواہ ہی ہو سکتی ہے اور پھر وہ بہت سارے دوسرے لوگوں سے بھی بالکل اس طرح کی باتیں کرے گا اور سب کو یہی جواب دے گا کہ گویا تم نے مجھ سے بھی یہ خبر نہیں سنی لیکن وہ اپنے اس اسلوب کے مطابق سب کے کانوں میں یہ اپنا گھڑا ہوا جھوٹ ڈال دیتا ہے۔

''لوگ ہلاک ہو گئے'' کہنے والا

ایسے شخص کو کبھی تم یہ کہتے ہوئے بھی سنو گے کہ لوگ گمراہ ہو چکے ہیں اور ہلاکت میں پڑ چکے ہیں یا وہ اس طرح کا کلام لوگوں کے سامنے رکھے گا کہ جس سے ان کے ذہنوں میں یہی نتیجہ بیٹھے گا کہ لوگ فساد اور ہلاکت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس طرح کی بات لوگوں پر بہت غلط اثرات مرتب کرتی ہے' خصوصاً کمزور دلوں والے لوگ تو بہت ہی متاثر ہوتے ہیں۔ وہ ان کے عزائم اور پختہ ارادوں کو ختم کر دیتا ہے' اپنی سوچوں پر عمل کرنے سے روک دیتا ہے اور ان کو دعوت دیتا ہے کہ جس طرح کے حالات پیدا ہو چکے ہیں تم بھی خود کو ان کے مطابق کر لو کیونکہ ایسے لوگ یہ تصور کر لیتے ہیں کہ جب تک لوگ فساد اور ہلاکت میں پڑے رہیں گے' اس وقت تک کوئی اور اچھی امید قائم نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح کا کلام ایک جنگی تدبیر کی طرح ہے جس سے فریقین کے حوصلے پست کرنے کا فائدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا جاتا ہے۔ ان میں شکست کی روح پھونکنے کے لیے حوصلہ شکن افواہ پھیلا دی جاتی ہے کہ تم تباہ ہو چکے ہو' تمہارے لیے کسی جانب سے مدد کی گنجائش نہیں رہی یا یہ کہ تمہارا امیر' قائد یا سپہ سالار مارا جا چکا ہے' یوں وہ مغلوب اور شکست خوردہ ہو جاتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ وہ ہستی ہیں جنہوں نے کوئی ایسی خیر و بھلائی نہیں چھوڑی جو ہم تک نہ پہنچائی ہو اور کوئی شر و برائی ایسی نہیں رہنے دی جس سے ہمیں ڈرایا نہ ہو۔ وہی پیارے پیغمبر ﷺ کی ہستی ہمیں اس غلط کام سے یوں ڈرا رہی ہے:

((اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ)) [1]

''جب کوئی شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہی سب سے زیادہ ہلاکت میں پڑا ہوا ہے۔''

امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ اَهْلَكُهُمْ پر دو اعراب پڑھے گئے ہیں:

① (اسم تفضیل کے طور پر) کاف کے اوپر رفع یعنی پیش اَهْلَكُهُمْ اور

② (فعل ماضی کے طور پر) کاف پر زبر یعنی اَهْلَكَهُمْ (اس نے اس کو ہلاک کیا)

اور راجح اور مشہور اعراب پہلا ہے یعنی اَهْلَكُهُمْ (وہ خود زیادہ ہلاک ہونے والا ہے) اور اس کی تائید حلیۃ الاولیاء کی اس روایت سے ہوتی ہے جو سفیان ثوری کے حالات بیان کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہے اور اس میں یہ لفظ ہے:

((فَهُوَ مِنْ اَهْلَكِهِمْ))

''یہ شخص زیادہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔'' [2]

حمیدی نے بھی ''الجمع بین الصحیحین'' میں یہی کہا کہ رفع یعنی پیش پڑھنا زیادہ مشہور ہے اور معنی یہ ہوگا کہ وہ ان میں سے زیادہ ہلاکت والا ہے اور فتح یعنی زبر والی روایت کے مطابق معنی یہ ہے کہ اس نے ان کو ہلاک کر دیا یعنی ہلاک شمار کیا ہے حالانکہ وہ

---

[1] صحیح مسلم' کتاب البر و الصلة : باب النهی عن قول هلك الناس (حدیث۔ ۲۶۲۳)

[2] حلية الاولياء (۷/ ۱۴۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت ہلاک نہیں ہوئے۔

علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ

علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مذمت اس شخص کے متعلق ہے جو اس طرح کے الفاظ لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے کہتا ہے' خود کو ان سے افضل سمجھتا ہے اور ان کے حالات کو قبیح اور برا جانتا ہے۔ اس کے ان نظریات و خیالات کی وجہ دراصل یہ ہے کہ وہ اس راز سے ناواقف ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔

علماء کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اور لوگوں کی دینی معاملات میں سستی والی حالت دیکھ کر یہ بات کہہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں جیسے کہ مثلاً: وہ کہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی امت میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں دیکھ رہا کہ وہ مل کر اکٹھے ہو کر نماز باجماعت ادا کر لیتے ہیں۔ امام مالک نے بھی اسی طرح تشریح کی ہے۔ دوسرے علماء نے بھی یہی مفہوم ذکر کیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی آدمی ہمیشہ لوگوں کی عیب جوئی کرتا رہتا ہے ان کی برائیاں ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ فساد و ہلاکت کا شکار ہو گئے۔ جب وہ ایسی بات کہتا ہے تو وہ خود ان سب سے بڑھ کر ہلاک ہونے والا ہوتا ہے کیونکہ ان کی عیب جوئی کرنے اور ان کی غیبت کرنے کی بنا پر اسے بہت زیادہ گناہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی بنا پر بعض آدمی خود پسندی اور تکبر کا شکار ہو جاتے ہیں اور خود کو ان سے بہتر محسوس کرنے لگتے ہیں۔[1] واللہ اعلم۔

ماحول کا اثر

جب لوگوں کو یہ علم ہوتا ہے کہ فتنہ وفساد' فحاشی وعریانی اور برائیوں کی کثرت ہو چکی ہے اور سارا معاشرہ ان کی لپیٹ میں آ چکا ہے تو پھر وہ بھی ان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے بلکہ ایسا شخص ان کاموں کو آسان سمجھ کر آہستہ آہستہ خود بھی ان کے قریب ہونے لگتا ہے' ایک کے بعد ایک کو اختیار کرتا ہے' یہاں تک کہ اس کا خوف بالکل ختم ہو جاتا ہے اور وہ

---

[1] نووی کی شرح صحیح مسلم' باب النھی عن قول ھلك الناس ج ۱۶ ص ۱۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کاموں کا عادی بن جاتا ہے' دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح وہ ان برائیوں کا انکار کرنے میں بالکل کوشش نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات تو خود ان میں واقع ہو جاتا ہے۔ یہ تو دوسروں کی جانب سے نقصان سامنے آتا ہے..... جب کہ یہاں بعض اوقات خود آدمی کا نفس ان کاموں پر آمادہ ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ کمزور نفس والے اور اعمال بد اور معاصی کا ارتکاب کرنے والے حضرات کو جب یہ علم ہوتا ہے کہ لوگ فساد کا شکار ہو چکے ہیں' بدکار ہو چکے ہیں اور معاملات کی لگام ذمے دار حضرات کے ہاتھ سے نکل چکی ہے تو وہ خود ہی شر والے اعمال کی طرف رخ موڑ لیتے ہیں۔ جب بھی اس کے دل میں کسی برائی کا خیال انگڑائی لیتا ہے تو وہ اپنے نفس اور دل سے کہتا ہے کہ معاملات خراب ہیں' معاملات خراب ہیں' یوں وہ اپنے نفس کو ان خیالات پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ جب تک حالات بگڑے رہیں' معاملات منتشر رہیں' تم بھی لوگوں کا ساتھ دیتے رہو۔

اس طرح اس کے لیے برے عمل آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ اسے علم ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگ اسی طرح مصروف العمل ہیں اور حکومت کی سزاؤں سے محفوظ ہیں' تو اب ان میرے کاموں کو سرانجام دینے میں کیا مانع ہوسکتا ہے؟ جب تک معاملات خراب ہیں میں بھی سزا سے محفوظ رہوں گا' جس طرح لوگ محفوظ ہیں...... بلکہ کبھی تو اس کا یہ تصور قائم ہو جاتا ہے کہ تمام لوگ بھیڑیئے بن چکے ہیں اس لیے مجھے بھی بھیڑیا بن جانا چاہیئے' تاکہ زندہ رہنے پر قادر ہوسکوں۔ اور خود کو جھوٹی تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر تو بھیڑیا نہ بنا تو دوسرے بھیڑیئے تجھے چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے اور لذیذ لقمہ بنا کر کھا جائیں گے۔ یوں وہ اطمینان سے اپنے برے افعال میں مگن رہتا ہے۔

شریعت وحدود کا فائدہ

ایسے لوگوں کو اگر اس بات کا علم ہو کہ لوگ نیکی کی طرف مائل ہیں' پاکیزہ اور نیک زندگی گزار رہے ہیں' تمام شریف الطبع محسوس ہو رہے ہیں' معاملات میں بھی نظم وضبط سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواں دواں ہیں' ذمے دار حضرات مکمل نگرانی کر رہے ہیں اور ہر اس شخص کے لیے گھات میں ہیں جس کو اس کا نفس برے اعمال مزین کر کے دکھلاتا ہے' اگر وہ برا عمل کرے تو اپنے کیے کی سزا پاتا ہے' اور اس پر حد قائم کی جاتی ہے' اس لیے وہ سزا سے محفوظ اور بے خوف نہیں رہ سکتا' مثلاً: اگر اس کے دل میں کسی کے قتل کا پروگرام اور خیال پیدا ہو تو وہ اپنے آپ کو اس سے منع کرتا ہے کیونکہ اسے علم ہے کہ میرے ایسا کرنے سے مجھے خود بھی قصاصاً قتل ہونا پڑے گا۔ شریعت اسلام کے نفاذ میں یہی راز مضمر ہے اور یہی اس کی خصوصیت ہے۔ حکم قصاص کی یہی عظیم حکمت ہے کہ دوسرے لوگ آئندہ کے لیے درست راہ پر قائم رہیں۔

حدود کی تاثیر

گردن تن سے جدا کر دینا' رجم کرنا' ہاتھ وغیرہ کاٹ دینا' یہ ایسا فعل ہوتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں دیر تک اثر انداز رہتا ہے' خصوصاً جن لوگوں نے قصاص لیے جانے کے وقت یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو وہ تو بہت ہی متاثر ہوتے ہیں اور اسے کبھی نہیں بھولتے' بلکہ جب کبھی ان کے دلوں میں برائی کا خیال آتا ہے تو اس منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے پا کر فوراً رک جاتے ہیں..... ایک گردن اتارنے سے سینکڑوں گردنیں سلامت اور زندہ رہتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مقدس میں زندگی سے یہی مراد ہے:

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۷۹)

''اور اے اہل عقل! حکم قصاص میں تمہاری زندگانی ہے کہ تم (قتل سے محفوظ رہنے میں) کامیاب ہو سکو۔''

اس طرح ہی خون محفوظ رہتے ہیں' اس سے لوگوں کی زندگی' مال اور عزت سلامت ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب شریعت اسلامیہ کو نافذ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کی روشنی میں خود کو چلایا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برائی پر ابھارنے والا ایک سبب

جو شخص بھی برائی کا ارتکاب کرتا ہے وہ اس لیے کرتا ہے کہ اسے ہلکا سمجھ رہا ہوتا ہے' برائی کو ہلکا اور حقیر کر کے دکھلانے والے اہم اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی کے علم یا شعور میں یہ بات بیٹھی ہوتی ہے کہ اکثر لوگ اسی معصیت کا ارتکاب کر رہے ہیں تو یہ خیال کرتے ہی وہ بھی اس کو حقیر سمجھ بیٹھتا ہے اور وہ بھی لوگوں کے ہمراہ شامل ہو جاتا ہے' اور لوگوں کی اکثریت جدھر رجحان رکھتی ہے وہ بھی اپنا رخ ادھر پھیر لیتا ہے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اس کام سے لوگوں کو تنبیہ فرمائی اور ان کو ڈراتے ہوئے یہ واضح کیا کہ لوگوں کو اکثریت کے پیچھے لگنا اور ان کی پیروی کرنا' اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک رکاوٹ ہے اور ایسا کرنے والا سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾(الانعام: ۶/ ۱۱۶)

''اور اگر تم زمین پر رہنے والے اکثر لوگوں کا کہا مان لوگے تو وہ تمہیں اللہ کے رستے سے گمراہ کر دیں گے۔''

اس ساری بحث سے واضح ہو گیا کہ یہ کہنا کہ ''لوگ تباہ ہو گئے اور ہلاک ہو گئے'' بہت برا عمل ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس سے کس قدر غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اور فحاشی و گناہ پر آمادہ کرنے میں اس قول کا بہت ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں اس سے پناہ عطاء فرمائے اور اسلامی معاشرے میں اس طرح کا کلام مشہور کرنے والے افراد کا حال بھی ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ اللہ ہی سے ہماری التجاء ہے کہ اسلامی معاشروں کو اس خرابی اور لعنت سے محفوظ و مامون فرمائے۔

پیارے پیغمبر ﷺ کا یہ جو فرمان ہے:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتا پھرے۔''[1]

اس فرمان میں ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنے سے ڈانٹا گیا ہے' افواہوں اور جھوٹی اطلاعات کے سلسلے کو روکنے کے لیے یہی سب سے بہترین طریق کار ہے جو زبان نبوت سے ہمیں معلوم ہوا ہے۔ جب سنی سنائی باتوں کو آگے بیان نہیں کریں گے تو خود بخود افواہیں بند ہو جائیں گی۔

مؤمن کی شان

کامل مؤمن کی یہ شان نہیں کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے پہنچائے۔ اسے آگے بیان کرنا تو دور کی بات ہے وہ تو ایسی باتوں کو خود بھی سننے سے پرہیز اور اجتناب کرتا ہے۔ اگر اس کے کانوں میں کوئی ایسی بات داخل ہو جائے تو وہ سب سے پہلے اس کی جانچ پڑتال اور چھان بین کرتا ہے۔ اگر اس کا سچ ہونا معلوم ہو جائے تو اس کی تصدیق کر کے اسے دل میں جگہ دیتا ہے اور اگر اس کا جھوٹ ہونا معلوم ہو تو اس کی تکذیب کر کے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہے۔

مؤمن کی یہ حرص اور کوشش ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلس اور اجتماع سے دور رہے جس میں بیٹھنے والوں کو سنی سنائی باتوں کی تحقیق نہ کرنے کی عادت ہو' اس طرح وہ اپنی سماعت کو اور اپنے دل کو جھوٹ سننے سے محفوظ کر لیتا ہے اور برائی میں واقع ہونے سے سلامت رہتا ہے۔

ایک دفعہ کسی شخص نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جو لوگوں کو جہنم کی آگ میں داخل کرنے کا سب سے زیادہ سبب بنتی ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ))[2]

---

[1] صحیح مسلم' المقدمة : باب النهی عن الحدیث بكل ما سمع (حدیث۔ ۵)

[2] جامع الترمذی' كتاب البر والصلة : باب ما جاء فی حسن الخلق (حدیث۔ ۲۰۰۴)
سنن ابن ماجه' كتاب الزهد : باب ذكر الذنوب (حدیث۔ ۴۲۴۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"منہ اور شرمگاہ۔"

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے پیغمبر! آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا خطرہ ہے؟ آپ نے پہلے اپنی زبان کو پکڑا پھر فرمایا:

((هٰذَا)) [1]

"یعنی اس زبان کا سب سے زیادہ خطرہ ہے۔"

---

[1] جامع الترمذی، کتاب الزهد : باب ماجاء فی حفظ اللسان (حدیث۔ ۲۴۱۰)
سنن ابن ماجه، کتاب الفتن : باب کف اللسان فی الفتنة (حدیث۔ ۳۹۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۸

مجالسِ لعن طعن

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُكْثِرُ الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيُ))[1]

''ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ گفتگو نہ کیا کر کیونکہ ذکر الٰہی سے خالی اکثر گفتگو دل کی سختی کا باعث ہے اور لوگوں میں سے سخت دل والا شخص ہی اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہوتا ہے۔''

ذکر الٰہی سے ہٹ کر کثرت کلام سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور جب تک معاملہ اسی طرح ہے اس وقت تک ان سخت دل والے اور سنگ دل حضرات کے انتشار اور کثرت سے تعجب و حیرت کیا کریں جو کہ تمہیں اپنے اردگرد ہر جگہ کثرت سے دکھائی دیتے ہیں' اکثر لوگ فضول گفتگو کرتے' ہر طرح کے کلام میں ایک دوسرے کو ہزاروں خبریں سناتے ہیں' نہیں توجہ کرتے تو صرف ذکر الٰہی پر۔

اُن کی زیادہ تر باتیں بالکل سراب اور خیالی پلاؤ ہوتے ہیں جو کسی بھی فائدے سے محروم ہوتی ہیں بے فائدہ باتوں میں لمبی دیر محو گفتگو رہتے ہیں' اسی سبب سے سنگدل لوگ بڑھتے چلے جا رہے ہیں' آپ اس سخت دل سے کیا امید وابستہ کریں گے جو اللہ سے

[1] جامع الترمذی' کتاب الزھد: باب حفظ اللسان' (حدیث۔ ۲۴۱۱) اسے علماء کی ایک جماعت نے حسن جبکہ شیخ البانیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے' اور صحیح بات یہ ہے کہ بلحاظ متن اس میں کوئی نکارت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت دور ہو اور اس سے کیا باتیں صادر ہونے کی توقع کرو گے۔ یہ سخت دل اُس کوہِ آتش فشاں کی مانند ہوتا ہے جس کا اندرونی حصہ کھولتا رہتا ہے' جوش مارتا رہتا ہے پھر وہ موقع ملنے پر اپنی آگ اور لاوے کو ہر جانب دور دور تک پھینکتا ہے۔ اسی طرح اس تنگ سینے میں بھی کینہ و حسد' بندگان الٰہی کے متعلق بدگمانی' غصہ و عداوت اور غضب و حقارت جیسی بدترین بیماریاں موج زن رہتی ہیں' جو دلوں کو چیر کر باہر نکلتی ہیں اور اللہ سے دوری' شریعت وسنت رسول اللہ ﷺ سے بُعد اور گناہ و معصیت کی طرف میلان کا نتیجہ پیش کرتی ہیں۔ اگر اسی طرح کے دل والا بندہ کسی طرح کا حکمران ہو تو پھر وہ اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں کو کھلم کھلا ستاتا اور تنگ کرتا ہے' اُن کو قتل و دھمکی سے مغلوب رکھتا ہے۔ کھیتی اور جانور ہلاک کر دیتا ہے اگر وہ غلبہ و اقتدار سے محروم ہو تو پھر اپنی زبان اور منہ کے ساتھ مسلمانوں کی اذیت رسانی کا موجب بنتا ہے۔ ان کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نوچتا ہے' ان کی عزت پامال کر کے ان کے پردے پھاڑتا ہے۔ یہ سب کچھ اس خبیث باطن کے جسم سے نکلنے والا پسینہ وسانس ہوتا ہے جس میں غیظ و غضب کی آگ جوش مارتی ہے اور اس طرح وہ خود کو تسلی دے کر سمجھتا ہے کہ میں نے انتقام لے لیا۔

لعنت اور قتل

یہ پہلی صنف (قسم) والے سنگ دل افراد جو صاحب اقتدار ہونے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں سے دوسروں کو تنگ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ تو کسی سے بھی مخفی نہیں رہتے' خصوصاً جب کہ وہ لوگوں کی ایک جماعت پر ہاتھ ڈالیں۔ البتہ دوسری صنف (قسم) والے سخت دل لوگ' جو زبان سے لوگوں کی عزتیں چاک کرتے ہیں اور لعن طعن میں پیش پیش ہوتے ہیں' یہ لوگ بھی پہلی صنف سے کچھ کم خطرے والے نہیں بلکہ گناہ میں دونوں برابر ہیں کیونکہ لعن طعن کرنا بھی تو ہاتھ کے ساتھ قتل ہی کے برابر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ))[1]

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسه (حدیث۔ ۱۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے مانند ہے۔"

اور آپ ؐ نے فرمایا:

((مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ)) [1]

"جو شخص کسی مومن کو لعن طعن کرتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اسے قتل کر رہا ہو۔"

پہلی قسم کے متعلق تو تفصیلی گفتگو کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ہر صاحب عقل سمجھتا ہے کہ ناحق کسی بھی جان کا قتل حرام ہے اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے بعد یہی سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: ۴/ ۹۳)

"اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا اور اللہ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ)) [2]

"ساری دنیا کا زائل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے بھی ہلکا ہے۔"

اور آپ ؐ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُّعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)) [3]

"جس نے کسی ذمی کو قتل کر دیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا حالانکہ اس کی

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الادب: باب ما ینھی من السباب واللعن (حدیث۔ ۶۰۴۷)

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الدیات: باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلما (حدیث۔ ۲۶۱۹)

[3] صحیح البخاری، کتاب الدیات: باب اثم من قتل ذمیا بغیر جرم (حدیث۔ ۶۹۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔''

جب مسلم حکومت میں جزیہ دے کر رہنے والے ایک یہودی و عیسائی کو قتل کرنے پر اتنی سخت وعید ہے تو خود ہی سوچ لیجیے کہ ایک مسلمان کے قتل کا کیا حال ہو گا؟

عجب سنگدلی

دوسری قسم کے سنگدل افراد تفصیل کے قابل ہیں کیونکہ زمانہ حاضر میں لوگ ایک دوسرے پر لعنت ڈالنے کا کام بہت ہلکا سمجھتے ہیں اور اس کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ طعن و تشنیع کو مباح اور جائز سمجھتے ہیں اور لعن طعن کے لیے اپنی زبانوں کو بالکل کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ مؤمن کبھی بھی اس طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ زبان نبوت کی روشنی میں نہ تو بہت طعنے دینے والا ہوتا ہے' نہ کسی پر بہت لعنتیں ڈالنے والا ہوتا ہے' نہ فحش کلام کرتا ہے اور نہ بیہودہ گو ہوتا ہے۔ یہ خبیث خصائل اور برے اخلاق' ایمان میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کسی مؤمن میں صفات حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں بلکہ مؤمن کا دل تو طاہر' پاکیزہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اس طرح کی بری حرکتوں سے اس کا دل گھٹتا ہے اور نفرت محسوس کرتا ہے تاکہ اس کا دل نجس و پلید نہ ہو چہ جائیکہ وہ خود ایسا ہو۔

اس صنف ثانی کی دو قسمیں ہیں' پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو ہر چیز پر لعنتیں ڈالتے ہیں' تمام لوگوں پر غصے ہوتے ہیں اور ان سے کوئی شخص سلامت نہیں رہتا۔ وہ اس آگ کی طرح ہوتے ہیں جو سبز و خشک کو کھاتی چلی جاتی ہے' ان کے دلوں میں بھی ایک آگ ہوتی ہے جو ان کے سینوں میں شعلہ زن ہوتی ہے اور پھر وہاں سے یوں شعلے اور کوئلے نکلتے ہیں جس طرح کہ آتش فشاں پہاڑ پھٹ جاتا ہے لیکن آتش فشاں پہاڑ کبھی کبھی پھٹتا ہے اور بہت سارا عرصہ پرسکون بھی رہتا ہے' جب کہ یہ فضول گفتگو کرنے والے ہمیشہ اپنا لاوا اور گندا مواد نکالتے رہتے ہیں۔

غصہ اور آگ

جب یہ لوگ اپنی زبانوں کو لعن طعن اور دوسرے انگاروں کے ساتھ کھلا چھوڑتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو چکی ہوتی ہیں جن سے چنگاریاں پھوٹتی ہیں' ان کی رگیں پھول جاتی ہیں' ان کے جسم اس طرح لرزتے اور غصے سے کانپتے ہیں جس طرح کہ زمین میں زلزلہ آئے تو کانپتی ہے۔ کسی تعجب انگیز چیز سے تعجب نہیں کرتے' کسی سے خوش نہیں ہوتے' ہر چیز کو بے پروائی سے بغیر کسی سبب کے چھوڑ دیتے ہیں...... زبان سے دوسروں کی عزتیں پامال کرنے والے افراد جو کہ صنف ثانی ہیں ان کی یہ قسم بھی قابل تفصیل نہیں کیونکہ ان کا معاملہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔

البتہ صنف ثانی کی دوسری قسم قابل تفصیل ہے کیونکہ ان کا معاملہ بسا اوقات بہت سارے افراد سے مخفی رہ جاتا ہے' یہ لوگ دو طرح کے ہیں:

دماغ ہی الٹ گئے

❶ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ذہنوں میں خود کو خیر و بھلائی پر سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کسی قابل فخر چیز پر قائم ہیں' جب کہ درحقیقت ان کا معاملہ اس فرمان باری تعالیٰ کے مانند ہے:

﴿اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف: ۷/ ۳۰)

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا رفیق بنا لیا ہے اور خود کو ہدایت یاب سمجھتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○﴾ (الکهف: ۱۸/ ۱۰۳-۱۰۴)

''کہہ دیجیے کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں کے متعلق بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں' وہ لوگ جن کی سعی اور کوشش دنیا ہی کی زندگی میں گم ہو کر برباد ہو گئی اور وہ اپنے آپ کو یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔''

اور فرمان الٰہی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ﴾ (فاطر : ۳۵/ ۸)

''بھلا جس شخص کو اس کے اعمال بد آراستہ کر کے دکھائے جائیں اور وہ ان کو عمدہ سمجھنے لگے۔''

شیطان نیکی کے رنگ میں

۲ یہ وہ لوگ ہیں جو بنیادی طور پر نیک ہوتے ہیں لیکن شیطان نیکی کی صورت پیدا کر کے ان کو آہستہ آہستہ بدی کی جانب لے جاتا ہے اور ان کو غیر محسوس طریقے سے شر میں واقع کر دیتا ہے۔ صنف ثانی کی قسم اول کو ذرا دہرایئے کہ وہ ہر کسی پر لعنت کرتے ہیں اور تمام لوگوں سے ناخوش اور ناراض رہتے ہیں۔ ان کے مد مقابل یہ لوگ اپنی لعن طعن اور ناراضگی کا نشانہ کسی معین شخص' جماعت' قبیلے یا قوم کو بناتے ہیں اور اس مخصوص آدمی یا مخصوص افراد کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر چیز کو لعن طعن میں شامل کرتے ہیں۔ اگر ایسے مخصوص افراد کافروں یا فاسقوں میں سے ہوں تو ابھی آپ کچھ دیر بعد دیکھیں گے کہ یہ معاملہ بھی ہلکا نہیں بلکہ ایک عظیم جرم ہے تو اگر یہ مخصوص لوگ مسلمان ہوں تو پھر ان کے متعلق لعن طعن کرنے والوں کا جرم کتنا بڑا ہوگا۔

مجالسِ لعن

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْبَغِيْ لِصِدِّيْقٍ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا)) [1]

''کسی صدیق کے لائق نہیں کہ وہ لعنتیں کرنے والا بنے۔''

سیدنا ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) [2]

---

[1] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة: باب النهی عن لعن الدواب وغیرها (حدیث۔ ۲۵۹۷)

[2] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة : باب النهی عن لعن الدواب وغیرها (حدیث۔ ۲۵۹۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ لعنتیں ڈالنے والے شخص قیامت کے دن نہ سفارشی ہو سکیں گے اور نہ گواہ۔"

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں لعنت ملامت کرنے والوں کو زجر د توبیخ کی گئی ہے اور جو شخص اس خصلت کو اختیار کرتا ہے اس میں صفات جمیلہ وحمیدہ نہیں آ سکتیں کیونکہ لعنت میں یہ بددعا ہوتی ہے کہ وہ شخص رحمت الٰہی سے دور ہو جائے اور اس طرح کی بددعائیں ان مومنوں کی عادات اور اخلاق میں سے نہیں جن کی اللہ نے یہ صفت اور خوبی بیان کی ہے کہ وہ آپس میں رحم دل ہوتے ہیں اور نیکی وتقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ان کو اس عمارت کی طرح شمار کیا گیا ہے جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کرتا ہے اور وہ جسد واحد کے مانند ہیں اور مؤمن اپنے مؤمن بھائی کے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہے جو اپنے لیے محبوب جانتا ہے...... جب کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی پر لعنت ڈالتا ہے اور اس کے لیے رحمت الٰہی سے دوری کی بددعا کرتا ہے وہ تو مسلمانوں کے مابین جدائی' قطع تعلقی اور دوری ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ تو وہ انتہاء تھی جسے مسلمان کافروں کے متعلق اختیار کرتا ہے اور اس کے خلاف بددعاء کرتا ہے۔ اس لیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مؤمن پر لعنت ڈالنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے کیونکہ قاتل اپنے مقتول کو دنیا کی منفعتوں سے منقطع کر دیتا ہے اور یہ شخص لعنت ڈال کر اس آدمی کو اخروی نعمتوں اور رحمت الٰہی سے منقطع کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مؤمن کو لعنت ڈالنے کی اس کے قتل سے جو تشبیہ دی گئی ہے یہ گناہ میں ہے اور یہی زیادہ ظاہر ہے۔

نہ شفاعت نہ شہادت

یہ جو رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ ایسے لوگ شفاعت وشہادت کے قابل نہیں ہوں گے نہ سفارشی بن سکیں گے اور نہ گواہ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے روز جس وقت دوسرے مؤمن لوگ اپنے آگ کے مستحق بھائیوں کے بارے میں شفاعت کر رہے ہوں گے اس وقت یہ لوگ شفاعت و سفارش نہیں کر سکیں گے اور گواہ نہ بن سکنے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں تین اقوال ہیں' جن میں سے زیادہ صحیح اور مشہور یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن دوسری امتوں کے خلاف پیغمبروں کے حق میں یہ گواہی نہ دے سکیں گے کہ واقعی پیغمبروں نے ان تک دین الٰہی پہنچایا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دنیا میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی' کیونکہ یہ فاسق لوگ ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جان دینے کی سعادت اور شہادت حاصل نہیں ہو سکے گی...... اور پھر آپؐ نے یہ جو فرمایا کہ صدیق لعان (بہت لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا اور لعانون (بہت لعنتیں ڈالنے والے) سفارشی نہ ہوں گے' اس فرمان مبارک میں یہ دونوں صیغے لعان اور لعانون مبالغے کے صیغے ہیں' لاعن اور لاعنون (یعنی بغیر مبالغے کے) لفظ ذکر نہیں کئے گئے...... اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں ان لوگوں کی مذمت بیان ہوئی ہے جو اکثر لعن و ملامت کرتے ہیں۔ وہ شخص اس حدیث میں شامل نہیں جس نے ایک دو دفعہ یا کبھی کبھار ہی لعنت کی ہو۔

جائز لعنت

اس طرح اس فرمان میں وہ لعنت بھی شامل نہیں جو کہ مباح ہے اور شریعت میں ثابت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی ظالموں پر لعنت' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت' نقلی بال ملانے والی' جلد میں سوراخ کر کے سرمہ بھرانے والی' شرابی' سود کھانے اور کھلانے والا' سود لکھنے والا اور اس پر بننے والے دونوں گواہ' تصویریں بنانے والے' باپ کے علاوہ کی طرف منسوب ہونے والا' اپنے مالکوں کے علاوہ کے ساتھ معاملات قائم کرنے والا' زمین کے نشانات تبدیل کرنے والا وغیرہ اور بھی بہت سے افراد پر لعنت کی گئی ہے جن کے متعلق صحیح احادیث وارد ہو چکی ہیں۔[1]

انہوں نے یہ بھی کہا کہ لعنت ڈالنے کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے' لغت میں اس کا معنی ہے دور کرنا اور دھتکارنا و بھگانا جب کہ شریعت میں اس کا مطلب ہے اللہ کی رحمت

[1] شرح صحیح مسلم' باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا' ج ۱۶ ص ۱۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دور کرنا۔ لہٰذا اس شخص پر لعنت کرنا اور اسے رحمت الٰہی سے دور کرنے کی یہ بددعاء دینا منع ہے جس کا خاتمہ' انجام اور اخروی حالت یقینی طور پر معلوم نہ ہو' اس لیے علماء کا قول ہے کہ کسی معین شخص' پر لعنت کرنا جائز نہیں چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر اور خواہ چوپایہ ہو' سوائے ان بدنصیب لوگوں کے کہ جن کے متعلق شرعی نصوص سے ثبوت مل چکا ہے کہ وہ کفر پر مرے تھے یا کفر پر مریں گے۔ مثلاً: ابوجہل اور ابلیس لعنۃ اللہ علیھما۔ البتہ کسی وصف (یعنی جرم) کے ساتھ کسی کو خاص کیے بغیر لعنت ڈالنا جائز ہے مثلاً نقلی بال لگانے اور لگوانے والی پر' جلد میں سرمہ بھرنے اور بھروانے والی پر' سود کھانے اور کھلانے والے یعنی سود لینے اور دینے والے پر' تصویریں بنانے والوں' ظالموں' فاسقوں اور کافروں پر۔ اس طرح دوسرے بھی کئی ایسے اوصاف اور کام ہیں جن کے کرنے والوں پر شرعی نصوص میں لعنت ڈالی گئی ہے' ہاں! کسی معین شخص پر لعنت نہیں ڈالی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

عینک کے شیشے ہی سیاہ ہوں تو

کچھ لوگ ہمیشہ کسی معین شخص' یا معین قبیلے یا معین علاقے والوں پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں۔ یہ سوچ کر بھی اپنے کام سے باز نہیں آتے کہ جن کو ہم لعنتیں ڈال رہے ہیں وہ تو مسلمان ہیں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دینے والے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں اور دوسرے فرائض الٰہیہ بھی ادا کرتے ہیں۔ اگر تم اس لعن طعن کا سبب تلاش کرنا چاہو تو پتہ چلے گا کہ اس لعنت کی وجہ اور سبب ان لوگوں میں اس قدر نہیں کہ جس قدر لعنت ڈالنے والوں میں ہوتا ہے۔ تم محسوس کرو گے کہ لعنت ڈالنے والے شخص کے اپنے دل میں کوئی کھوٹ یا ان لوگوں کے لیے کوئی عداوت ہے' جس کی بنا پر وہ ان کو گمراہ سمجھتا ہے خواہ وہ نیک ہی ہوں جبکہ اپنے نفس کو یا اپنے قبیلے کو یا اپنے علاقے کو نیک سمجھتا ہے خواہ وہ گمراہ ہی ہوں۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کو حقیقت سے ہٹ کر دیکھتا ہے وہ اسے حقیقی حیثیت میں نظر ہی نہیں آتے یا کم از کم یہ تو ضرور ہے کہ وہ ان میں کالے رنگ ہی کو دیکھتا ہے' جتنی بھی نظر کرتا ہے اسے سیاہی و تاریکی کے سوا کچھ نظر نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتا' جس طرح کہ ایک شخص اپنے آنکھوں پر سیاہ رنگ کے شیشوں والی عینک رکھ لے تو اسے ہر چیز اس رنگ میں نظر آتی ہے خواہ وہ سفید ہی کیوں نہ ہو' جیسے کہ شاعر نے کہا:

وَمَنْ يَكُ ذَافَمٍ مُرٍّ مَرِيضٍ   يَجِدْ مُرًّا بِهِ الْمَاءَ الزُّلَالَا

''جس شخص کا بیماری کی وجہ سے منہ کڑوا ہو وہ میٹھے پانی کو بھی کڑوا ہی سمجھتا ہے۔''

اصل حقیقت

اگر تم یہ سوال کرو کہ وہ کون سی چیز ہے جو اس حقیقت کو مٹا کر انسان کو الٹ چیزیں دکھلاتی ہے کہ وہ سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید سمجھنے لگتا ہے۔

تو میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ اس کے کئی ایک اسباب ہیں مثلاً خواہش نفس' اندھی تقلید' اپنے نظریہ و سوچ پر اظہار تعصب جس کی وجہ سے وہ اپنے ہر مخالف پر غیظ و غضب دکھاتا ہے' غضب و کینہ پیدا کرتا ہے' کینہ رکھنے سے حسد کی بیماری شروع ہوتی ہے...... یوں تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل بیماری غصہ کرنے والے شخص میں ہے نہ کہ اس میں جس پر غصہ دکھایا گیا ہے...... اس کی تاکید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اگر تم اس شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کہو کہ بھئی اس لعن طعن کو اور ان لوگوں کی مذمت کو چھوڑ دو اور اس کے بدلے میں ایمانی عادات اور مفید احادیث یا فائدہ بخش باتوں سے وقت گزارو تو تم دیکھو گے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کرے اور دینی باتوں کی طرف منتقل ہو جائے لیکن چونکہ اس کے دل میں وہ بیماری اور مرض بھی باقی رہ گیا ہے اس لیے کچھ ہی عرصے بعد تم اسے پھر دیکھو گے کہ جن لوگوں پر اسے غصہ تھا ان کے دینی اعمال پر بھی لعن طعن شروع کر چکا ہے۔

یہ تو محض کچھ تبدیلی حاصل ہوئی ہے اور انداز مختلف ہوا ہے ورنہ تنگ اور تاریک سینے سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مجلس لعنت کو مجلس ایمان سے تبدیل کرے' اس کام کے لیے تو ایک وسیع' نورانی اور اسلام سے مطمئن سینے کی ضرورت ہے۔ جب کسی کا دل کینہ و حسد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اور کسی شخص کی مخالفت سے اس قدر بھرا ہوا ہو کہ وہ ہر ممکن کوشش کر کے اسے لعن طعن کا شکار کرتا ہے' تو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے غصے اور کینے کو ظاہر کرنے سے روک دے۔ یقیناً یہ نہایت مشکل امر ہے۔

یہی ایک مشکل ترین مرض ہے' جب تک تم اسے دینی باتوں کی طرف منتقل ہونے کے لیے کہتے رہو گے تو گویا اب اس کے لیے ایک اور موقع مہیا کر رہے ہو گے' کہ وہ ان مظلوم لوگوں کے متعلق ہر پہلو سے حتی کہ دینی جانب سے بھی لعن طعن کر سکے...... حتی کہ اگر وہ بھرپور کوشش کر کے اس کام کو چھوڑنا بھی چاہے گا تو کامیاب نہیں ہو گا کیونکہ اس کا باطن خبیث ہو چکا ہے اور اسے زبردستی اس کام کی جانب دھکیلے گا' اس وجہ سے وہ جو لفظ بھی سنتا ہے اس کی سب سے پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کو سبب بنا کر ان لوگوں کو برا بھلا کہہ سکے' تم دیکھو گے کہ اس کے منہ سے نکلنے والا کلام ایک تیز سیلاب کی طرح ہے جس کو تم روک نہیں سکتے۔ اگر تم بات کو تبدیل بھی کرنا چاہو تو وہ ہرگز خاموش نہیں ہو گا' حتیٰ کہ اپنا غصہ پورا کر کے راحت محسوس کرے گا' جس طرح کہ جس شخص کو متلی آ رہی ہے وہ قے کرنا چاہتا ہو تو جب تک قے کر نہ لے اس وقت تک اسے سکون نہیں آتا' اپنے معدے سے سب کچھ نکالنے کے بعد وہ راحت محسوس کرتا ہے۔ اس طرح یہ لعن طعن کرنے والا شخص بھی اپنے اس کام سے چھٹکارا نہیں پا سکتا کیونکہ کینہ و حسد نے اس کی نظر اور دل دونوں کو اندھا کر رکھا ہوتا ہے۔ اس کا سب سے اہم کام اور نصب العین یہی ہوتا ہے کہ اپنے اس ابال اور لاوے کو لعن طعن اور گالی گلوچ کے ذریعے باہر نکال دے' جب یہ کینہ و حسد دل پر غالب ہوں تو ان کو زائل کرنا' ناممکن نظر آتا ہے جیسے کہ کسی نے کہا:

كُلُّ الْعَدَاوَاتِ قَدْ تُرْجٰى اِمَاتَتُهَا   اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ مِنْ حَسَدٖ

"ہر عداوت و دشمنی کے خاتمے کی امید ہے سوائے دشمن کے حسد والی عداوت کے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسد اور چند اقوال

کسی حکمت دان اور دانش مند کا قول ہے کہ حسد ایسا مرض ہے جس سے شفا نہیں ملتی اور حاسد کا گمان بھی پورا نہیں ہوتا...... سیدنا معاویہؓ کا قول ہے کہ ہر انسان اپنی خوشی اور رضا مندی حاصل کرنے پر قادر ہے سوائے کسی نعمت پر حسد کرنے والے کے' اسے اپنی خوشی کبھی حاصل نہیں ہوتی' اِلاّ یہ کہ وہ نعمت اس دوسرے شخص سے زائل ہو جائے...... ایک اعرابی کا قول ہے کہ میں نے حاسد سے بڑھ کر کوئی ایسا ظالم نہیں دیکھا جو مظلوم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو' وہ تمہارے پاس جو نعمت بھی دیکھتا ہے اسے اپنے لیے سزا محسوس ہوتی ہے۔[1]

حسد کے بھیانک نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ حاسد جس سے حسد کرتا ہے اس کے متعلق ایسی گفتگو کرتا ہے جو شریعت میں ناجائز ہوتی ہے مثلاً: جھوٹ' غیبت' راز فاش کرنا اور پردہ چاک کرنا وغیرہ۔ نیز وہ اس شخص کا تذکرہ بطور استہزاء و مذاق کرتا ہے اور اس کی نقلیں اتارتا ہے بلکہ اس کا یہ حسد صرف قابل مذمت پہلوؤں کی حکایت اور نقل اتارنے تک محدود نہیں رہتا بلکہ نیک معاملات میں قابل مدح افعال کو بھی ازراہ مذاق بیان کرتا ہے اور اس کی نقل اتارتا ہے۔ اور یہ نقالی کرنے اور حکایت کرنا غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ یہ دوسرے شخص کا نقشہ پیش کرنے' اس کی تصویر کشی اور دوسرے کو سمجھانے کے لیے زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے' جس طرح کہ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری تو آپؐ نے فرمایا:

((مَا يَسُرُّنِى اَنِّى حَكَيْتُ رَجُلًا وَاَنَّ لِى كَذَا وَكَذَا))[2]

''یعنی مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھے فلاں فلاں چیز ملے اس عوض میں کہ میں کسی کی

---

[1] احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۱۸۹۔

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب فی الغیبة (حدیث۔ ۴۸۷۵)

جامع الترمذی' کتاب صفة القیامة : باب (۵۱) (حدیث۔ ۲۵۰۲) واللفظ له

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل اتاروں۔"

جانوروں پر لعنت

کسی انسان پر لعنت ڈالنا ہی حرام نہیں بلکہ جانوروں پر' جمادات اور ہواؤں پر لعنت ڈالنا بھی قابل مذمت ہے۔ سیدنا عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے' ایک انصاری صحابیہؓ اپنی اونٹنی پر سوار تھی کہ اچانک وہ اس اونٹنی کو ڈانٹتے ڈانٹتے اس پر لعنت ڈالنے لگی' رسول اکرم ﷺ نے اسے سن لیا تو آپؐ نے فرمایا:

((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ))

"اس سے سامان اتار کر اسے چھوڑ دو کیونکہ اس پر تو لعنت اور پھٹکار پڑ چکی ہے۔"

عمرانؓ کہتے ہیں مجھے اب بھی وہ تصور میں یوں نظر آ رہی ہے کہ وہ لوگوں میں کھلی پھر رہی ہے اور کوئی شخص اس کی طرف توجہ نہیں کر رہا ہے۔[1]

سیدنا ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی چادر ہوا سے اڑنے لگی' رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک تھا' اس شخص نے غصے میں آ کر ہوا پر لعنت ڈالنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ))[2]

"اس پر لعنت نہ ڈال کیونکہ وہ تو حکم الٰہی کی پابند ہے۔"

سیدنا جابر بن سلیمؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت کر دیجیے تو آپؐ نے فرمایا:

((لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا))

---

[1] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة والآداب : باب النهی عن لعن الدواب وغیرها (حدیث۔ ۲۵۹۵)

[2] سنن ابی داؤد' کتاب الادب : باب فی اللعن (حدیث۔ ۴۹۰۸)
جامع الترمذی' کتاب البر والصلة : باب ماجاء فی اللعنة (حدیث۔ ۱۹۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کسی کو ہرگز گالی نہ دو۔"

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ اس وصیت کے بعد میں نے کبھی کسی کو گالی نہ دی نہ آزاد کو اور نہ غلام کو' نہ کسی اونٹ کو اور نہ کسی بکری کو۔[1]

جب حیوان وغیرہ کو گالی دینے کے متعلق آپ نے سختی کو دیکھ ہی لیا ہے تو خود ہی سوچئے کہ انسان کو گالی دینا کس قدر عظیم گناہ ہوگا۔

تعیین کر کے لعنت کرنا

امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ کسی شخص پر معین کر کے لعنت ڈالنا نہایت خطرناک ہے۔ مثلاً: یہ کہنا کہ زید پر اللہ کی لعنت ہو...... اس میں تفصیل یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر شرعی لحاظ سے لعنت ثابت ہو چکی ہے اس پر لعنت ڈالنا جائز ہے۔ مثلاً: تم یہ کہو کہ فرعون پر اللہ کی لعنت' ابوجہل پر اللہ کی لعنت' کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ وہ کفر پر مرے اور شریعت سے بھی یہی ثابت ہے...... البتہ ہم اپنے زمانے میں کسی شخص کو معین کر کے (اس کی نشان دہی و نامزدگی) کر کے اس پر لعنت ڈالیں مثلاً کہیں کہ زید پر اللہ کی لعنت ہو' تو یہ پر خطر امر ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اگر یہ شخص کافر بھی ہو تو مرنے سے پہلے اسے اسلام کی توفیق مل سکتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ مرتے وقت اللہ کا مقرب ہو جائے تو ایسے شخص پر ملعون ہونے کا حکم کیسے لگا دیں...... بہرحال کسی بھی شخص پر لعنت ڈالنا خطرے سے خالی نہیں' مثلاً: جب کہ اگر تم ابلیس پر لعنت ڈالنے سے خاموش رہو گے تو کوئی خطرے والی بات نہیں چہ جائیکہ دوسرے افراد سے سکوت اختیار کیا جائے...... یہ بات ہم نے اس لیے ذکر کی ہے کہ آج کل لوگ کسی پر لعنت ڈالنے کو معمولی کام سمجھتے ہیں اور اس معاملے میں زبان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں' جب کہ مؤمن بہت لعنتیں ڈالنے والے نہیں ہوتے اور اپنی زبانوں کو اس کام کے لیے ڈھیل نہیں دیتے۔ ہاں جس شخص کی موت کفر پر ہوئی ہو اس پر یا مطلقاً کفریہ صفات کے ساتھ متصف اجناس پر لعنت ڈالی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ خیال

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب اللباس : باب ما جاء فی اسبال الازار (حدیث۔ ۴۰۸۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے کہ کوئی معین شخص مراد نہ ہو۔ اس کام میں مشغولیت کے بجائے ذکر الٰہی میں مصروف رہنا بہتر ہے۔ اگر آدمی زبان سے ذکر الٰہی نہیں کر سکتا تو کم از کم خاموشی اختیار کئے رکھے اس میں سلامتی کا راز مضمر ہے' ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے زیادہ مغضوب اور قابل نفرت شخص وہ ہے جو کثرت سے لعن طعن کرنے والا ہو۔[1]

امام نوویؒ کا قول

امام نوویؒ کہتے ہیں: جان رکھو کہ بے گناہ مسلمان پر لعنت ڈالنا حرام ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے' ہاں مذموم خصائل اور بری صفات والوں پر بغیر کسی کی تعیین کے لعنت ڈالی جا سکتی ہے مثلاً تم یہ کہو: اللہ تعالیٰ ظالموں پر لعنت ڈالے' اللہ کافروں پر لعنت کرے' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو' فاسقوں اور مصوروں پر اللہ لعنت برسائے۔[2]

جب کسی شخص کو اس کی مجلس میں موجود ایک سے زائد انسانوں پر لعنت ڈالتے دیکھو تو تعجب کیا کرو اور اس وقت تو بہت تعجب کرو جب کہ تمہیں معلوم ہو کہ اس لعنت کا سبب اس لعنت ڈالے ہوئے شخص میں نہیں بلکہ لعنت ڈالنے والے میں ہو۔ جس طرح کہ عموماً یونہی ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کی نگاہ اس آدمی پر پڑے جو اس کی نظروں کو اچھا نہ لگے تو فوراً کہنے لگتے ہیں کہ اللہ اس پر یا اس کے باپ پر یا والدین پر یا دادے پر یا اس کے چچے وغیرہ پر لعنت برسائے۔

مجلسِ طعن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۵۸)

---

[1] احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۱۲۳_۱۲۶۔

[2] الاذکار ص ۳۱۴' ۳۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ایسے کام کی تہمت سے تکلیف دیں جو انہوں نے نہ کیا ہو تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَالْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیْءِ))[1]

''مؤمن نہ تو بہت طعنے دیتا ہے' نہ بہت لعنتیں ڈالتا ہے' نہ فحش باتیں کرتا ہے اور نہ بیہودہ گوئی میں پڑتا ہے۔''

مؤمن کی یہ شان نہیں کہ لوگوں کو طعنے دے' اور زبان کو لعن طعن' فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کے لیے کھلا چھوڑ دے' یہ صفات تو ایمان کے منافی ہیں کیونکہ مؤمن تو ہمیشہ اپنی زبان کو پاک صاف رکھنے پر حرص کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ان بعض امور کو فحش الفاظ سے تعبیر کرنے سے پرہیز کرتا ہے جو مخفی ہوتے ہیں مثلاً جماع وغیرہ' جب کہ اہل فساد ان پوشیدہ معاملات کو کھول کھول کر بیہودہ الفاظ سے بیان کرتے ہیں' اور اہل اصلاح ان باتوں کے لیے اشارہ وکنایہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ))[2]

''اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدکلامی کو پسند نہیں فرماتا۔''

حدیث مبارکہ میں یہ بھی ہے:

((فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ))[3]

''اللہ تعالیٰ فحش کلامی کرنے والے اور بیہودہ گو سے بغض رکھتا ہے۔''

جب یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا:

اَلسَّامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ

---

[1] جامع الترمذی' کتاب البر والصلة : باب ما جاء فی اللعنة (حدیث۔ ۱۹۷۷)

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب فی حسن العشرة (حدیث۔ ۴۷۹۲)

[3] جامع الترمذی' کتاب البر والصلة : باب ما جاء فی حسن الخلق (حدیث۔ ۲۰۰۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ابو القاسم تم پر موت ہو''

(السلام کی جگہ السام کا لفظ بولا) تو سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا کہ:

((بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ))

''تم پر ہی موت واقع اور مذمت واقع ہو''

وہ یہودی اگرچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دیئے ہوئے جواب سے بھی زیادہ سخت جواب کے مستحق تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يا عَائِشَةُ لَا تَكُونِي فَاحِشَةً)) [1]

''اے عائشہ فحش کلامی والی نہ ہو''

لہٰذا فحش گوئی اور بدکلامی کے لیے اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے اور مسلمان اس پر حریص ہوتا ہے کہ اسلام میں وہ چیزیں داخل نہ کرے جو اس میں شامل نہ ہوں' جب فحش کلامی میں یہ صورتحال ہے تو طعن زنی میں بالاولیٰ ایسا کرنا چاہیے۔ مؤمن کی یہ عادت نہیں ہوا کرتی کہ لوگوں پر لعنتوں کے تیر چلاتا رہے۔ جس طرح کچھ لوگوں کی یہی عادت ہوتی ہے' ہلکے سے شبہ بلکہ اس سے بھی کم شبہ کی بنا پر وہ طعن کرنے لگتے ہیں اور کبھی تو اس کی زبان سے علمائے دین اور ائمہ کرام بھی محفوظ نہیں رہتے اور عموماً ایسے لوگوں کا یہ کام بدگمانی' خرابیِ طبیعت و مزاج' گمراہ کن خواہشات' اندھی تقلید اور تعصب وغیرہ کی بنا پر منظر عام پر آتا ہے۔ یہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جو صرف آنکھوں ہی کو اندھا نہیں کرتیں بلکہ سینوں میں موجود دلوں کو بھی اندھا کر دیتی ہے۔ جس بدنصیب کی یہ حالت ہو وہ میٹھے پانی کو صرف کڑوا محسوس نہیں کرتا بلکہ شہد کو بھی اندرائن (تمہ) محسوس کرتا ہے۔

علماء اور شیوخ پر لعن

میں یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ کچھ لوگ صرف عوام پر غصہ رکھنے کی وجہ سے ان ہی کو طعن کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ علمائے دین اور ائمہ دین پر طعن سے بھی دریغ نہیں

[1] صحیح مسلم' کتاب السلام : باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام (حدیث۔ ۲۱۶۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے' ہر طبقے پر عوام و خواص میں سے ہر شخص ان کے طعنوں سے زخمی ہوتا ہے حالانکہ اس کام میں بہت خطرہ ہے کیونکہ ان علمائے مسلمین پر طعن و تشنیع جو سنت نبویہ کے متبع ہوں اور سلف صالحین کے منہج پر قائم ہوں' ان پر طعن گویا کہ ورثائے پیغمبر پر طعن و تشنیع ہے۔ اہل علم کی شان میں گستاخی اور ان کی عزت میں دخل اندازی خصوصاً کبار علمائے کرام کے متعلق ایسا کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔

بعض علمائے سلف کا قول ہے کہ علمائے کرام کے گوشت زہر آلود ہوتے ہیں اور ان معزز ہستیوں کی شان میں گستاخی کرنے والوں اور عزت پامال کرنے والوں کے متعلق طریقہ الٰہی اور عادت ربانی معلوم و معروف ہے۔ جو شخص ان کی چغلی و مذمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی موت سے قبل اس کا دل مردہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور : ۲۴/ ۶۳)

''جو لوگ پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی آفت آ پڑے یا تکلیف دہ عذاب نازل ہو جائے۔''

وہ کون سی چیز ہے جو ان کو علماء پر طعن زنی کے لیے مجبور کرتی ہے' خصوصاً جب کہ یہ بعض علماء دنیا سے رخصت ہو چکے ہوتے ہیں' کیا ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں پہنچا:

((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا))[1]

''فوت شدہ گان کو گالی نہ دیا کرو کیونکہ وہ اس تک پہنچ چکے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا تھا۔''

اس کے علاوہ کئی نصوص میں منع کیا گیا ہے کہ کسی عامی شخص کی عزت بھی پامال نہ کرو' تو اکابر علماء کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الجنائز : باب ما ینھی من سب الاموات (حدیث۔ ۱۳۹۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے یہ کیسے جائز ہو گیا کہ وہ ناحق مومنوں کو تکالیف دیں!؟ جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۸)

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام کی تہمت سے ایذاء دیں جو انہوں نے نہ کیا ہو تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔''

اور ادھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ))[1]

''کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں اور کامل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کو بھی چھوڑ دے۔''

کہاں اہل علم اور کہاں جاہل!

علامہ صالح بن عمر بلقینی کہتے ہیں کہ علماء بزرگان اور اہل فضل کی توقیر و تکریم متعین ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۹/ ۹)

''کہہ دیجیے بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان : باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (حدیث۔ ۱۰)
صحیح مسلم، کتاب الایمان : باب بیان تفاضل الاسلام (حدیث۔ ۴۰) واللفظ للبخاری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرَنَا))[1]

''یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑے کا احترام و شرف نہ پہچانے۔''

تو اب یہ ان کے لیے کیسے جائز ہو گیا کہ کسی عالم پر فسق و کفر کا الزام لگانے کی جسارت کریں حالانکہ وہ عالم اس خرابی سے پاک ہو اور نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے ہیں:

((لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ))[2]

''کوئی آدمی کسی دوسرے شخص پر فسق کی یا کفر کی تہمت نہ لگائے ورنہ اگر وہ شخص اس طرح نہ ہوا تو وہ الزام اسی کے اوپر لوٹ آئے گا۔''

اور آپؐ کا یہ بھی فرمان ہے:

((فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ))[3]

''جو شخص چاہتا ہے کہ اسے آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے چاہیئے کہ اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح کہ وہ خود پسند کرتا ہے کہ لوگ مجھ سے پیش آئیں۔''

---

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب فی الرحمة (حدیث۔ ۴۹۴۳)
جامع الترمذی' کتاب البر والصلة : باب ما جاء فی رحمة الصبیان (حدیث۔ ۱۹۲۰) واللفظ له

[2] صحیح البخاری' کتاب الادب : باب ما ینهی من السباب واللعن (حدیث۔ ۶۰۴۵)

[3] صحیح مسلم' کتاب الامارة : باب وجوب الوفاء ببیعة الخلیفة الاول فالاول (حدیث۔ ۱۸۴۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں

اب بتائیے کہ کیا یہ لوگوں سے اس حدیث کے مطابق اس طرح پیش آتے ہیں جس طرح کہ اپنے متعلق خواہش رکھتے ہیں کہ لوگ ہم سے پیش آئیں۔

جو لوگ علماء اور جلیل القدر اہل علم کے متعلق جھوٹے بہتان باندھتے ہیں اور کسی پر گمراہ ہونے کا' کسی پر فاسق ہونے کا حکم لگاتے ہیں یہ لوگ دوسروں سے وہ طریقہ اختیار نہیں کرتے جو اپنے متعلق چاہتے ہیں اور اس کی وجہ ان کی جہالت ہے کیونکہ ان کا یہ لعن طعن اور گالی گلوچ والا کام اہل عقل و دانش سے متوقع نہیں چہ جائیکہ علماء یہ کام کریں...... یہ کام وہ بدنصیب کرتے ہیں جو دھوکہ شیطان میں' جہالت و عناد میں اور اپنے جیسوں کی تقلید میں گرفتار ہوں۔ ان لوگوں کی نظر میں ان علماء کا واحد جرم یہ ہوتا ہے کہ وہ ائمہ ہیں' کسی ایسی جماعت' قوم یا علاقے کے شیوخ و اساتذہ ہیں کہ جس قوم سے کینہ و دشمنی ہوتی ہے اور ان پر طعن کیا جاتا ہے۔ پھر ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان طعن کئے جانے والے اشخاص کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر خاص چیز کو بھی نشانہ بنایا جائے۔ چنانچہ علماء و شیوخ اور دینی و مذہبی حالات و کیفیات تمام کو نشانہ بناتے ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق والی چیز کو بھی نہیں بخشتے...... ان کا یہ کینہ و نفرت' بہتان و افترا تک نوبت لے آتا ہے۔ پھر یہ ان کی طرف ایسے اقوال و افعال اور فتاویٰ جات منسوب کرتے ہیں جو ان سے صادر نہیں ہوئے ہوتے۔

ان گمراہ کن خواہشات کی اتباع بہت سارے لوگوں کو اس مذموم کام پر آمادہ کرتی ہے اور آدمی مسلسل خواہش کی پیروی کرتا رہتا ہے تاآنکہ وہ اپنی خواہش کو معبود بنا لیتا ہے' جس طرح کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (الجاثیة : ۴۵/ ۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے گمراہ ہو رہا ہے تو اللہ نے بھی اس کو گمراہ کر دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا' اب اللہ کے سوا اس کو کون سیدھی راہ لا پر سکتا ہے؟ تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔''

واقعی وہ شخص اس قابل ہے کہ خواہش اسے پستی و تنزلی میں لا پھینکے جب اس کے کان و دل پر مہر ثبت ہو گئی اور اس کی آنکھ پر پردہ پڑ گیا تو اب وہ اپنے اہل و عیال' قبیلہ و خاندان اور اہل علاقہ کے لیے تعصب اور بے جا حمایت کرے گا' اپنے بدتر افراد کو بھی بہتر سمجھے گا' خواہ وہ واضح گمراہی کے گڑھے میں گرے پڑے ہوں اور دوسرے لوگوں میں سے بہترین افراد کو بھی برا خیال کرے گا خواہ وہ واضح ہدایت پر قائم ہوں' اور اس میں وہ تعصب بھی ہے جس سے کسی مذہب یا جماعت کی طرفداری کی جاتی ہے' دوسرے مذاہب و جماعتوں پر کینہ و کدورت رکھی جاتی ہے اور ان کے متبعین کو بری نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾

(المؤمنون : ۲۳/ ۵۳)

''پھر انہوں نے آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا' جو چیز (عقائد و افکار) جس فرقے کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہو رہا ہے۔''

یعنی ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی جس کی بنا پر وہ ٹکڑے ٹکڑے اور فرقے ہو گئے اور جن عقیدوں و نظریات پر عمل پیرا ہیں اور اپنائے ہوئے ہیں انہی کو حق جان کر خوش ہیں۔

ابلیس اور ابن آدم

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ابلیس سے پوچھا کہ تم ابن آدم پر کس طرح غلبہ پاتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ: جب وہ غصے میں یا خواہش نفسانی میں مبتلا ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَعْصِ الْهَوٰى قَادَكَ الْهَوٰى إِلٰى كُلِّ مَافِيْهِ عَلَيْكَ مَقَالٌ

''جب تم خواہش کی نافرمانی نہیں کرو گے تو خواہش تمہیں ہر اس کام کی طرف ہانک کر لے جائے گی جس میں تجھ پر اعتراض کیا جاتا رہے گا۔''

ایک اور شاعر نے کہا:

إِذَا مَا رَأَيْتَ الْمَرْءَ يَقْتَادُهُ الْهَوٰى فَقَدْ ثَكِلَتْهُ عِنْدَ ذَاكَ ثَوَاكِلُهُ

''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ خواہش اس کو ہانکے پھر رہی ہے تو سمجھ لو کہ اس وقت اسے گم پانے والیاں اسے گم سمجھ رہی ہیں۔''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس نے کہا:

''میں نے امت محمدیہ کے لیے گناہوں اور معصیتوں کو مزین کر دیا' وہ استغفار کے ساتھ میری کمر توڑنے لگے پھر میں نے ان کے لیے ایسے گناہ مزین کیے جن سے وہ استغفار نہیں کرتے اور وہ ہیں خواہشات۔''

ہاں...... وہ اس چیز کیسے استغفار کر سکتے ہیں جس کو وہ گناہ شمار ہی نہیں کرتے' اسے معصیت سمجھتے ہی نہیں؟ بلکہ وہ تو سمجھتے ہیں کہ اپنے اہل و مذہب اور تمام خواہشات کے لیے راہ تعصب اختیار کرنا برحق ہے۔ اس کا دفاع کرنا واجب ہے اور اس وجہ سے لوگوں کے ساتھ لڑائی کرنا ضروری ہے...... لیکن ان سے یہ سوال ہے کہ اگر ان کے گمان کے مطابق ان کا کام حق پر مبنی ہے تو پھر وہ دوسرے لوگوں کو کیوں ملامت کرتے ہیں جنہوں نے انہی کے تعصب کی طرح تعصب اختیار کر رکھا ہوتا ہے؟ یا پھر یوں کہیں کہ صرف ہمارا تعصب حق ہے اور باقی ہر کسی کا تعصب باطل ہے؟

خواہش کے غلام

بات دراصل یہی ہے کہ یہ سب کچھ خواہشات کی اتباع میں کر رہے ہیں اور انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں داخل ہونے کا راستہ شیطان کے لیے یہی خواہشات ہیں۔ تم جس شخص کو بھی دیکھو کہ وہ کسی پر لعن طعن کر رہا ہے یا مسلمانوں کے عیوب تلاش کرنے کے لیے بدگمانی کر رہا ہے تو جان رکھئے کہ وہ شخص خبیث باطن والا ہے' اس کے باطن میں چھپا ہوا خبث و گندگی اس کے منہ سے نکل رہی ہے' عموماً لعن طعن کرنے والے لوگ دوسروں کے متعلق بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں' بدگمانی کی ایسی خصلت ہوتی ہے جو اس سے جدا ہوتی نظر نہیں آتی اور یہی بدگمانی لعن طعن کا موجب اور باعث بنتی ہے۔

تم دیکھو گے کہ یہ لوگ خود کو علماء اور مخلص مجتہدین پر حاکم سمجھتے ہیں' جب علماء و مجتہدین کوئی شرعی فتوی صادر کرتے ہیں تو یہ اس فتوے کے درپے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ گمراہی اور فساد ہے' یہ فسق و کفر ہے...... وغیرہ وغیرہ' یوں وہ اپنی ہر ممکن کوشش کے ساتھ بغیر علم کے حاکم بن بیٹھتے ہیں۔ اگر یہ خود علماء یا مفتی ہوتے تو اس طرح کی نوبت نہ آتی اور ایسا کلام ان سے صادر نہ ہوتا' کیونکہ یہ تو اہل علم کی ذمے داری اور فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کو حق واضح کر کے بتلائیں اور ان کو بدعات و ضلالات سے ڈرائیں' پھر جب کسی عالم فاضل سے فتوی صادر ہوتا تو وہ اس کو اس انداز میں غلط قرار نہ دیتے جس طرح یہ جاہل' کینہ پرور لوگ کرتے ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ لفظ بولتے جو ایک عالم ایسے موقع پر کہتا ہے کہ اگر وہ فتوی واقعی غلط ہو تو اسے ''خطا'' سے تعبیر کرتے ہیں لیکن مفتی پر کوئی لعن طعن نہ کرتے۔

خطاء سے کون بچ سکا؟

ہر عالم خطاء کا پتلا ہے' وہ کبھی درست فتوی دیتا ہے اور کبھی اس سے بتقاضائے بشریت غلطی سے صحیح فتوی صادر نہیں ہوتا۔ کیونکہ رسول پاک ﷺ کی ہستی کے سوا کون سا بشر معصوم عن الخطاء ہے' آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ)) [1]

''جب حاکم کوئی فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے پھر درستگی کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے لیکن خطا کر جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔''

یہ حدیث اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ جب کسی مجتہد کے پاس صلاحیت اجتہاد اور اجتہاد کے متعلقہ ضروری اشیاء ہوں تو وہ دونوں حالتوں میں مستحق اجر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس مجتہد کو اس کے اجتہاد پر اجر ضرور بخشتا ہے خواہ وہ خطاء ہی کر جائے اور اس کے برعکس یہ جہلاء ان مجتہدین پر ضلالت و کفر کا حکم لگاتے ہیں' کیا ان لوگوں کی زبانوں سے مسلمان محفوظ اور سلامت رہے ہیں؟

جب عالم سے خطاء ہو جائے تو اس وقت یہ گزشتہ کلام کیا جائے گا لیکن جب وہ فتویٰ ہی درست صادر کرے۔ اس لیے ہر کسی کے متعلق سوچ سمجھ کر کوئی کلمہ منہ سے نکالنا چاہیے۔ بخاری و مسلم میں سیدنا ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهَا يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) [2]

''بندہ کبھی کوئی کلمہ زبان سے نکالتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ اس میں کیا ہے' تو اس کی وجہ سے وہ آگ میں اس قدر گہرا گرے گا کہ مشرق و مغرب کی درمیانی دوری سے بھی زیادہ دور چلا جائے گا۔''

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الاعتصام : باب اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ (حدیث۔ ۷۳۵۲)

صحیح مسلم' کتاب الاقضیة : باب بیان اجر الحاکم اذا اجتهد (حدیث۔ ۱۷۱۶)

[2] صحیح البخاری' کتاب الرقاق : باب حفظ اللسان (حدیث۔ ۶۴۷۷)

صحیح مسلم' کتاب الزهد : باب حفظ اللسان (حدیث۔ ۲۹۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ شخص جو ان علماء کو گمراہ' فاسق یا کافر کہتا ہے کبھی اس نے سوچا ہے کہ میں خیر والا کلمہ کہہ رہا ہوں یا نہیں؟

اصلی مفلس

انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا:

((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟))

''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟''

صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہمارے ہاں مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو اور نہ ساز وسامان۔ آپؐ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَکَاةٍ وَیَاْتِیْ قَدْشَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ))[1]

''یعنی میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کے پاس نماز' روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ نیک اعمال ہوں گے لیکن ادھر ایک وہ شخص بھی آجائے گا جس کو اس نے گالی دی ہوگی' کسی پر تہمت لگائی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا' کسی کو مارا ہوگا تو اس کی نیکیاں ان میں تقسیم کی جائیں گی' ہر ایک کو اس کے حق کے بقدر اس کی نیکیاں دی جائیں گی پھر اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ پکڑ کر اس کے سر پر لاد دیئے جائیں گے پھر اسے آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔''

---

[1] صحیح مسلم' کتاب البر والصلة : باب تحریم الظلم (حدیث۔ ۲۵۸۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیدنا ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) [1]

''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

''سباب'' سے مراد گالی گلوچ اور کسی انسان کی عزت میں عیب جوئی کرنا ہے۔

وہ عیب کس قدر قبیح اور شنیع ہے جس میں کسی مسلمان پر ضلالت وفسق کی یا اس جیسی کوئی اور تہمت لگائی جائے اور اگر یہ تہمت علمائے دین کے متعلق ہو تو اس سے بھی زیادہ قبیح حرکت ہو گی اور زیادہ خطرناک ہو گی۔ جب کہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ تہمت لگانے والا خود کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔

الٹی گنگا بہہ پڑی

چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان اس بات سے خوش ہوں کہ ہمارے درمیان علماء و مجتہدین موجود ہیں' ان پر واجب ہے کہ ان کا دفاع کرے' ان کی حمایت وطرفداری کرے۔ کیونکہ وہ دین و مذہب کے امام و پیشوا ہیں' ان کی عدم موجودگی میں گمراہی و فساد عام ہو جاتا ہے' حکام بالا اور حکمران سلطنت ان کی وجہ سے اسلام سے دور نہیں ہوتے' اسی لیے تو اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور سازشیں کرنے والے لوگ سب سے پہلے علماء ہی کے متعلق لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو لوگوں کے لیے مرجع ہو اس سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں' جب علماء ہی کے متعلق شکوک لاحق ہو جائیں' ان پر اعتماد ختم ہو جائے تو لوگ خود بخود دین سے دور ہی دور ہوتے چلے جائیں گے اور وہ دین سے جتنا دور ہوں گے اسی قدر کفر سے قریب ہوں گے اور گمراہی کے نزدیک ہوتے چلے جائیں گے' کیونکہ وہ دین کے محافظوں ہی سے دور ہو جاتے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الادب: باب ما ینھی من السباب واللعن (حدیث۔ ۶۰۴۴)
صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب بیان قول النبی ﷺ ''سباب المسلم فسوق۔'' (حدیث۔ ۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی وجہ سے جو شخص علماء پر گمراہی کا عیب لگاتا ہے یا یہ الزام اور تہمت لگاتا ہے کہ یہ تو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو وہ دراصل غیر محسوس انداز میں لوگوں کا اعتماد ختم کر رہا ہوتا ہے، خصوصاً کمزور ایمان والے تو بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں، ورثائے انبیاء کے متعلق لوگوں کو شک میں ڈال دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر لوگ فتویٰ اور نصیحت و رہنمائی کے متعلق ضروری مسائل و امور میں بھی ان کے پاس نہیں آتے۔ شیطان اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اپنی نصیحت، کوشش اور گمراہ کن کارروائیوں میں تیزی پیدا کر دیتا ہے، تاکہ لوگوں کی بدترین انجام اور برے ٹھکانے کی طرف رہنمائی کرے۔

اندھی تقلید سبب طعن (علماء کے لیے)

بہت سارے اسباب ایسے ہیں جن کی وجہ سے کوئی بھی شخص علمائے دین اور کبار فضلاء سے متنفر ہو سکتا ہے، پیچھے میں ذکر کر چکا ہوں کہ بسا اوقات اس کی علماء سے نفرت کسی جماعت، قوم یا اہل علاقہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ چونکہ اس کو اس عالم سے محبت ہے وہ اس کے پاس جا کر فتاوی پوچھتے ہیں، اس کے اقوال پر عمل کرتے ہیں اور یہ شخص اس قوم اور جماعت سے نفرت کرتا ہے تو اس وجہ سے وہ ان کے عالم سے بھی نفرت کرنے لگتا ہے، تم دیکھو گے کہ وہ شخص اس عالم سے اس قدر نفرت کرنے لگتا ہے کہ اس کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ہر اس طالب علم سے بھی نفرت کرنے لگتا ہے جو اس سے علم حاصل کر کے سند فراغت حاصل کرتا ہے خواہ وہ بھی کبار علماء میں سے ہو۔

اس طرح علماء سے نفرت کا ایک اور سبب اندھی تقلید ہے اور یہ وہ سب سے قوی سبب ہے جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ علماء کے متعلق برے خیال رکھتے ہیں، کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی شخص میں گزشتہ سبب اور یہ اندھی تقلید والا سبب دونوں جمع ہو جاتے ہیں تو اس کی علماء سے نفرت بھی کئی گناہ زیادہ ہو جاتی ہے۔

اندھی تقلید سے مراد یہ ہے کہ آدمی کسی معین مذہب و مسلک کی پیروی کرے، مذاہب اربعہ میں سے ایک کو اختیار کر کے باقی چھوڑ دے، پھر وہ اس مذہب کے مطابق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک چیز پر عمل کرے' اور کسی چیز کو ترک نہ ہونے دے' خواہ حدیث سے اس چیز اور کام کا غلط ہونا بھی ثابت ہو جائے اور یہ واضح بھی ہو جائے کہ برحق مسئلہ دوسرے مذہب کے پاس ہے' جب اس کے پاس کوئی ایسی صحیح حدیث رسول پاک ﷺ سے ثابت شدہ پہنچتی ہے جو کسی بھی مسئلے میں اس کے مذہب اور نظریئے کے خلاف ہو تو وہ اس حدیث کو چھوڑ دیتا ہے' اس کی اتباع نہیں کرتا اور اتباع رسول ﷺ پر اتباع امام کو ترجیح دیتا ہے' وہ پیغمبرؐ جن کا فرمان عالی شان ہے:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ)) [1]

"یعنی کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔"

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا﴾ (النساء: ۴/ ۶۱)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اس کی طرف رجوع کرو اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے ہیں اور رکے جاتے ہیں۔"

معصوم کون؟

اس مقلد کے ذہن سے یہ نکل جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو اکیلے اور یکتا طور پر معصوم ہیں اور آپؐ کی زندگی کے بعد اللہ عزوجل نے کتاب وسنت پر مبنی اجتہاد کسی ایک شخص یا ایک ہی زمانے پر منحصر نہیں کیا بلکہ اجتہاد کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہوا ہے جب تک اللہ چاہے گا اور جب تک انسانی زندگی تغیر وتبدل اور احوال زمانہ میں مبتلا ہے اس وقت تک لوگ اجتہاد کے محتاج بھی رہیں گے کیونکہ ہر دور میں ایسی ایسی ایجادات ہوتی

[1] شرح السنة للبغوی (۱۰۴) اسے نووی نے اپنی "اربعین" میں صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو اس سے پچھلے زمانے میں نہیں ہوتی تھیں اور جب تک اللہ کی مشیت ہے یہ سلسلہ چلتا رہے گا لیکن یہ مقلدین اور اپنے اپنے مذہب کے متعلق تعصب رکھنے والے اجتہاد کے چہرے کے آگے پردے اور رکاوٹیں حائل کر دیتے ہیں حتی کہ جب کوئی مجتہد ظاہر ہوتا ہے تو اس پر انکار کر دیتے ہیں' کیونکہ یہ لوگ کسی شخص کا مذاہب اربعہ سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے' یوں سمجھتے ہیں کہ جیسے ان مذاہب سے نکلنا دین سے نکل جانے کے مترادف ہے۔

حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے' لوگ تو ہمیشہ علماء و مجتہدین کے محتاج رہتے ہیں تاکہ نئے نئے پیدا ہونے والے مسائل میں وہ ان کو فتوے دے سکیں' لیکن یہ متعصب لوگ تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی شخص آئے اور اس راستے پر گامزن ہو جائے جس پر ائمہ اربعہ چلتے تھے' اگر کوئی ایسا شخص آجاتا ہے تو یہ اسے بہت ہی خطرناک سمجھتے ہیں' اس سے نفرت کرتے ہیں اور موقع ملے تو اس پر تنقید اور طعن کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے' بلکہ اس پر افتراء و بہتان باندھتے ہوئے خود اقوال گھڑ گھڑ کر اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ہر اجتہاد باعث اجر

یاد رکھئے ہر امام اور ہر مجتہد غلطی کا شکار ہو سکتا ہے' اس کی بات اور فتوی درست بھی ہو سکتا ہے اور خطا بھی اس میں ممکن ہے لیکن وہ دونوں حالتوں میں اللہ کے ہاں ثواب اور اجر کا حق دار ہے اور ائمہ اربعہ بھی معصوم عن الخطا نہیں تھے' قرآن پاک کی کوئی آیت اور کوئی حدیث صحیح اس پر دلالت نہیں کرتی کہ مسلمان پر مذاہب اربعہ میں سے صرف کسی ایک کی اتباع کرنا لازم ہے بلکہ اللہ تو اتباع رسول کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۵۹/ ۷)

''رسول تمہیں جو دیں اسے پکڑ لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔''

اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (التغابن : ۶۴/ ۱۲)

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرو۔''

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی عالم پر فسق و کفر یا گمراہی کی تہمت اور الزام عائد کرے۔ حتیٰ کہ اس کے کسی فتوے کے متعلق بھی ایسے الفاظ نہ کہے' کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا' جب اللہ تعالیٰ مجتہد کو اس کے اجتہاد پر اجر دیتا ہے تو اب اس شخص کو بھی چاہیئے کہ ان حدود الٰہیہ سے تجاوز نہ کرے اور اپنے دل میں برے خیالات پیدا نہ ہونے دے اور وہ شخص جو کسی عالم یا کسی کے فتوے پر حکم لگانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ خود اہل علم وفتوی سے ہو اور جو شخص کسی عالم پر تنقید یا اس سے مناظرے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ اس سے بلند درجہ علم نہیں رکھتا تو کم از کم اسی کی مثل ضرور علم رکھتا ہو۔ جو شخص طبیب اور ڈاکٹر نہ ہو وہ علم طب کے متعلق کسی ڈاکٹر سے کس طرح بحث و مناظرہ کر سکتا ہے اور امراض و ادویات ان کے نام اور تراکیب وغیرہ میں کس طرح اس سے مناقشہ و بحث کر سکتا ہے؟

اگر ہم یہ فرض کریں کہ کسی شخص نے باوجود ڈاکٹر نہ ہونے کے ایسا کر دکھایا تو ہم کہیں گے کہ یا تو وہ مجنون و دیوانہ ہے یا کم از کم جاہل و بے علم ضرور ہے بلکہ جاہل تو اپنی جہالت کی بنا پر علم طب کے کسی مسئلے پر کسی ڈاکٹر سے منہ بھی نہیں لگاتا اور اس کے کام پر کوئی حکم تجویز نہیں کرتا' کیونکہ اسے علم ہے کہ اس کے پاس اس جسارت کے اسباب مہیا نہیں ہیں۔

جب کسی شخص کے پاس ایسی علمی صلاحیت نہ ہو جس کے ساتھ وہ درست و غلط میں تمیز کر سکے تو بہتر طریقہ و سنت یہی ہے کہ آدمی زبان کو بند رکھے' زبان پر کنٹرول اس کے حق میں اور اس کے دین کے حق میں باعث سلامتی ہے اور سلامتی سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ ایسے شخص کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں مشغول رہے' اپنے نفس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح اور تزکیہ میں جستجو کرے اپنی زبان کی لغزشوں سے محفوظ رہنے کی محنت کرے اور اطاعت الٰہی اور ذکر ربانی پر ہمیشگی و مداومت کرے۔

شیطان سے بچ کر

ہم پر واجب ہے کہ کسی چیز پر کوئی حکم لگانے سے پہلے یہ نہ بھول جائیں کہ شیطان ہر وقت ہمیں گمراہ کرنے کے لیے موجود رہتا ہے اور اس کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے لیے اس کے برے اعمال مزین کرے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوْءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا﴾ (فاطر: ۸/۳۵)

''بھلا جس شخص کو اس کے اعمال بد آراستہ کر کے دکھلائے جائیں اور وہ ان کو عمدہ سمجھنے لگے تو کیا وہ نیکوکار آدمی جیسا ہو سکتا ہے؟''

حتیٰ کہ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ آدمی گناہ کر رہا ہوتا ہے لیکن وہ اسے نیکی سمجھے ہوئے ہوتا ہے' زبان سے باطل کہہ رہا ہوتا ہے لیکن اسے حق سمجھ رہا ہوتا ہے' اگر وہ حق کو پہچانتا ہوتا تو حق والوں کو بھی پہچان لیتا' علیؓ کا قول کس قدر مبنی بر حقیقت ہے:

''حق کے ساتھ آدمیوں کو پہچانا کرو نہ کہ آدمیوں کے ساتھ حق کو' حق کو پہچان لو حق والے آدمی خود بخود تمہیں معلوم ہو جائیں گے۔''

عمدہ فائدہ

علمائے کرام وہ ہستیاں ہیں جو دین کے مصادر و مراجع ہیں' ان کے سینے منور گھروں جیسے ہوتے ہیں جن میں اللہ رب العزت نے قرآن و سنت کو ڈال رکھا ہوتا ہے' دور حاضر میں لوگوں کی اکثریت قرآن و سنت سے دور ہے' اس لیے ان کو علماء کی جانب رجوع کرنا پڑتا ہے' تاکہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے دینی و دنیاوی مسائل حل کرا سکیں...... تو جب یہ لوگ قراءت قرآن اور معرفت سنت سے دور ہوں اور پھر مزید المیہ یہ کہ وہ علماء کو اور ان کے پندونصائح سے بے نیاز ہو جائیں تو یاد رکھیے یہ دراصل قرآن و سنت کو ترک کر دینے کے مترادف ہے اور علمائے دین پر اعتماد ختم کرنے اور منہدم کرنے کا نتیجہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے مراجع اور ورثائے نبی ﷺ کو منہدم کیا جا رہا ہے' تو جب مسلمانوں کے پاس کوئی مرجع ہی نہ ہوگا تو اسلام کا ضیاع اور ضلالت و جہالت عام ہو جائے گی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَ لٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا))[1]

''اللہ تعالیٰ علم کو یوں قبض نہیں کرے گا کہ بندوں کے دلوں ہی سے علم کھینچ لے بلکہ وہ علماء کو قبض کر کے علم کو قبض کرے گا۔ حتیٰ کہ جب کسی عالم کو باقی نہ رہنے دے گا تو لوگ جاہل افراد کو اپنے رئیس اور سردار بنا لیں گے' جب ان جاہلوں سے کوئی سوال ہوگا تو بغیر علم کے فتوے صادر کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالیں گے۔''

عالم نہیں تو علم دین نہیں

یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ علم علماء کے سینوں میں محفوظ رہے گا حتیٰ کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہوں گے تو علم بھی ان کے ساتھ ہی رخصت ہو جائے گا۔ اس طرح علماء کے متعلق شکوک پیدا کرنا اور ان کے اعتماد کو ختم کرنا درحقیقت ان کو مار دینے کے برابر ہے اور گویا ان کی زندگی ہی میں یہ لوگ علم کا جنازہ نکالنا چاہتے ہیں۔ دشمنان اسلام بھی ہمیشہ سے اس کوشش میں مصروف ہیں کہ علماء و شیوخ کی قدر و قیمت میں نقصان ڈالا جائے' فلموں' ڈراموں میں مضحکہ خیز حالات اور کردار میں ان کو پیش کرتے ہیں۔ لوگ ان پر ہنستے ہیں' ان کو مذاق و استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں' نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ جب ان ڈراموں میں علماء کو مضحکہ خیز حالات میں دیکھنے والا شخص کسی وقت

---

[1] صحیح البخاری' کتاب العلم : باب کیف یقبض العلم (حدیث۔ ۱۰۰)
صحیح مسلم' کتاب العلم : باب رفع العلم و قبضه (حدیث۔ ۲۶۷۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے علماء سے براہ راست ملتا ہے تو اس کا دل علماء کی عزت وتوقیر اور احترام و اکرام سے خالی ہو چکا ہوتا ہے۔

دشمنوں کی رضاء کیوں؟

یاد رکھئے علماء کی عزت وتوقیر ہی میں دین کا احترام' وقار اور حفاظت مضمر ہے کیونکہ انہی ہستیوں نے دین کی طرف رہنمائی کرنا ہوتی ہے اور ان کے ساتھ علم بھی اٹھ جائے گا جب علم ختم ہو گا تو جہالت و گمراہی اور ضلالت و فساد اور بغاوت و سرکشی کی چادر ہر جانب پھیل جائے گی...... مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ بعض وہ لوگ جو خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور دین پر غیرت رکھنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں' معلوم نہیں کہ کیوں وہ ان گھروں اور مقامات کو قائم کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جن کو دشمنان اسلام نے اپنے ایجنٹوں کے لیے مقرر کرنا ہوتا ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے علماء و شیوخ اور مجتہدین وفقہاء پر طعن کریں' ان کی گستاخی کے مرتکب ہوں' ان کی شان میں تنقیص کریں اور ان کو گمراہ ثابت کریں' تاکہ لوگوں کا ان پر اعتماد نہ رہے' بلکہ ہر اس چیز سے ان کا اعتماد اٹھ جائے جو مسلمانوں کے لیے دینی مرجع کی حیثیت رکھتی ہو' اور ان کا اس کام سے اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں سے دین و ایمان کی روح کو ختم کر دیں' تاکہ کافروں کے لیے مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہو جائے اور وہ ان کو آسانی سے غلام بنا لیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی موجودہ ابتر صورت حال اور کافروں کی ان پر وحشیانہ چڑھائی کا منظر دیکھ لیں' آپ کو ہماری بات کی صداقت معلوم ہو جائے گی۔

قیامت تک اس دین کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

لیکن اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دین نہایت مضبوط ہے' اس کو نہ کوئی انسان منہدم کر سکتا ہے اور نہ کسی کے پاس اسے ختم کرنے کی طاقت ہے' فرمان الٰہی ہے:

﴿هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (الصف : ۶۱/ ۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا' تا کہ اسے باقی تمام ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی محسوس ہو۔''

یہ مشرکین اور دشمنان اسلام شدید خواہش رکھتے ہیں کہ دین اسلام کو اور اس کے علماء کا خاتمہ کریں تا کہ وہ باقی ادیان باطلہ پر غالب نہ آسکے اور وہ قدم و پنڈلی بلکہ ہر غضو کو استعمال کر کے اپنے ہدف و مقصود کے لیے مستعد رہتے ہیں لیکن دوری سے دوری ہے' وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے' فرمان الٰہی ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (الصف : ۶۱/ ۸)

''یہ چاہتے ہیں کہ چراغ الٰہی کی روشنی کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔''

لہٰذا دین کبھی مہندم نہیں ہو گا البتہ دل ختم ہو جائیں گے جو دین کے لیے محفوظ الماریوں اور برتنوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس دل میں دین ہو گا وہ زندہ و جاوید اور آباد دل ہے اور جو دل ایمان سے خالی ہے وہ مردہ دل ہے' اللہ کی پناہ!

یہ لوگ جو علمائے دین پر لعن طعن کرتے ہیں' ان کی عزت و توقیر مجروح کرتے ہیں یہ اپنے اقوال کے عظیم خطرے سے ناواقف ہیں اور وہ اس انجام سے بے خبر ہیں جو ان کی باتیں سن کر کمزور اہل ایمان پر نمایاں ہوتا ہے اور ہے بھی کس قدر کثرت سے اور وہ اس بات کی طرف تو توجہ بھی نہیں دیتے کہ وہ اس پاکیزہ' ملت پر کیچڑ اچھال کر اپنے ہی دشمنوں کو خوش کرتے ہیں اور ان کو بھی مسلمانوں میں نقص نکالنے کا موقع دیتے ہیں اور اس دین کے شرعی احکام کو کمزور اور ضعیف ظاہر کرتے ہیں۔

پھر کبھی اس کے طعن میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں تو جس قدر ان کے پیروکار زیادہ ہوں گے اس قدر ان کا گناہ اور بوجھ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھر یہ کم ہی سامنے آتا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر و فاسق کہنے والا خود اسلام قبول کرے یا کامل مسلمان بن جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۹

خاتمہ مجالس

محترم پیارے مسلمان بھائی!...... جس طرح پیچھے تقریباً ہر فصل کے اختتام پر میں نے آپ کو عمدہ فوائد سے باخبر کیا جو کہ دراصل ان فصلوں کا خاتمہ ہوا کرتا تھا' اب میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ مجالس کے بیان کے آخر میں آپ کو آخری کلمات کی طرف متوجہ کروں' تا کہ ہمارے لیے راستہ روشن ہو جائے اور ہم اس راہ سے واقف ہوسکیں جس پر ہم نے لوگوں کی صحبت اختیار کرتے وقت گامزن ہونا ہے اور ہم اس صفت وخوبی سے آشنا ہوسکیں کہ جس کو اختیار کر کے ہم لوگوں کے ساتھ اپنی مجلس قائم کرسکیں۔

جان رکھئے کہ!...... آپ کے اپنے ہاتھ میں اور طاقت میں ہے کہ جیسی نوعیت چاہو اپنی مجلس کو اس طرح کی بنا ڈالو' نیک مجلس بھی خود ہی بنا سکتے ہو اور خود ہی اسے بری بنا سکتے ہو' اس لیے میں نے پسند کیا ہے کہ تمہیں کتاب کے اس اختتامی مرحلے پر تین وصیتیں کرتا جاؤں اللہ علیم وقدیر سے میں امید رکھتا ہوں کہ تمہیں ان وصیتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور تم ان کاموں سے بچ جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور اس کے پیغمبر ﷺ نے ان سے ڈرایا ہے۔ تم اللہ کی خوشخبریوں کو پا کر کامیاب وکامران ہو جاؤ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ مجالس اور ہم نشین ساتھیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے احکامات کی تعمیل سے ممکن ہے۔

پہلی وصیت

اکثر اوقات مجلسوں میں اکھٹے ہونے کا سبب صرف اور صرف مل کر بیٹھنا ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی اہم مسئلہ اور عظیم موضوع وغیرہ مقصود نہیں ہوتا' بلکہ صرف گپ شپ لگانے اور بے فائدہ موضوعات میں وقت گزارنے کے لیے فضول گفتگو کرنے کے لیے لوگ مل بیٹھتے ہیں' جس سے بڑے بڑے خسارے اور نقصانات نتیجتاً برآمد ہوتے ہیں' جن میں سے سب سے بڑا خسارہ اس وقت کو ضائع کر دینے کا ہوتا ہے جو انسان کا اصل مال اور پونجی ہے اور عام طور پر کسی بھی مجلس کی نوعیت وہی ہوتی ہے جو کوئی بھی شخص مجلس کے آغاز میں کوئی موضوع پیش کر کے پیدا کر دے' کسی بھی ایسے موضوع پر وہ مجلس شروع ہوتی ہے اور تقریباً باقی سارا وقت اس کے ساتھ متعلقہ باتیں کرتے کرتے گزر جاتا ہے' آہستہ آہستہ تمام اہل مجلس اس موضوع میں شامل ہو جاتے ہیں' جو اس شخص نے پیش کیا ہوتا ہے......تو بھلا تم وہ شخص کیوں نہیں بن جاتے جس کے موضوع پر تمام اہل مجلس باتیں کرتے ہیں۔ مثلاً: تمہیں کسی مجلس کی دعوت ملے' تم وہاں جاتے وقت کچھ مفید موضوعات ذہن میں سوچ لو اور تم ان لوگوں سے سبقت لیتے ہوئے یہ موضوعات پیش کر دو اور ان لوگوں کو آغاز کا موقع ہی نہ دو جو گھٹیا و حقیر اور برے موضوعات کی طرف لوگوں کو کھینچتے ہیں۔ مثلاً: غیبت' ٹھٹھا و مذاق' لعن طعن اور بہتان بازی وغیرہ' تم مجلس شروع ہوتے ہی ایسے موضوعات چھیڑ دو جو تمہارے لیے بھی اور تمام اہل مجلس کے لیے بھی دنیا و آخرت میں مفید ثابت ہوں۔ میں نے تمہیں عملی لحاظ سے ایک آسان طریقہ بتلایا ہے جو اللہ کی توفیق سے ہمیشہ کامیاب ہی قرار پایا ہے۔ ہمارا یہ آزمودہ طریقہ ہے اور تم بھی ان شاء اللہ اس کا تجربہ کر لو گے۔

دوہرا اجر

بلاشبہ اگر تم اس کام میں کامیاب ہو گئے تو مجھے امید ہے کہ تمہیں دو طرح کا اجر نصیب ہو گا' ایک یہ کہ تم نے مجلس کو ان بے فائدہ' بیہودہ اور باطل باتوں سے روک دیا جن کی وجہ سے تم بھی اور اہل مجلس بھی گنہگار ٹھہرتے۔ دوسرا اجر یہ کہ تم نے اس مجلس کے کلام کو اچھی نوعیت میں بند کر دیا اور ایسی مفید اور نیک بحثیں شروع کیں جو تمہارے لیے بھی اور دوسرے اہل مجلس کے لیے بھی اجر عظیم کا باعث بنیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان ہے:

((مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا))[1]

"جس شخص نے کسی نیکی کی طرف بلایا تو اس کے لیے ان تمام لوگوں کے اجروں کے برابر اجر ہو گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں کچھ کمی نہ ہو گی۔ اور جس شخص نے کسی گناہ کی طرف بلایا تو اس کے لیے تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہو گا جو اس کی پیروی کریں گے جبکہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو گی۔"

خصوصاً جب کہ کوئی شخص یہ کام اللہ کی رضا مندی کی خاطر کرے' اور یہ نہ بھولنا چاہیے کہ اکثر باتوں میں خیر و بھلائی نہیں ہوتی سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے' اس لیے تم بھی انہیں استثناء شدہ باتوں کو ہر مجلس میں اپنا نصب العین سمجھا کرو' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: ۴/ ۱۱۴)

"ان لوگوں کے اکثر مصلحتی مشورے خیر سے خالی ہیں' ہاں اس شخص کے مشورے میں بھلائی ہو سکتی ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص ایسے کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا ہم اس کو بہت بڑا ثواب عطاء کریں گے۔"

اس طرح رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((وَمَنْ کَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ))[2]

---

[1] صحیح مسلم' کتاب العلم : باب من سن سنة حسنة اوسیئة (حدیث۔ ۲۶۷۴)

[2] صحیح البخاری' کتاب الادب : باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ چپ رہے۔''

دوسری وصیت

جس طرح آپ کے لیے یہ ممکن ہے کہ مجلس کی ابتداء اچھے موضوعات سے کر دو اور پھر مجلس اسی موضوع پر جاری رہے تو اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اتفاق نے تم مجلس کا اچھا آغاز نہ کر سکے' تم لیٹ ہو گئے یا کسی اور سبب کی بنا پر مجلس کا افتتاح اچھا نہ ہو سکا' تو تم باتوں کو تبدیل بھی کر سکتے ہو یا پھر اچھی باتیں کرتے کرتے مجلس بری باتوں کی طرف چل نکلی' خیر وصلاح سے شر و باطل کی طرف باتوں کا رخ ہو گیا' تو تم دوبارہ پھر اسے سیدھا کر سکتے ہو...... یعنی تم لوگوں کے مجموعے میں سے مجلس کے روح رواں ہو سکتے ہو' تمہارے ہاتھوں میں باتوں کی ڈور ہو جدھر چاہو اس کا رخ موڑ لو۔ اس کام کے لیے بہتر یہ ہے کہ تم مناسب موقع کی تلاش میں رہو جیسے ہی کوئی موقع اور کوئی بات یا وقت ہاتھ آئے تو فوراً باتوں کا رخ موڑ دو۔ اس طرح تم برائی کے دروازے بند کر کے خیر کے دروازے کھول سکو گے' تم خوش نصیب شخص کہلا سکو گے' کیونکہ رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ فَطُوبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ))[1]

''لوگوں میں سے کچھ اشخاص خیر کی چابیاں اور شر کے تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ شر کی چابیاں اور خیر کے تالے ہوتے ہیں' اس شخص کے لیے خوشخبری ہے

← یؤذجارہ (حدیث ۶۰۱۸' ۶۰۱۹)

صحیح مسلم' کتاب الایمان : باب الحث علی اکرام الجار و الضیف (حدیث ۴۷' ۴۸)

[1] سنن ابن ماجه' المقدمة : باب من كان مفتاحا للخير (حديث۔ ۲۳۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیر کی چابیاں رکھ دے اور اس شخص کے لیے تباہی و ہلاکت ہے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ شر کی چابیاں رکھ دے۔"

تیسری وصیت

جب تم اپنی مرضی کے موضوعات سے مجلس شروع نہ کرسکو اور باتوں کے رخ کو تبدیل کرنے کی استطاعت بھی نہ رکھ سکو اور مجلس برے کلام اور حرام گفتگو پر مسلسل جاری رہے یا تم حرام غیبت کا رد کرنے سے یا اس غیبت کرنے والے شخص کا انکار کرنے سے عاجز آ جاؤ یا وہ تمہاری بات کو قبول نہ کرے تو پھر اس تیسری وصیت کے مطابق عمل کر لینا اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے' اس نے فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾ (الانعام: ۶/ ۶۸)

"اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بے ہودہ بکواس کر رہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ حتیٰ کہ وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر شیطان تم کو یہ بات بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔"

اور فرمایا:

﴿وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا وَ یُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعَا ۝﴾

(النساء: ۴/ ۱۴۰)

"اور اللہ تعالیٰ نے تم مومنوں پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم کہیں یہ سنو کہ آیات الٰہیہ کا انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک وہ لوگ دوسری باتیں نہ کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔"

لہٰذا اب تمہاری یہ ذمے داری ہے کہ اس مجلس سے اعراض کرو اٹھ جاؤ اگر ممکن ہو تو ورنہ تم بھی انہیں جیسے گناہ میں ملوث شمار ہو گے جیسا کہ حدیث میں آیا:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهِمُ الْخَمْرُ))[1]

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔"

تو جس طرح حرام شراب والے دسترخوان پر بیٹھنے میں شریک ہونے والا شراب پینے والوں کے ساتھ گناہ میں شریک ہے خواہ خود شراب نہ بھی پیئے صرف ساتھ میں بیٹھے' اسی طرح اس مجلس میں بیٹھنے والا بھی گناہ گار شمار ہو گا جہاں بذریعہ غیبت حرام گوشت کھایا جا رہا ہو' غیبت بھی تو مردہ انسان کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۱۲)

"اور تم میں سے کوئی بھی کسی کی غیبت نہ کرے' کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔"

یہ تو غیبت کا بیان محض مثال کے طور پر ہے ورنہ مجالس میں ہونے والے ہر حرام اور مکروہ کلام پر بھی اس طرح کی سخت وعید ہے اور ان مجالس میں محض بیٹھنے کے ساتھ شرکت کرنے والا بھی گناہ گار ہو گا۔

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الادب : باب ما جاء فی دخول الحمام (حدیث۔ ۲۸۰۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تینوں وصیتیں اس حالت میں ہیں جب کہ تم اپنے گھر سے باہر کسی مجلس میں شرکت کر رہے ہو اور اگر مجلس تمہارے اپنے گھر میں منعقد ہو رہی ہو تو اس کا حکم کچھ اور ہو گا اور وہ یہ کہ تم ہی اس کے متعلق سب سے پہلے سوال کیے جاؤ گے اور اس مجلس کی باگ ڈور تمہارے ہی ہاتھ میں ہوگی نہ کہ کسی اور کے ہاتھ میں' تم ہی اس کے موضوع اور باتیں منتخب کرو گے بلکہ اس مجلس کے لیے جمع ہونے والے مہمانوں کا انتخاب بھی تمہارے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ فرمان پیغمبر ہے:

((لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ)) [1]

''مومن کے سوا کسی کا ساتھی نہ بن اور تیرا کھانا پرہیزگار شخص کے علاوہ کوئی نہ کھائے۔''

جب تم اس تیسری وصیت پر عمل پیرا ہو جاؤ گے تو مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں شمار ہو جاؤ گے جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں مدح سرائی کی ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ﴾ (القصص : ۲۸/ ۵۵)

''اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال مبارک ہوں' تم کو سلام ہو' ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں۔''

جن کے متعلق فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ (المؤمنون : ۲۳/ ۳)

''اور وہ جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں۔''

''لغو سے مراد باطل' قول قبیح اور بے فائدہ اقوال وافعال ہیں۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اہل لغو سے نہ مل جل کر رہتے ہیں اور نہ ان کے

---

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب من یؤمر ان یجالس (حدیث۔ ۴۸۳۲)
جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب ماجاء فی صحبة المؤمن (حدیث۔ ۲۳۹۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ تعلقات قائم کرتے ہیں یعنی جب ان پر کوئی بیوقوف اپنی حماقت و بیوقوفی دکھائے اور ان کے ساتھ ایسی گفتگو کرے جس کا جواب دینا ان کے شایان شان نہ ہو تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں اس جیسا قبیح اور برا کلام پیش نہیں کرتے اور عمدہ کلام کے سوا ان کے منہ سے کچھ نہیں نکلتا۔[1]

جب برے اقوال کے متعلق یہ صورتحال ہے تو غیبت و استہزاء کا کیا حال ہوگا؟ یا بہتان تراشی' افتراء اور لعن طعن وغیرہ کا حال تو زیادہ برا ہوگا۔

وصیتوں کی وصیت

جب تم کو اہل دنیا کی مجالس میں حاضر ہونا پڑے تو ان کی گفتگو سے تمہیں جو غم' فکر پریشانی اور ذہنی کوفت و مشقت لاحق ہوتی ہے اس بناء پر کہ تم صدقہ خیرات' نیکی اور لوگوں کے مابین صلح والی باتیں کرنا چاہتے ہو' کیونکہ یہی خیر و صلاح اور نجات و فلاح والی باتیں ہیں تو تم دنیاوی باتوں سے پریشان ہو جاتے ہو اگر تم اس غم و فکر سے بچنا چاہتے ہو تو پھر اپنے اس پروردگار کے قول پر عمل کرو جس نے تم کو پیدا فرمایا' صحیح سالم بنایا' معتدل جسامت عطاء کی' اپنی چاہت کے مطابق تمہاری شکل وصورت بنائی اور جو تمہارے لیے نفع بخش اور نقصان دہ امور کا مکمل علم رکھتا ہے اور تمہارے فائدہ و اصلاح سے بخوبی واقف ہے' اس اللہ کا تم کو وہی حکم ہے جو اس نے اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا تھا:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهٗ فُرُطًا۝﴾ (الکہف: ۱۸/ ۲۸)

''اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں تم ان کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان میں سے گزر کر کسی اور

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب نہ دوڑیں کہ تم دنیا کی زندگانی کی زیب و زینت کے خواستگار ہو جاؤ اور اس شخص کا کہا نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے۔"

تو اب تم ان جیسے اللہ والوں کے ساتھ خود کو پابند کرو' ان کے ساتھ ہی اکٹھے ہوا کرو' ان کی مجلس و صحبت کی وجہ سے تمہیں کوئی غم' پریشانی' رنج' حرج' تکلیف اور ذہنی مشقت وکوفت اٹھانا نہ پڑے گی کیونکہ ان کی باتیں اسی نوع کی ہوں گی جس میں مجلس کو جاری رکھنا تمہاری تمنا و خواہش ہے اور اس کو لمبا وقت دینا بھی ممکن ہے' ان میں سے ہر شخص کی مثال یوں ہے کہ جیسے اس نے کستوری جیسی عمدہ خوشبو کو اٹھا رکھا ہو یا تو وہ تمہیں بھی بطور تحفے کے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے اور یا کم از کم تم اس کی عمدہ خوشبو کو ضرور سونگھتے رہو گے۔

ان جیسے افراد کے ساتھ تمہارے علم میں بھی اضافہ ہو گا' تمہاری روح اور نفس کو جلا اور تزکیہ حاصل ہو گا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت حاصل ہو گی اور وہ تمہارے لیے جنتوں میں عالی شان درجات تیار کرے گا' کیونکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ))[1]

"آدمی اپنے دوست کے دین (طور طریقے) پر شمار ہو گا لہٰذا تم دیکھ لو کہ کس سے دوستی لگا رہے ہو۔"

---

[1] سنن ابی داؤد' کتاب الادب : باب من یؤمر ان یجالس (حدیث۔ ۴۸۳۳)
جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب (۴۵) (حدیث۔ ۲۳۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱۰

خاتمہ عمدہ فوائد

محترم دوست!...... یاد رکھنا یہ زبان تمہارا گھوڑا ہے' اگر اس کی حفاظت کرو گے تو یہ تمہاری حفاظت کرے گی' اگر اس سے خیانت کرو گے تو یہ تم سے خیانت کرے گی اور یہ بھی غور سے سن لو کہ سید البشر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا))[1]

"جب آدم کا بیٹا صبح کرتا ہے تو تمام اعضائے جسم اس کے سامنے منت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق اللہ سے ڈرتی رہ' ہم تو تیرے ہی ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہمیں بھی ٹیڑھا ہونا پڑے گا۔"

"تُكَفِّرُ اللِّسَانَ" کا معنی ہے کہ وہ اس کے سامنے جھکتے اور مطیع ہوتے ہیں' یا یہ کنایہ ہے کہ وہ اعضاء زبان کو نعمتوں کے ساتھ کفر اور ناشکری کرنے والے کے مرتبے پر اتارتے ہیں۔

اللہ تم پر رحمت کرے' جان رکھو! زبانوں کے بول لوگوں کو چہروں کے بل جہنم میں اوندھے منہ گرائیں گے اگر تم اپنی زبان کو خیر و بھلائی میں استعمال کرو گے تو

[1] جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب حفظ اللسان (حدیث۔ ۲۴۰۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا انجام پاؤ گے اور اگر اس کا استعمال برا کرو گے تو ویسا ہی انجام تیار ہے۔ زیادہ تر گناہ اور معاصی زبان کے سبب ہوتے ہیں' لہٰذا زبان پر کنٹرول کرنے میں مکمل سلامتی وحفاظت مضمر ہے۔

اقوالِ سلف

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو پرحکمت اقوال بتاتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم لوگوں کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتو اپنی زبان کی حفاظت کرنا...... حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی اس نے اپنے دین ہی کو نہیں سمجھا۔ امام شافعیؒ نے کہا:

اِحْفَظْ لِسَانَكَ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ لَا يَلْدَغَنَّكَ إِنَّهُ ثُعْبَانُ

''اے انسان! اپنی زبان کی حفاظت کر لے' کہیں یہ تجھے ڈس نہ لے' کیونکہ یہ تو ایک اژدہا ہے۔''

كَمْ فِي الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِيْلِ لِسَانِهٖ كَانَتْ تَهَابُ لِقَاءَهُ الْأَقْرَانُ

''کتنے ہی لوگ اپنی زبان کے ہاتھوں قتل ہو کر قبروں میں پڑے ہیں' اس کی ملاقات سے تو بہادر بھی ڈرا کرتے ہیں۔''

بعض کہتے ہیں کہ جو اپنی زبان کا خیال رکھتا ہے تم دیکھو گے کہ اس کے تمام اعمال صلاح و خیر سے معمور ہیں اور یہ کیسے نہ ہو' اس نے تو وہ چیز اپنے کنٹرول میں کر لی جو انسان کے وقت کا کثیر حصہ مشغول رکھتی تھی حتی کہ فرائض الٰہیہ اور تمام نیکیوں سے بھی رکاوٹ بنا کرتی تھی۔

لہٰذا ہم تاکید سے اور پختگی سے یہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی زبان کا خیال رکھنے والا ہو جائے وہ نیکیوں میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور کثرت سے وہ اعمال صالحہ کرتا ہے جو اسے جنت سے قریب کرنے کا باعث بن جاتے ہیں...... اور اس کے برعکس بھی بالکل صحیح تجزیہ ہے کہ جس شخص کی زبان اس کے بس سے باہر ہو تو اس کے ہر عمل میں تمہیں خرابی و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد نظر آئے گا۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [1]

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور ٹانگوں کے درمیان والی چیز (شرمگاہ) کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

زبان کی جو بھی حرکت ہوتی ہے اس میں یا تو خیر و بھلائی مضمر ہوتی ہے اور یا شر و برائی۔ لہٰذا تو ہمیشہ اپنی زبان کو کلمات خیر کے ساتھ حرکت دیا کر اور ہر وقت ذہن میں رکھا کر کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے تمہارے پاس موجود ہیں اور تیری ہر بات نوٹ کر رہے ہیں، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُم بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۸۰)

''کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ اور باتوں اور سرگوشیوں کو سنتے نہیں؟ کیوں نہیں ہم تو سب کچھ سنتے بھی ہیں اور ہمارے فرشتے بھی ان کے پاس ان کی سب باتیں لکھ رہے ہیں۔''

لہٰذا تم اپنی زبان کے ذریعے نامہ اعمال میں کوئی ایسی چیز نہ لکھواؤ جس کو پڑھنا حساب و کتاب کے دن تم پسند نہ کرو اور ہر وقت یہ خیال کیا کرو کہ آج تمہارے اس دفتر اور کتاب کا آخری صفحہ لکھا جا رہا ہے جس کے بعد اسے لپیٹ دیا جائے گا اور تم موت کی گھاٹی میں داخل ہو جاؤ گے۔

زبان کی حفاظت سے آدمی کو نجات ملتی ہے۔ سیدنا عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نجات کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] جامع الترمذی، کتاب الزھد: باب حفظ اللسان (حدیث۔ ۲۴۰۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ))[1]

''یعنی اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ اور اپنے گھر ہی کو وسیع سمجھا کرو اور اپنی غلطی پر رویا کر۔''

زبان پر قابو

اگر تم عملی طور پر نجات کے متمنی ہو تو پھر اس حدیث کا قاعدہ و ضابطہ ساری زندگی لازم پکڑو۔ نجات یقیناً پیغمبر الٰہی ﷺ کی ان تینوں وصیتوں میں پوشیدہ ہے وہ نبی جو اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا اور وہ رسول جو اللہ کی جانب سے ساری مخلوق کی جانب بھیجے گئے ہیں۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ سیدنا معاذؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے اپنی زبان مبارک باہر نکال کر اس پر ہاتھ رکھ دیا...... ہاں واقعی افضل ترین اعمال کا سبب یہی زبان ہے دو اعتبار سے: ایک یہ کہ تم اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھو' صفات و خیرات نیکی اور لوگوں کے مابین اصلاح کا حکم دو۔ یہ سب سے زیادہ فضیلت والے اعمال ہیں۔ دوسرا یہ کہ تم اپنی زبان کو ان کاموں کے علاوہ سے روک لو اور ہر اس بات سے زبان کو بند رکھو جس میں کوئی خیر و بھلائی نہ ہو' یہ زبان کو بند رکھنا بھی ایک افضل عمل ہے' اس کی تائید متفق علیہ حدیث سے ہوتی ہے' آپؐ نے فرمایا:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))[2]

''یعنی جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ چپ رہے۔''

اس حدیث میں آپؐ نے دونوں پہلو بیان کئے ہیں ایک یہ کہ اچھی بات زبان

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب ماجاء فی حفظ اللسان (حدیث۔ ۲۴۰۶)

[2] صحیح البخاری' کتاب الادب: باب من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذہ جارہ (حدیث۔ ۶۰۱۸' ۶۰۱۹)

صحیح مسلم' کتاب الایمان: باب الحث علی اکرام الجار والضیف (حدیث۔ ۴۷۔ ۴۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکالے اور دوسرا یہ کہ خاموشی اختیار کرے اور اس سے بڑھ کر زبان کا کوئی عمل اچھا اور افضل نہیں۔

لہٰذا تم اپنی زبان کو ہمیشہ اپنے کنٹرول میں رکھو اور اسے بند ہی رکھو' سوائے پہلی چیز کے یعنی اچھی باتیں ہوں تو ضرور کہو' اس میں وہ باتیں بھی شامل ہیں جو معاشی نکتہ نگاہ سے کسی مصلحت کے لیے ضروری ہوں لیکن اتنے کلام پر اختصار کرو جس سے مطلوب اور مقصود حاصل ہو جائے' اس سے زیادہ گفتگو کرنا فضول اور بے فائدہ ہوگا اور اس وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا' جو اس زندگی میں تمہاری قیمت و پونجی ہے۔

امام غزالی کا قول

تم اگر ایسا مباح کلام کرو گے جس میں تم پر کوئی ضرر نہ ہو اور نہ اس میں تمہارے کسی مسلمان بھائی کا نقصان ہو تو پھر بھی تم امام غزالیؒ کے اس قول پر توجہ دو' وہ کہتے ہیں کہ ایسی باتوں سے تم اپنا قیمتی وقت ضائع کر لو گے' تم سے تمہارے اعمالِ زبان کا محاسبہ ہوگا اور تم ایک ادنی اور گھٹیا چیز کو بدلے میں لے لو گے اور اعلیٰ و بہتر چیز کو ترک کر دو گے کیونکہ اگر تم اپنا یہی وقت کائنات میں غور و فکر کرتے ہوئے گزارتے تو تمہیں عطیات الٰہیہ کی مہکتی ہواؤں کے خوشبودار جھونکے نصیب ہو جاتے یا اگر تم اپنا یہ وقت تہلیل و تسبیح اور ذکر الٰہی میں گزارتے تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ثابت ہوتا' کتنے ہی ایسے کلمات الٰہیہ ہیں جن کے ساتھ جنت میں محل تعمیر ہو جایا کرتے ہیں...... جو شخص اللہ کے خزانوں میں سے کوئی خزانہ حاصل کرنے پر قدرت رکھتا ہو لیکن اس کے باوجود وہ بے فائدہ مٹی کا ڈھیلا پکڑ لے تو یقیناً واضح خسارے میں ہوگا۔

یہ اس شخص کی مثال ہے جو ذکر الٰہی ترک کر کے بے فائدہ مباح کلام میں مشغول ہو تو یہ شخص اگرچہ گناہ گار نہیں لیکن گھاٹا پانے والا ضرور ہے کیونکہ اس نے ذکر الٰہی کا عظیم نفع گم کر دیا۔ مؤمن کی خاموشی سوچ و بچار کے لیے ہوتی ہے' اس کی نظر عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہے اور اس کا بولنا ذکر الٰہی کے لیے ہوتا ہے...... بلکہ بندے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل پونجی تو اس کے اوقات ہی ہیں تو وہ جس قدر بھی اپنے اوقات کو بے فائدہ گفتگو میں خرچ کرے' ان کے ساتھ آخرت کے لیے ذخیرہ ثواب اکٹھا نہ کرے تو وہ اپنے ہی اصل مال کو ضائع کر رہا ہوتا ہے' اسی لیے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ))[1]

''آدمی کا بے فائدہ گفتگو کو چھوڑ دینا اس کے اسلام کا ایک حسن ہے۔''[2]

اقوال حکماء

اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ہماری طرف یہ پیغام لکھ کر بھیجا:

اما بعد!...... جو شخص موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہے وہ تھوڑی سی دنیا کے ساتھ بھی راضی رہتا ہے اور جو شخص اپنے کلام کو اپنے عمل پر جانچتا اور پرکھتا ہے اس کی گفتگو فائدہ بخش باتوں کے علاوہ بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ چار بادشاہ جمع ہوئے: ہندوستان کا بادشاہ' چین کا بادشاہ' ایران کا بادشاہ' کسریٰ اور روم کا بادشاہ قیصر۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں جو کہوں اس پر شرمندہ ہوتا ہوں او جو نہیں کہتا اس پر شرمندہ نہیں ہوتا۔ دوسرے نے کہا: جب میں کوئی بات کہتا ہوں تو وہ مجھ پر غالب آجاتی ہے میں اس پر کنٹرول نہیں کر سکتا اور جب میں کوئی بات نہ کہوں تو میں اس پر غالب ہوتا ہوں نہ کہ وہ مجھ پر۔ تیسرے نے کہا: میں کلام کرنے والے پر اظہار تعجب کرتا ہوں اگر اس پر اس کی بات لوٹ آئے تو نقصان دیتی ہے اور اگر نہ لوٹے تو نفع نہیں دیتی۔ چوتھے نے کہا: جو میں کہہ لوں اس کی نسبت میں اس کو رد کرنے پر زیادہ قادر ہوں جسے نہ کہوں۔

ایک حکمت دان نے کہا: جب میں کوئی بات کہتا ہوں تو خواہش کرتا ہوں کہ میری

---

[1] جامع الترمذی' کتاب الزهد : باب (۱۱) (حدیث۔۲۳۱۷)
سنن ابن ماجه' کتاب الفتن' باب کف اللسان فی الفتنة (حدیث۔ ۳۹۷۶)

[2] احیاء علوم الدین ج ۳ص ۱۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردن زرافے کی طرح ہوتی۔ حکیم نے پوچھا کہ کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: اس لیے کہ جب کوئی کلمہ مجھ سے باہر نکلنا چاہے تو اس کا راستہ لمبا ہو جائے اور میں سوچ لوں کہ وہ میرے حق میں ہوگا یا میرے خلاف۔ اس لیے تم پر لازم ہے کہ جب تم کوئی لفظ بولنا چاہو تو اسے تھوڑی دیر سوچ لیا کرو کیونکہ کچھ کلمات جنگ کی نوبت لے آتے ہیں کچھ کلمات اپنے بولنے والے سے کہتے ہیں کہ مجھے چھوڑ دے اور نہ بول ورنہ میں تجھے بھی اور دوسروں کو بھی چوٹ لگاؤں گا' اسی لیے ایک شاعر نے کہا:

رُبَّ لَفْظٍ جَرَّا جَالَ نِيَامٍ وَقِيَامٍ

"کچھ الفاظ سوئے ہوئے افراد اور کھڑے ہوئے اشخاص کی موت کھینچ لاتے ہیں۔"

دیکھو پیغمبر کیا فرمارہے ہیں؟

میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ فضول گفتگو نہ کیا کرو اور ایسی مجلس میں نہ بیٹھا کرو کیونکہ اس سے تم قابل نفرت ہو جاؤ گے اور تم قیامت کے دن رسول اکرم ﷺ سے دور ہو جاؤ گے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

((وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِكُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدِكُمْ مِنِّی مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ))[1]

"میرے نزدیک تم میں سے سب سے بڑھ کر قابل نفرت اور مجھ سے زیادہ دور قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو فضول بیہودہ گفتگو کرتے ہیں باچھیں کھول کھول کر اور خوب پھیلا کر گفتگو کرتے ہیں۔"

لہٰذا یاد رکھیے کہ رسول پاک ﷺ فضول گفتگو کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے تھے' تم اسے اپنے لیے اسوہ سمجھو۔

میں تمہیں اس بات سے بھی خبردار کرتا ہوں کہ کسی کی بات صحیح ثابت ہونے سے

[1] جامع الترمذی' کتاب البر والصلة : باب ما جاء فی معالی الاخلاق (حدیث۔ ۲۰۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے قبول نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۶)

''مومنو! اگر کوئی فاسق (بدکردار) تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو لاعلمی میں نقصان پہنچادو، پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔''

اس لیے ہر انسان کی بات پر کوئی نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے اس پر خوب غور و فکر کر لیا کرو کیونکہ تم لوگوں سے جو کچھ سنتے ہو وہ خالص سچ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس میں جھوٹ کی بھی آمیزش ہوتی ہے، جھوٹ سچ، باطل اور حق سب کچھ خلط ملط ہوتا ہے۔

جب تم کوئی بات آگے بتلانا چاہو تو اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیا کرو اور ہر سنی سنائی بات کو آگے نہ پہنچایا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جھوٹ ہو اور لوگ تمہیں بھی جھوٹا کہنے لگیں اور تم افواہوں کی اشاعت نہ کرنے لگو اور طوطے کی طرح نہ ہو جاؤ جو ہر بات کو آگے دہراتا ہے اور سب سے اہم یہ ہے کہ کہیں تم بہتان تراش نہ ہو جاؤ جو لوگوں کی ہر بات کو مشہور کرتا پھرتا ہے۔

خاموشی میں نجات

اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی سے خالی زیادہ کلام دل کی سختی کی علامت ہے اور اللہ سے سب سے دور وہ دل ہے جو سخت ہو اگر تم اس نصیحت پر عمل کر لو گے تو بہت ساری شرمندگیوں اور فصیحت سے بچ سکو گے۔ کیونکہ مروی ہے کہ جس کی گفتگو زیادہ ہو اس کی شرمندگی بھی زیادہ ہوتی ہے اور جس کی فضیحت و قابل شرم امور بڑھ جائیں تو اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہو جائیں آگ اس کے زیادہ لائق ہو جاتی ہے۔ اس لیے شریعت نے خاموشی کی مدح سرائی کی ہے اور اس پر رغبت دلائی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) [1]

"جو خاموش رہا وہ نجات پا لے گا۔"

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خاموشی میں بے شمار حکمتیں ہیں لیکن اس کے کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ بعض نے کہا کہ خاموشی آدمی کے لیے دو فضیلتوں کا باعث بنتی ہے (۱) دین کی سلامتی (۲) ساتھی کی بات کو سمجھ لینا' اور شاعر نے کہا:

مُتْ بِدَاءِ الصَّمْتِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ دَاءِ الْكَلَامِ

"خاموشی کی بیماری کے ساتھ مرنا کیونکہ یہ تمہارے لیے بولنے کی بیماری سے بہتر ہے۔"

ایک اور شاعر نے کہا:

إِنْ كَانَ يُعْجِبُكَ السُّكُوتُ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ يُعْجِبُ قَبْلَكَ الْأَخْيَارَا

"اگر تمہیں خاموشی اچھی محسوس ہوتی ہے تو وہ تم سے قبل بھی اچھے اور بہترین لوگوں کو اچھی لگتی تھی۔"

وَلَئِنْ نَدِمْتَ عَلَى سُكُوتِكَ مَرَّةً فَلَتَنْدَمَنَّ عَلَى الْكَلَامِ مِرَارَا

"اور اگر تمہیں خاموشی پر کبھی ایک دفعہ شرمندگی اٹھانا پڑی تو یقیناً بولنے پر کئی بار شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔"

گھر ہی کافی

رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں یہ وصیت آپ پڑھ چکے ہیں کہ:

((وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ)) (جامع الترمذی: ۲۴۰۶)

"یعنی تم اپنے گھر ہی کو اپنے لیے وسیع سمجھا کرو۔"

وہ مؤمن جو اپنے سینے کو سلامت اور محفوظ رکھنا چاہتا ہے اس کے لیے یہ عظیم دعوت ہے کہ وہ اپنے گھر کو لازم پکڑے' جب زمانہ نبوی میں سلامتی کے لیے یہ نسخہ تھا' اس

[1] جامع الترمذی' کتاب صفة القیامة : باب (۵۰) (حدیث۔ ۲۵۰۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں جو بہترین زمانہ تھا تو آج کل تو یہ زیادہ لائق اور مناسب ہے۔ لہٰذا لوگوں کی مجلسوں میں زیادہ بیٹھنے سے پرہیز کرو' کیونکہ لوگوں کے ساتھ زیادہ اٹھنے بیٹھنے والا زیادہ گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر تم ان کے ساتھ کسی کی غیبت میں شریک نہ ہونا چاہو گے تو کم ازکم ان کے منہ سے' غیبت سن کر اور انکار نہ کر کے گناہ میں تو شریک سمجھے جاؤ گے اور یہی ہلاکت ہے اس لیے فرمان نبوی کہ ''گھر ہی کافی ہے'' میں نجات سمجھو اگر گھر سے نکل کر کسی کے پاس بیٹھنے کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر ساتھیوں اور مجلس کے انتخاب میں خوب محنت کرو اور صرف مخلص مومنوں ہی کا چناؤ کرو۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف : ۱۸/ ۲۸)

''اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی طلب کرتے ہیں تم ان کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان سے گزر کر کسی دوسری جانب نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔''

اور جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ))[1]

''مؤمن کے سوا کسی کا ساتھی نہ بن اور تیرا کھانا پرہیزگار شخص کے علاوہ کوئی نہ کھائے۔''

اور فرمایا:

((اَلرَّجُلُ عَلٰی دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ))[2]

''آدمی اپنے دوست کے دین پر شمار ہوگا لہٰذا تم دیکھ لو کہ کس سے دوستی لگا رہے ہو۔''

---

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب من یؤمر ان یجالس (حدیث۔ ۴۸۳۲)
جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب ماجاء فی صحبة المؤمن (حدیث۔۲۳۹۵)

[2] سنن ابی داوٗد' کتاب الادب : باب من یؤمر ان یجالس (حدیث۔ ۴۸۳۳)
جامع الترمذی' کتاب الزھد : باب (۴۵) (حدیث۔ ۲۳۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھی کا انتخاب

یہ خیال رکھنا کہ جس دوست کو اختیار کرو وہ کینہ وبغض گمراہ کن خواہشات سے محفوظ سینے والا اور فحش الفاظ سے پاک زبان والا ہو اس کے اوصاف اس حدیث نبوی کے مطابق ہوں کہ ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا شخص زیادہ فضیلت والا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

((کُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ))

''یعنی ہر وہ شخص جس کا دل مخموم ہو اور وہ زبان کا سچا ہو۔''

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ ہم زبان کے سچا ہونے کا مفہوم تو سمجھتے ہیں لیکن دل کے مخموم ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

((ھُوَ التَّقِیُّ النَّقِیُّ لَا اِثْمَ فِیْهِ وَلَا بَغْیَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ))

یہ وہ دل ہے جو پرہیزگار ہو' صاف ہو' اس میں نہ کوئی گناہ ہو اور نہ سرکشی کا مادہ' نہ کینہ اور نہ حسد۔''[1]

تم ایسے ساتھی کو اختیار کرنے سے بچو جو غیبت کرنے والا بہت لعن طعن کرنے والا فحش گو اور کینے سے بھرا ہوا دل رکھتا ہو یا اس طرح کی دوسری مذموم صفات کا مالک ہو۔

انتخاب میں خطاء

اگر تمہیں کچھ عرصے بعد اپنے ساتھی میں ایسی قابل مذمت صفات نظر آئیں یا تمہیں پتہ چلے کہ وہ اللہ کا بہت ہی کم ذکر کرتا ہے یا عبادات میں سستی و کاہلی کا شکار ہے تو بڑی ذہانت و ذکاوت کے ساتھ اور آہستہ آہستہ نرمی کو ملحوظ رکھ کر اس سے دور ہٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۝﴾

(الکھف : ۱۸/ ۲۸)

---

[1] سنن ابن ماجه' كتاب الزهد : باب الورع والتقوى (حديث۔ ۴۲۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اس شخص کا کہانہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے۔''

اور اسی مالک الملک نے فرمایا:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ (النجم: ۵۳/ ۲۹)

''تو جو شخص ہماری یاد سے روگردانی کرے اور صرف دنیا ہی کی زندگی کا خواہاں ہو اس سے تم بھی منہ پھیر لو۔''

اس سے منہ پھیرنا ہو تو ذرا دھیان سے' پہلے اسے نرم انداز کے ساتھ حکمت عملی سے اچھا وعظ کرو اور نصیحت و خیر خواہی بڑے پیار سے کرو اور اسے اپنے برے کردار سے باز رکھنے کی کوشش کرو اور اسے نیکیوں پر اور اللہ رب العزت کا قرب پیدا کرنے والے تمام اعمال صالحہ پر متوجہ کرنے کی کوشش کرو۔ اگر تم اپنی اس نصیحت کا اچھا نتیجہ مرتب ہوتا نہ دیکھو اور یہ محسوس کرو کہ اس کی بری عادات اس میں راسخ ہو چکی ہیں تو پھر تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ اس سے اعراض کر لو۔ رسول مقبول ﷺ نے بھی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

((اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ اَمْرَ الْعَامَّةِ))[1]

''اپنے گھر کو لازم پکڑو اور اپنے اوپر اپنی زبان کو بند رکھ' جس چیز کو پہچانو اس کو پکڑ لو اور جس کو اوپرا (غیر' پرایا) سمجھو اس کو چھوڑ دو' اپنے نفس کے معاملے کو خصوصی طور پر لازم پکڑو اور عوام کے معاملے کو چھوڑ دو۔''

سستی کے نتائج

اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہیں اس ساتھی سے بہت اذیت اٹھانا پڑے گی اور تمہیں

[1] سنن ابی داوٗد' کتاب الملاحم : باب الامر والنهی (حدیث۔ ۴۳۴۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کی بعض خباثتوں کا نشانہ بننا پڑے گا۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً))[1]

''نیک ہم نشین اور برے ساتھی کی مثال کستوری فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو تجھے (بطور تحفے کے) خود ہی دے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا کم از کم تو اس سے اچھی خوشبو سونگھتا رہے گا اور اس کے برعکس بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا کم از کم تو اس سے بری بو سونگھتا رہے گا۔''

اس طرح تم اپنے برے ساتھی سے کچھ نہ کچھ تکلیف ضرور پاؤ گے۔ تم یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ تمہارے منہ سے نکلے ہوئے کلمات سے برا مفہوم نہ لے گا' تمہاری وعظ و نصیحت کا برا منائے گا اور شدید غصہ و ناراضگی کا اظہار کرے گا۔ جب تک اس کی' یہ عادات ہیں خطرہ برقرار رہے گا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے نفس اور دل کی حفاظت ممکنہ حد تک کرتے رہو اور اس سے دور ہو جاؤ' لیکن اسے محسوس نہ ہونے دو کہ تم نے اسے چھوڑ دیا۔ خبردار کسی کو اس کے عیوب نہ بتلانا ورنہ تم اس کی غیبت کے مرتکب قرار پاؤ گے بلکہ تم پر اس کی پردہ پوشی واجب ہے' فرمان پیغمبر ہے:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[2]

---

[1] صحيح البخاري۔ كتاب الذبائح : باب المسك (حديث ۵۵۳۴)
صحيح مسلم' كتاب البر والصلة : باب استحباب مجالسة الصالحين ومجانبة قرناء السوء (حديث۔ ۲۶۲۸)

[2] صحيح البخاري' كتاب المظالم : باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه (حديث۔ ۲۴۴۲)
صحيح مسلم' كتاب البر والصلة : باب تحريم الظلم (حديث۔ ۲۵۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔''

غلطی پر آنسو

رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جب تم اپنی غلطی پر رونا چاہو گے تو اس سے یقیناً ندامت و شرمندگی کے آثار دل میں پیدا ہوں گے' جس کے سبب تم نیکیوں اور اعمال صالحہ میں بڑھ جاؤ گے اور قرب الٰہی حاصل کرلو گے۔ کیونکہ غلطی پر رونا اللہ کے سامنے خود کو متواضع ذلیل اور ناچیز سمجھنے کا موجب بنتا ہے۔ اس کے برعکس کسی نیکی پر عجب' خود پسندی' خود کو اعلیٰ سمجھنا فخر و تکبر کا سبب ہے' جس سے تم خود کو دوسروں سے بہت فضیلت کا حامل محسوس کرو گے۔ تواضع اور عجز وانکساری شریعت میں محمود و پسندیدہ اور قابل تعریف ہے اور عجب و تکبر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں مذموم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ﴾ (التوبة: ۹/ ۲۵)

''اور جنگ حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر خوش تھے اور اس پر غرہ تھا' تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخ ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑے۔''

اور فرمایا:

﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ (النجم: ۵۳/ ۳۲)

''اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتلاؤ وہ اللہ پرہیزگاروں کو خود ہی خوب جانتا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ))[1]

[1] مسند البزار (کشف۔ ۸۰)۔ حلیة الاولیاء (۲/ ۳۴۳) وغیرھما من الکتب دیکھیے البانی کی ''الصحیحة'' ح ۱۸۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’تین چیزیں مہلک ہیں: ① ایسا بخل جس کی اطاعت کی جائے ② ایسی خواہش جس کے پیچھے چلا جائے ③ اور آدمی کا خود کو اچھا سمجھنا (اور فخر کرنا)۔‘‘

سیدنا ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ دو چیزیں ہلاکت ہی ہلاکت ہیں:

① مایوسی اور ② فخر وعجب۔

اس لیے تم غلطی پر رویا کرو، اپنے فعل پر نادم ہوا کرو اور آئندہ کے لیے غور وفکر کیا کرو کہ میں اس کام سے کیسے بچ سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کا سوال کرو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (التحریم : ۶۶/ ۸)

’’اے ایمان والو! اللہ کی طرف صاف دل سے خاص توبہ کرو۔‘‘

اور فرمایا:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

’’اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ کامیاب ہوسکو۔‘‘

اللہ کے حضور مغفرت و معافی کے طالب رہا کرو، نیکیوں اور اعمال صالحہ کے ساتھ اس کا قرب اختیار کیا کرو اور اس سے سوال کرو کہ اپنی رضاء ومحبت والے اعمال پر تمہاری مدد فرمائے اور ان اعمال میں اضافہ فرمائے جو اس کے قرب کا اور بلندی درجات کا باعث ہوں۔

فوائد کا نچوڑ

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! مجھے ایسے عمل کی خبر دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور آگ سے دور کردے۔ آپؐ نے فرمایا:

((لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ حَتّٰى بَلَغَ يَعْلَمُوْنَ))

''تو نے مجھ سے ایک عظیم چیز کا سوال کیا ہے لیکن وہ اس شخص کے لیے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس کام کو آسان فرما دے۔ تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوٰۃ ادا کر' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر آپ نے فرمایا : کیا میں تمہیں نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ وہ یہ ہیں: روزہ ڈھال ہے' صدقہ غلطی کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو' اور آدمی کا رات کے پیٹ میں نماز ادا کرنا (تہجد کی) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے لے کر يَعْلَمُوْنَ تک (یعنی سورۃ السجدۃ:۳۲/۱۶-۱۷) ان کا ترجمہ یہ ہے : ان مومنوں کے پہلو بچھونوں اور بستروں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں' کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان کے اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔''

پھر فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُوْدِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟))

''کیا میں تمہیں سارے معاملے کی بنیاد' اس کا ستون اور کوہان کی بلندی نہ بتاؤں؟''

میں نے کہا کہ اے اللہ کے پیغمبر! کیوں نہیں ضرور بتائیے' آپ نے فرمایا:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ))

''معاملے کی بنیاد اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی بلندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد ہے۔"

پھر فرمایا:

((اَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟))

"کیا میں تمھیں ان سب کا دارومدار اور نچوڑ نہ بتلاؤں؟

میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے پیغمبر! آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا:

((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ))

"اے معاذ! تجھے تیری ماں گم پائے' لوگوں کو ان چہروں یا ان کے ناکوں کے بل آگ میں گرانے والی چیز ان کی زبانوں کی باتیں ہی ہوں گی۔"[1]

حرفِ اختتام

ہم اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا کے واسطے سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ فرمائے جن کے دل اس نے اپنی یاد سے غافل کر دیئے ہیں ...... اور جو اپنی خواہشات کے غلام ہیں ......اور جو حد سے تجاوز کر چکے ہیں ...... اور ہمیں ان لوگوں کے زمرے میں شامل نہ فرمائے جن کے پاس سے معراج کی رات رسول اللہ ﷺ گزرے تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں پر خراشیں ڈال رہے تھے...... کیونکہ وہ دنیا میں بذریعہ غیبت لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے...... بلکہ میں سوال کرتا ہوں کہ ہمیں ان لوگوں میں داخل فرمائے جو صبح شام اسے پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب رہتے ہیں ...... اور ہماری مجالس کو نیک اور قابل تعریف بنائے جن کو فرشتے گھیر لیتے ہیں...... ہم کو رحمت ڈھانپ لے' سکینت نازل ہو اللہ ہمارا ذکر ان ہستیوں کے پاس کرے جو اس کے پاس ہیں ......اور ہمارے ساتھ اپنے

[1] جامع الترمذی' کتاب الایمان : باب ماجاء فی حرمة الصلاة (حدیث۔ ۲۶۱۶)
سنن ابن ماجه' کتاب الفتن : باب کف اللسان فی الفتنة (حدیث۔ ۳۹۷۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں پر فخر کرے ......یا وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان جیسے لوگوں کے ساتھ صبر کرتے رہیں۔

میں اللہ جل شانہ سے دست بدعاء ہوں کہ...... ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو بات کو سن کر زیادہ اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں...... ہمیں اپنی محبت ورضاء والے قول و فعل کی توفیق دے...... ہمیں وہ کچھ سکھلائے جو نفع مند ہو' جو کچھ ہمیں سکھلایا اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے ...... اور اس کے ساتھ ہمیں نفع پہنچائے' وہ بہت معزز ہے اس سے امید کی جاتی ہے اور وہی قبول کرسکتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع ومصادر

۱۔ قرآن کریم
۲۔ صحیح البخاری محمد بن اسماعیل البخاری
۳۔ صحیح مسلم مع شرح نووی
۴۔ صحیح سنن ابی داوٗد (البانی)
۵۔ صحیح سنن الترمذی (البانی)
۶۔ صحیح سنن ابن ماجہ (البانی)
۷۔ مسند امام احمد بن حنبل
۸۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری (حافظ ابن حجر عسقلانی)
۹۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم (محمد فواد عبدالباقی)
۱۰۔ صحیح الجامع الصغیر (البانی)
۱۱۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (البانی)
۱۲۔ اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان (محمد فواد عبدالباقی)
۱۳۔ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی (لفیف مستشرقین میں سے)
۱۴۔ تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)
۱۵۔ احیاء علوم الدین (ابو حامد غزالی)
۱۶۔ اعلام الموقعین (ابن قیم)
۱۷۔ ریاض الصالحین (نووی)
۱۸۔ الاذکار (نووی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ شرح متن الاربعین النوویۃ (نووی)

۲۰۔ تلبیس ابلیس (ابن الجوزیؒ)

۲۱۔ روضۃ العقلاء ونزھۃ الفضلاء (ابن حبان)

۲۲۔ ایقاظ ھمم اولی الابصار (فلانی)

۲۳۔ صفۃ صلاۃ النبی ﷺ (ابن قیم)

۲۴۔ التبیان فی اقسام القرآن (ابن قیم)

۲۵۔ رفع الریبۃ فیما یجوز ومالا یجوز من الغیبۃ (شوکانی)

۲۶۔ دیوان الامام الشافعی (اسے محمد عفیفی الزعبی نے جمع کیا ہے)

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر..................

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالابلاغ کی دیگر کتب

بچوں کی تربیت کیسے کریں؟.............. **مصنف** : سراج الدین ندوی

نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش............. **قیمت** :۱۴۰روپے

قرآن وحدیث طب وحکمت اور جدید سائنس کی روشنی میں اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کے خواہش مند والدین کے لیے ایک نادرونایاب تحفہ۔

....

سپنوں کا شہزادہ...... **مصنف** : محمد طاہر نقاش....... **قیمت** : ۱۲۰روپے

ٹیلی فون کے ذریعہ گمراہ ہونے والی مسلم دوشیزاؤں کی عبرتناک داستانیں اور جدید الحادی تہذیب سے متاثر ہوکر ٹیلی فون کا غیر شرعی استعمال کرنے والوں کا خوفناک انجام۔ آج ٹیلی فون ہر گھر کی ضرورت ہے اور ٹیلی فون کے غلط استعمال کا فتنہ ہر گھر کو ڈسنے کو منہ کھولے کھڑا ہے۔ اس لیے مسلم بچیوں اور گھروں کو اس فتنے سے بچانے کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل راہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

....

تحفہ برائے خواتین.................. **مصنف** : ڈاکٹر صالح بن فوزان

نظر ثانی واضافہ : روبینہ نقاش.................... **قیمت** : ۸۰روپے

ان خواتینِ اسلام کے لیے ایک بہترین تحفہ جو اپنی عبادات میں ہونے والی کسی بھی کمی کوتاہی سے بچ کر اپنی عبادات کو مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق بنانا چاہتی ہیں اور اس کتاب میں خواتین کو میک اپ کے مسائل سے لے کر جنازے کے مسائل تک کی مکمل رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اور خاتونِ اسلام کے وہ تمام مسائل جو مردوں سے ہٹ کر صرف خواتین سے مخصوص ہیں' کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔

....

گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات.... **مصنف** :امام ابن قیم الجوزیہؒ

مترجم : ابو یحییٰ محمد زکریا زاھد............. **قیمت** : ۴۰روپے

گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے افراد کو پہچان کروائی گئی ہے کہ گناہوں کی نشانیاں کیا ہیں اور ان کے دنیاوی اور اُخروی نقصانات کیا ہیں؟ اور آپ نے ان گناہوں سے کیسے بچنا ہے!

....

مجالسِ خواتین.............. **مصنف** : محمد امین بن مرزا عالم......

ترجمہ : حافظ خبیب احمد سلیم... نظر ثانی واضافہ : روبینہ نقاش... **قیمت** : ۳۶روپے

خواتین کی موزوں اور غیر موزوں مجالس جو وہ روزمرہ زندگی میں برپا کرتی ہیں' کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کہ ان کو کس قسم کی مجلسیں اختیار کرنی چاہئیں اور کس قسم کی مجلسوں سے اپنے دامن کو بچا کے رکھنا چاہیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائیں التجائیں .... مؤلف : مولانا محمد داؤد راز دھلویؒ

نظرثانی : فضیلة الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی ... قیمت: ۱۲۰روپے

ہر طرف سے لاچار' بے بس' بے کس مقہور و مجبور' اور پریشانیوں' تکالیف' مصائب کی آندھیوں دکھوں کے پہاڑ' مسائل کے انبار' غم اور خوف و حراس کے جھکڑوں میں گھرے ہوئے پریشان انسانوں کا اپنے رب کو منانے کے لیے ایک منفرد لائحہ عمل' تا کہ وہ اپنے دکھوں کو راحتوں میں بدل سکیں۔ زندگی کے ہر موقع پر پیش آنے والی پریشانی کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں۔ بنام' رب کے حضور بندوں کی ''دعائیں التجائیں'' صحیح احادیث کا مہکتا ہوا دلبہار گلدستہ

گناہ چھوڑنے کے انعامات .... مصنف : ابراهیم بن عبدالله الحازمی

ترجمہ: حافظ محمد عباس انجم گوندلوی نظرثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش.. قیمت : ۱۰۰روپے

آج شیطان کے پرفریب ہتھکنڈوں میں پھنس کر انسانیت گناہوں کی دلدل میں دھنس چکی ہے اور انہیں گناہوں سے بچنے اور ان کو چھوڑنے کا خیال تک نہیں آتا' کیونکہ اس کے چاروں طرف عالم کفر نے میڈیا وار کے ذریعہ گناہوں کے جال لگا رکھے ہیں۔ ایسے حالات میں جو شخص محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے گناہ ترک کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو کن کن انعامات و اکرامات سے مالا مال کر دیتا ہے۔ قرآن و سنت کی عطر بیز مہکار لیے ہوئے یہ کتاب اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ رسول اللہ نے اس بات کی گارنٹی دی ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لیے کوئی چیز (گناہ) چھوڑ دیتا ہے اللہ اس کو اس سے بہتر عطاء کرتا ہے۔

ادائیں محبوبؐ کی .... تالیف : محمد بن جمیل زینو....

ترجمہ: حافظ محمد عباس انجم گوندلوی .... نظرثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش ..... قیمت :۸۰روپے

ایک ایسے محبوب دلگیر کی پیاری' من موہنی' پیار بھری اداؤں کا مشکبار' دلآویز' جاں پرسوز' تذکرہ ..... کہ جس کی اداؤں کو اپنانا ہر مسلمان اپنے لیے باعثِ نجات و کامیابی اور دونوں جہانوں میں باعث فخر سمجھتا ہے۔ ایسی پیاری اور راحتِ جان ادائیں کہ جن کو ہر آدمی جانتے ہی اپنا لینے میں جلدی کرے۔

محبتیں الفتیں .... تالیف : سراج الدین احمد ندوی

نظرثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش .... قیمت : ۱۲۰روپے

نفرتوں بھری اس دنیا میں محبتیں پیدا کرنے کا لائحہ عمل ایک ایسا نصاب کہ جس کو اختیار کر کے چودہ سو سال قبل رسول اللہ نے صحابہ کے درمیان ایسی محبتیں پیدا کر دی تھیں کہ جو ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ کا مصداق بن کر پوری دنیا کو جہاد کے ذریعہ فتح کرنے اور اسلام کو پھیلانے کا باعث بنیں۔ آج بھی اس نصاب کو اپنا کر باہمی محبتیں پیدا کرنے کے لیے یہ کتاب بہترین راہنمائی فراہم کرتی ہے' کہ افراد کی کس انداز سے تربیت کی جائے جو باہمی محبتوں کے پروان چڑھانے کا باعث بنے۔

(دارالابلاغ لاہور۔فون:0300-4453358)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہنم میں لے جانیوالی مجلسیں

انسان شروع سے ہی اس دنیا میں تمدنی اور مجلسی زندگی گزارتا آیا ہے۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک اسے زندگی میں ہر دم مختلف مجلسوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ خاندان برادری اور معاشرے کی یہ مجالس جہاں اس کے اقبال میں بلندی، عزت وشہرت میں اضافے اور نیک نامی کا باعث بنتی ہیں وہیں اس کی بدنامی، ذلت اور بے عزتی کا باعث بھی بنتی ہیں۔ انسان نے ان مجلسوں میں شریک ہو کر کیا رویہ اختیار کرنا ہے کہ جو اسے لوگوں کی نظروں میں ایسا وقار اور عزت وتکریم والا مقام بخش دے کہ لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی اسے یاد کرتے رہیں۔ یہی لائحہ عمل اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ عام طور پر انسان یہ جانتا ہی نہیں کہ بعض مجالس ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن میں شریک ہو کر ایک خاص رویہ اپنانے کی بنا پر بندہ نہ صرف اللہ کی مخلوق کو متنفر کر لیتا ہے بلکہ وہ اپنے خالق و مالک رب کریم کو بھی ناراض کر لیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مولا کریم ایسے فرد کو بھڑکتی دھکتی شعلے مارتی اور چمڑی ادھیڑ کر دلوں تک پہنچ جانے والی آگ میں جلا دیتا ہے۔ یوں جہنم اس کا ٹھکانہ ٹھہرتا ہے۔ اس کتاب میں ہر فرد کو دعوت فکر دی گئی ہے کہ وہ سنجیدگی سے غور وفکر کرے کہ کہیں وہ بھی ایسی مجالس کا شکار تو نہیں ہو چکا...... کہ جو جنت کے راستوں سے ہٹا کر جہنم میں لے جاتی ہیں۔ یہ کتاب جہاں مردوں کے لیے نہایت مفید ہے وہاں ہی عورتوں کے لیے ایک خاص تحفہ ہے۔ کیونکہ وہ بھی مجالس میں بیٹھ کر غیبتوں اور دوسرے زبانی گناہوں کا کثرت سے شکار ہوتی ہیں۔

دارالابلاغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ